شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

ماہ رمضان کی

پرنور ساعتوں میں دیئے جانے والے دروس کا حسین گلدستہ

دروس القرآن

فی شہر رمضان

از ترجمان اہلسنت

ابو اسحاق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0346-6172671

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

ماہ رمضان کی

پرنور ساعتوں میں دیئے جانے والے دروس کا حسین گلدستہ

درس القرآن

فی شہر رمضان

از ترجمان اہلسنت

ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدمجدہ

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0346-6172671

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	دروس القرآن
مصنف	....	علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی
باہتمام	....	شیخ محمد سرور اویسی
اشاعت اوّل	....	اگست 2008ء
تعداد	....	600
صفحات	....	336
ہدیہ	....	170 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور
مکتبہ جمال کرم لاہور / مسلم کتابوی لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ فیضان مدینہ گھکڑ
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / شبیر برادر لاہور
مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

marfat.com

فہرست

رکنِ اسلام	23
ترک روزہ پر وعید	31
روزہ کیسے فرض ہوا؟	34
ایامِ بیض	36
عاشوراء کے روزوں کی فرضیت	41
صوم عاشوراء کا نسخ	43
رمضان کے روزوں کی تین حالتیں	45
پہلی حالت	45
دوسری اور تیسری حالت	47
سفید اور سیاہ دھاگہ	52
مقصد روزہ (تقویٰ)	58
روزہ دار کے مشاغل	60
نزول قرآن کا مہینہ	60
رمضان اور قرآن کی مناسبت	62
رمضان میں قرآن کا دور	64
رمضان میں قرآن پڑھنے کی فضیلت	65
تلاوت قرآن کے دیگر فضائل	68
جو قرآن نہ پڑھے	71
مسائل روزہ	72
مسائل سحری	74
سحری تاخیر سے کریں	74
تنبیہ	75
افطاری کی برکات	75
افطاری میں جلدی کریں	76
افطاری کن اشیاء سے کریں	77
دعا کی قبولیت کی گھڑیاں	78
افطاری کی دعائیں	78
دوسروں کی افطاری کرانا	78
روزہ میں بھول کر کھالینا	80
مسواک کرنا	80
روزے کی حالت میں وضو؟	81
سرمہ لگانا	81
کان میں دوا ڈالنا	82
ناک میں دوا ڈالنے کا حکم	83

marfat.com

احتلام، حجامت اور قے کا حکم	83
بیوی سے بوس و کنار	84
اگر جماع کر بیٹھے	85
مسافر اور مریض کا حکم	86
حائضہ، حاملہ اور مرضعہ	87
چند دیگر مسائل	88
روزہ کی فرضیت وفضیلت	89
صوم رمضان کا زمانہ نزول	91
فضیلت وبرکت	92
نفلی روزوں کی فضیلت	97
نفلی روزہ کی قضاء	99
نفلی روزہ کا بیان	99
ایام بیض کے روزے	99
عاشوراء اور تاسوعا کا روزہ	102
شوال کے چھ روزے	104
حضرت امام اعظم کا موقف اور وھابیوں کی خردماغی	105
یوم عرفہ کا روزہ	110
محرم کا روزے	111
اشہر حرم کے روزے	111

رجب کے روزے	113
ضروری وضاحت	119
شعبان کے روزے	120
ہفتہ اور اتوار کا روزے	121
سوموار اور جمعرات کا روزہ	122
فائدہ	124
ممنوع روزوں کا بیان	127
سال بھر روزہ رکھنا	127
عیدین کا روزہ	127
ایام تشریق کے روزے	128
میدان عرفہ میں یوم عرفہ کا روزہ	128
نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا	128
استقبال رمضان کا روزہ	129
یوم شک کا روزہ	130
صرف جمعۃ المبارک کا روزہ	130
صرف ہفتہ کا روزہ	131
علامہ ملا علی قاری کی وضاحت	131
مرد کا نفلی روزہ	132
عورت کا نفلی روزہ	133
اعتکاف کی فضیلت	134

marfat.com

اعتکاف کا معنی ومفہوم	134
اعتکاف کی حکمت	135
اعتکاف کی اقسام	137
نفلی اعتکاف	137
مسنون اعتکاف	139
واجب اعتکاف	141
فضائل اعتکاف	141
اجتماعی اعتکاف	143
اجتماعی اعتکاف کے فوائد	145
مقصد اعتکاف	145
دس سے زائد دنوں کا اعتکاف	147
افضل اعتکاف	148
اعتکاف کی شرائط	148
مسائل اعتکاف، مسجد میں خیمہ لگانا	149
اعتکاف گاہ میں چار پائی رکھنا	150
جگہ مخصوص کرنا	151
خیمے میں کب داخل ہو؟	151
معتکف کونسے اعمال نہیں کرسکتا	152
کنگھی کرنا	153
سر دھلانا، مسئلہ	154
مسجد کے دروازے تک جانا	154
معتکف کا اپنی زوجہ سے ملاقات کرنا	155
گرمی کی وجہ سے غسل کا حکم	156
بعض دیگر مسائل	156
خواتین کا اعتکاف	158
رسول اللہ کا خواتین کے مسجد میں اعتکاف پر ناراض ہونا	159
مخالفین کا عمل	161
اعتراف حقیقت	162
مسائل برائے خواتین	162
آخری عشرہ کے فضائل	163
جہنم سے آزادی کا عشرہ	163
کثرت عبادت کا عشرہ	164
وہابیوں اور دیوبندیوں کی حدیث میں شرمناک تحریف	165
مغفرت کا عشرہ	166
اعتکاف کا عشرہ	168
لیلۃ القدر کا عشرہ	169
نزول قرآن	169
اختتام نزول قرآن	170

marfat.com

یوم قیام پاکستان	170
جمعۃ الوداع	170
فضیلت لیلۃ القدر	171
لیلۃ القدر صرف امت محمدیہ کو عطا ہوئی	172
شان نزول	172
لیلۃ القدر رمضان المبارک میں	174
لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں	176
ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے پر قرائن	181
شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمت	186
شب قدر کے فضائل	186
احادیث مبارکہ	187
نزول ملائکہ	188
شب قدر کی خصوصی دعا	192
شب قدر کی علامت	193
شب قدر سے محروم لوگ	193
نوید جانفزا	194
جب رمضان مکمل ہوتا ہے	194
صدقۂ فطر کی اہمیت	199
صدقۂ فطر کا لزوم	199

روزے لٹکے رہتے ہیں	201
صدقۂ فطر کا سبب	201
صدقۂ فطر کے فوائد	202
غرباء کیا کریں؟	203
مخالفین کا عجیب وغریب قیاس اور قلابازی	204
کس جنس سے ادا کریں	205
گندم کا نصف صاع	206
صدقۂ فطر کب ادا کیا جائے	208
کن لوگوں کو صدقہ دیا جائے	208
چند ضروری مسائل	209
میت کی طرف سے روزے	210
احادیث مبارکہ	211
علامہ نووی کا تسامح	213
معارض احادیث کا محمل	213
نماز تراویح	216
تراویح کی وجہ تسمیہ	216
تراویح آٹھ کو نہیں کہتے	216
وہابیوں کی تائید	220
تراویح کی شرعی حیثیت	221

marfat.com

نماز تراویح کی مختصر تاریخ	223
تراویح کیلئے جماعت شرط نہیں	227
نماز تراویح کی فضیلت	229
مکہ مکرمہ میں تراویح کا ثواب	233
رکعات تراویح کی تحقیق	234
عمل نبوی	236
غیر مقلدین کا فیصلہ	237
وہابیوں کے دلائل	237
دفع تعارض	238
عمل فاروقی	239
وہابیوں کی خوش فہمی کا رد	248
عمل علوی	249
دیگر صحابہ کرام کا عمل	251
تابعین ودیگر صالحین کی تراویح	252
اکابرین وہابیہ کے فیصلے	253
بیس پر اجماع امت	256
اکابرین وہابیہ کا آٹھ تراویح سے انکار	258
چند اقوال	259
کتب شیعہ سے تراویح کا ثبوت	261
آٹھ تراویح کے دلائل کا تجزیہ	262

وہابیوں کا اعتراف	263
آٹھ تراویح کی تاریخ	264
غیر مقلدین کا متضاد دعوی	265
پہلا دعوی	265
دوسرا دعوی	266
تیسرا دعوی	268
چوتھا دعوی	268
پانچواں دعوی	268
چھٹا دعوی	269
ساتواں دعوی	270
لمحہ فکریہ	271
پہلی دلیل حدیث عائشہ (رضی اللہ عنہا)	271
اس سے وہابیوں کا ناروا سلوک	272
یہ حدیث وہابیوں کے خلاف ہے	274
مبشر ربانی کی ایچ کا رد	275
حضور رات کو کتنی رکعتیں پڑھتے؟	276
تیرہ رکعتیں	276
گیارہ رکعتیں	278
دس رکعتیں	278
نو رکعت	279

marfat.com

سات رکعت	279
قاضی عیاض مالکی کا فیصلہ	280
امام نووی کی تائید	281
علامہ مجدالدین فیروزآبادی کی تصریح	281
امام ترمذی کا فیصلہ	281
غلام رسول قلعوی کی حمایت	281
اسماعیل سلفی کی صراحت	281
اشرف سندھو کا اعتراف	282
وہابیوں کا صرف آٹھ پر ہی اصرار کیوں؟	283
حدیث عائشہ مضطرب ہے	283
اضطرابات	284
حافظ ابن حجر عسقلانی کا اعتراف	285
امام قرطبی کا بیان	285
قاضی عیاض مالکی کی وضاحت	285
امام نووی کی حمایت	285
وہابیوں کا فیصلہ	286
حدیث عائشہ تہجد کے متعلق ہے	286
ثناء اللہ امرتسری کا اعتراف	287
مزید دلائل	288
محدثین کے فیصلے	291
زبیر علیزئی کا دھوکہ	294
کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے؟	296
وہابیوں کی فریب کاری	296
وہابیوں کی آپس میں ٹکریں	299
وہابیوں کی خردماغی	301
وہابیوں کی حضرت عمر اور حضرت عائشہ پر بہتان تراشی	302
وہابیوں کا ایک جاہلانہ چیلنج	303
وہابیوں کی عجیب مثالوں کا رد	304
وہابیوں کے لئے لمحہ فکریہ	306
وہابیوں کی انوکھی چالیں	306
وہابیوں کی ایک اور دریافت	307
وہابیوں کے لئے لمحہ فکریہ	308
اعتراف حقیقت	308
دوسری دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ	309
اس روایت میں وہابیوں کی تحریف وتخریب	309
داؤدیہ پارٹی کی تحریف وتلبیس	309
دوسرا حل	310

marfat.com

تیسرا دھوکہ	310
زبیر علیزئی کا فریب	311
ابوالبرکات کی تضاد بیانی	312
وہابیوں کی چالاکی	312
یہ روایت احادیث صحاح ستہ کے خلاف ہے	312
غازیپوری کی حدیث دانی	314
کیا یہ ایک ہی واقعہ ہے	315
یہ روایت ضعیف ہے	315
وہابیوں کا اعتراف، وہابیوں کا ایک دھوکہ	316
داؤدیہ پارٹی کا جھوٹ	317
تیسری دلیل واقعہ حضرت: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	317
زبیر علیزئی کی جہالت افروزی	317
یہ روایت ضعیف ہے	318
یہ واقعہ رمضان المبارک کا نہیں	318
عبدالرحمان مبارکپوری کا اعتراف	319
تحسین ہیثمی کی حقیقت	319
چوتھی دلیل حضرت فاروق اعظم کا حکم	319
جوابات	320
وہابیوں کے دھوکے	322
داودیہ پارٹی کو کھلا چیلنج	325
داودیہ پارٹی کی حدیث دانی	325
داؤدیہ پارٹی کی شاطرانہ چال	325
عبدالغفور اثری کی بے لگامی	327
پانچویں دلیل	327
وہابیوں کے دھوکے	329
ضروری نوٹ	329
چھٹی دلیل	331
جوابات	331
اعمال واقوال صحابہ وہابیوں کے نزدیک حجت نہیں	332
وھابیوں کے نزدیک حضرت فاروق اعظم کا مقام	332
وہابیوں کے دلائل غیر معتبر کتب سے ہیں	333
زبیر اور مبشر کی خوش فہمی اور اسکارد	334
ماہ رمضان الوداع	335

☆☆☆☆

marfat.com

انتساب

شفقتوں اور رحمتوں کے عظیم سائبان
مہربانیوں اور کرم نوازیوں کے رفیع پیکر

والدین کریمین

اطال اللہ عمرہما وشفاہما اللہ شفاءً کاملاً

کے نام

جن سے راقم الحروف نے سب سے پہلے "قرآن کا درس" لیا
اور جن کی بدولت ہزاروں انسان "دروس قرآن" کے زیور سے آراستہ ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ آج انہی کا صدقہ ہے کہ راقم غلامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں "دروس القرآن" جیسا حسین تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان بزرگواروں کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے (آمین)

گر قبول افتد ز ہے عزو شرف

نیاز مند

ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

marfat.com

استقبالِ رمضان

از

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

مرحبا، مرحبا، مرحبا ہے
ماہِ رمضاں تجھے مرحبا ہے

دیپ عظمت کے تو ہے جلاتا
بھولے بھٹکوں کو رب سے ملاتا
تیرے آنے سے دل کھل اٹھا ہے
ماہِ رمضاں تجھے مرحبا ہے

اھل ایماں پہ منت خدا کی
تیری آمد نے رحمت بہا دی
نور حق ہر کسی کو ملا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

تیری تعظیم جو بھی کرے گا
اس کو رب سے یہ درجہ ملے گا
وہ تو جنت کا مہماں بنا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

marfat.com

فضل و نعمت ہے ہم پر خدا کی
مصطفےٰ کے تصدق عطا کی
اسنے رمضاں یہ ہم کو دیا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

تیرے آنے سے جنت سجے گی
اور دوزخ کی آتش بجھے گی
جن و شیطاں بھی قیدی بنا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

اور احساں یہ ہم پہ ہوا ہے
ہم کورب سے یہ قرآں ملا ہے
اس میں نور اور دلوں کی شفا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

بارشیں بخششوں کی ہوئی ہیں
دو جہانوں کی خوشیاں ملی ہیں
قلب ساقی بھی خوش ہوگیا ہے
ماہ رمضاں تجھے مرحبا ہے

☆☆☆☆

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشانِ منزل

غلامِ ساقی کوثر، غلامِ مرتضٰی ساقی

از...... رئیس التحریر علامہ محمد منشاء تابش قصوری (مریدکے)

ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی علوم و فنون، عرفان و استحسان کی راہیں کھلیں، معلم کتاب و حکمت ﷺ کے فیوض و برکات نے علم و شرافت کا لباس بخشا اور شجرِ علم سے اتنی کثیر شاخیں پھوٹیں کہ آج اعداد و شمار کے ماہرین کے لئے کوئی ایسا کلکولیٹر ایجاد نہیں ہوا جس سے ان کا شمار ممکن ہو۔

علوم و فنونِ اسلامیہ میں تاریخ و سوانح ایک ایسا وسیع شعبہ ہے جس کا احاطہ نہیں ہو سکتا، انسان کی تاریخ، شہر کی تاریخ، ملک کی تاریخ اور ان سے متعلقات کی تاریخ، جغرافیائی کیفیات، تمدنی حالات، معاشی و معاشرتی معلومات یہ وہ سُرخیاں ہیں جن کی سرخی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

رجال پران گنت کتب ہر زمان، ہر زباں میں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں یہ ایک ایسا فن ہے جس سے ہر صاحب علم کو دلچسپی ہے۔ لیکن ہر ایک کی تاریخ نہیں لکھی جاتی، ہر ایک کو صفحۂ قرطاس پر نہیں لایا جا سکتا، ہر کسی کو تاریخ میں جگہ نہیں ملتی، مگر جنہیں ملتی ہے ان کی کوئی خاص بات ہوتی ہے۔ اور وہ وہی ہے جو اپنی تاریخ از خود بناتا ہے اور پھر وہ مؤرخ کے قلم کی زینت بنتا ہے۔

آج ہمیں ہزاروں برس پہلے کے انسان کے احوال و کیفیات پر بالتفصیل آگاہی

marfat.com

حاصل ہوسکتی ہے۔ جنہیں ہم نے دیکھا تک نہیں، صرف صفحۂ قرطاس میں پڑھا، دیکھا، اور پھر اتنے متاثر ہوئے کہ جگہ جگہ اس کی باتیں، اس کی حکائتیں، اس کے تذکرے، اس کی داستان، اور اسی کی کہانی، آخر یہ کیوں؟

اس کا مختصر سا تو یہی جواب ہے کہ اس کے کارناموں کو اجاگر کیا گیا، اس کے اعمال وافعال صالحہ کی تشہیر ہوئی، اس کے علوم وفنون نے نہ صرف اسے ذاتی طور پر مقبولیت کا شرف بخشا بلکہ اس کی آواز سے گم گشتگانِ راہ، راہ ہدایت پر گامزن ہوئے، اس کے علم سے استفادہ واستفاضہ کیا، بیگانے، یگانے بنے اور آفاق میں اسے بلند مقام نصیب ہوا۔

تاریخی شخصیات کی فہرست بڑی طویل ہے ماضی کو چھوڑیے صرف عصر حاضر کو ہی لیجئے تو ہماری ان گنت ایسی شخصیات ہیں جن کا نام آسمان شہرت پر آفتاب و مہتاب کی طرح چمک رہا ہے مگر ان کے احوال وکمالات کو اس مختصر میں لانا ممکن نہیں فقط اہل سنت و جماعت کی ایک ابھرتی ہوئی شخصیت، ممدوح اکابر، مخدوم ومکرم، مناظرِ اسلام، محققِ دوراں، محترم المقام، حضرت العلام، مولانا علامہ الحافظ القاری غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب زید مجدہٗ کی ذات ستودہ صفات کی پاکیزہ زندگی کے چند پہلو نمایاں کرنے کی سعی کی جا رہی ہے تاکہ مستقبل کا مؤرخ جب انہیں اپنے قلم کا موضوع بنائے تو اسے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

موصوف الصدر کا سوانحی خلاصہ قلم بند کرنے سے پہلے حضرت شیخ سعدی اور امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہما الرحمۃ اور حافظ شیرازی کے کلام سے اپنے قلب ونگاہ کو محظوظ کیجئے۔

marfat.com

بدہ ساقیا آبِ آتش لباس
کہ مستی کند اہل دل التماس

....

اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاسًاوَّ نَاوِلْھَا
کہ برباد شہِ کوثر بنا سازیم محفلہا

....

اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًاوَّنَا وِلْھَا
کہ عشق آساں نمود اوّل وے افتاد مشکلہا

خاندان اور ولادتِ ساقی:

حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بن میاں محمد عالم بن میاں رمضان بخش بن میاں کرم دین بن میاں شیر محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ)

حضرت ساقی صاحب کی ولادت باسعادت اس علمی اور روحانی خاندان میں ہوئی جن کا قیام موضع پنج گرائیں ضلع گوجرانوالہ رہا۔ بعدہٗ آپ کے والد ماجد نے گوجرانوالہ کو مستقل مسکن بنالیا آپکے آباؤ اجداد اسلامی علوم سے بہرہ مند ہونے کے ناطے سے علاقہ بھر کی دینی، اسلامی شرعی ضروریات کے کفیل رہے۔ ان گنت لوگوں نے اس خاندان علمیہ سے خوب علمی و عملی فیوض و برکات حاصل کیں جس کا اعتراف آج تک نہایت احترام سے کیا جارہا ہے حقیقتاً یہ خاندان روحانی کرامات کا مظہر تھا۔

علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مدظلہٗ نے اپنی دینی و قرآنی تعلیم کا آغاز اپنی والدہ

marfat.com

ماجدہ سے کیا جو اپنے وقت کی مشہور عابدہ، زاہدہ، صالحہ، تہجد گزار، پابند صوم وصلوٰۃ خاتون ہیں، علاقہ کی اکثر خواتین نے موصوفہ سے ہی قرآن پاک پڑھا۔ گردونواح کی عورتیں بھی ان کی پاکیزہ زندگی سے درس لیتی رہیں تاہنوز یہ سلسلۂ خیر جاری ہے۔اللھم زد فزد۔

علامہ صاحب نے ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کے ساتھ ساتھ سکول میں بھی جانا شروع کر دیا مگر قدرت نے جس عظمت و برتری سے نوازنا تھا، رفتہ رفتہ آپ کا میلان ادھر ہوتا چلا گیا اور والدین کی تمنا وخواہش کے مطابق آپ نے حفظ القرآن کی طرف رغبت فرمائی اور اڑھائی سال کی مختصر مدت میں مکمل قرآنِ کریم حفظ کر کے خاندان میں پہلا حافظ ہونے کا شرف حاصل کیا، اور پھر ماہ رمضان المبارک کے جلوہ افروز ہونے پر نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کی طرح ڈالی۔ آپ کی قرأت وتلاوت سے نمازی خوب محظوظ ہوتے رہتے ہیں۔

علوم دینیہ کے حصول کے لیے آپ نے دارالعلوم نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور جملہ علوم وفنون کو دل ودماغ میں اتارتے رہے یہاں تک کہ دورۂ حدیث شریف کے لیے فیصل آباد حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب چشتی قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے قائم فرمودہ دارالعلوم مظہر اسلام میں پہنچے اور وقت کی عظیم علمی وعملی شخصیت حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام نبی صاحب نقشبندی مجددی کیلانی دامت برکاتہم کی خدمت اقدس حاضر ہوئے اور بڑی شان سے اس مرحلہ کو طے کیا، اکثر وبیشتر آپ نے ہی صحاح ستہ کو پڑھنے کی سعادت حاصل کی آپ احادیث مبارکہ کو قواعد وضوابط کے ساتھ ساتھ بڑے ادب و

marfat.com

احترام سے پڑھتے چلے جاتے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور آپ کے جماعتی خوب تحسین فرماتے بعد از سند فراغت آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا اور ہر شعبۂ علم کو زینت بخش رہے ہیں۔قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے!۔

اظہارِ علم کے ذرائع:

صاحب علم و فضل اپنے علوم و فنون سے عوام و خواص کو تین طرح سے علم کا فیضان پہنچا سکتا ہے۔مقرر ہو، مدرس ہو یا پھر مصنف ہو، یعنی تقریر، تدریس اور تصنیف سے۔

تقریر یا خطاب و بیاں:

مقرر کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیان و زباں پر پوری طرح قدرت رکھتا ہو۔ پورے اعتماد اور وثوق سے حروف و کلمات تراکیب و مترادفات کی ادائیگی کر سکے۔ عوام و خواص کے ہر دو طبقے مستفیض ہوں مضحکہ خیز حرکات و سکنات سے اپنے آپ کو بچانے کا ملکہ رکھتا ہو۔

فنِ خطابت کے جوہر دکھانے کے ساتھ ساتھ مخالفین کو دلائل سے مرعوب کرنے کی پوری پوری صلاحیت سے مرصع ہو۔گویا میدان مناظرہ کا ایک کامیاب شہسوار ہو۔مجمع کی کثرت و قلت کا بوجھ تک محسوس نہ کرے، علماء کرام کے اجتماع میں آداب اکابر کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مافی الضمیر کو واضح کرتے ہوئے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔تو وہ ایک کامیاب مقرر بھی ہے، اعلیٰ ترین خطیب بھی ہے اور بیباک قسم کا مناظر بھی ہے، اگر ان اوصاف پر علامہ ساقی صاحب کو پرکھا جائے تو بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ آپ کی ذات ان سے موصوف نظر آئے گی۔

marfat.com

درس وتدریس:

اظہار علم کا دوسرا بڑا شعبہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلم ہے۔ تبلیغ دین کی انجام دہی میں اسے اولیت حاصل ہے، مدرس کی خوبیوں میں بنیادی وصف حسن اخلاص و اخلاق ہے، قابلیت اور محنت بعد کی باتیں ہیں، مسندِ تدریس پر وہی استاذ کامیاب و کامران نظر آئیگا جو اخلاقِ کریمانہ سے طلباء پر اثر انداز ہوگا۔ رعب، جلال، دبدبہ، مار دھاڑ، علیت کا بھاری بھرتا زیانہ، تلامذہ کے دل میں ادب و احترام اور محبت و عظمت کا سکہ نہیں بٹھا سکتا، دورانِ اسباق طلباء کرام سے پدری شفقت کا اظہار بھی ہو اور ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر بھی رہے تا کہ اپنے حقوق کو بروئے کار لاتے ہوئے سرزنش بھی کر سکے۔ کیونکہ علاج کے لئے مرہم کے علاوہ انجکشن یا آپریشن بھی کرنا پڑتا ہے۔ نیز طلباء کی کسی حرکت کو مستقل طور پر اپنے دل میں جگہ نہ دے ورنہ طالب علم میں بغاوت کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

مدرس کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خارجی بحث کو سبق سے ہمیشہ خارج رکھے۔ اپنے علم و فضل کو تحکمانہ انداز میں ٹھونسنے کی بجائے ان کے دل و دماغ میں بٹھانے کی کوشش کرے۔ نفس کتاب کو ذھن نشین کرانے والا استاذ، تلامذہ کے دل موہ لیتا ہے۔ دیکھا گیا ہے بعض مدرس نئے نئے طلباء پر سختی کی انتہا کر دیتے ہیں جس کے باعث وہ علومِ دینیہ سے محروم رہ جاتے ہیں (الا ما شاء اللہ) مگر علامہ ساقی صاحب اسی مکروہ حرکات سے مبرّا ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ آپ سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے ہیں (اللّٰھم زدفزد)

مدرسین کے لیے بعض مدارس کے ارباب حل و عقد اعلیٰ اوصاف سے متصف مدرسین کو اپنے ہاں متعین فرمالیتے ہیں انکی جدّ و جہت، محنت، کاوش اور محبت جب رنگ

marfat.com

لاتی ہے اور طلباء استاذ کے گرویدہ ہوتے جاتے ہیں تو واجبی سا علم رکھنے والے یا علوم دینیہ، درسیہ سے کورے ناظمین اپنی مصنوعی وجاہت کا جنازہ نکلتا دیکھتے ہیں تو پھر سازشیں یا حیلے بہانے تراش کر قابل ترین مدرسین کو نرمی یا گرمی سے نکال باہر کرتے ہیں اور اس ترقی یافتہ دور میں بھی یہ ''کارشیطان'' جاری ہے۔ اس لئے ہمارے بہترین صلاحیتوں کے مالک علوم وفنون اور درس وتدریس کے ماہر حضرات جگہ جگہ سلسلۂ تدریس کے لئے ہجرت اختیار فرماتے رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ ساقی صاحب کو ایسے امتحان سے محفوظ رکھے (آمین)

قارئین کرام! گو حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی صاحب زید مجدہٗ اپنی عمر کی اس وقت (جون ۲۰۰۸ء تک) چونتیس بہاریں دیکھ چکے ہیں، اگر فراغت کے بعد مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہونے کا تخمینہ لگائیں تو دس گیارہ سال بنتے ہیں لیکن حقیقتاً آپ نے زمانۂ طالبعلمی سے ہی تدریسی خدمات سرانجام دینا شروع کر دی تھیں۔ وہ یوں کہ پچھلی جماعتوں کے طلباء پڑھانے کی ذمہ داری اساتذہ کرام نے لگا رکھی تھی تاکہ تدریس کا ملکہ پیدا ہو جائے چنانچہ اس وقت کے قابل ترین اور لائق صد تکریم مدرس اور مستقبل قریب کے مشہور محدث کے نام سے معروف ہونگے۔ (انشآء اللہ العزیز)

آپ مختصر عرصہ میں دینی طلباء، سکول وکالجز کے سٹوڈنٹ اور اساتذہ، حتیٰ کہ وکلاء تک کی تربیتی کلاسز کو پڑھا چکے ہیں، مختلف 40 روزہ کورسز اور دورۂ تفسیر القرآن پروگرامز میں ہزاروں حضرات وخواتین آپ سے مستفید ہو چکے ہیں۔

آپ کو سراج العارفین حضرت علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت بھی حاصل ہے اور اجازت وخلافت بھی، سینکڑوں لوگ آپ سے علوم باطنی اور تصوف وطریقت کی تعلیم وتربیت بھی پا رہے ہیں۔

marfat.com

تصانیف و تالیفات:

اظہارِ علم کا تیسرا بڑا ذریعہ قلم ہے۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جو اپنی آفاقی اور ہمہ گیری اہمیت کے باعث اول وثانی سے فائق کہا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ قلم کی طاقت زمانے کے ساتھ محدود نہیں ہے۔ جب کہ پہلے دونوں شعبے زندگی سے وابستہ ہیں۔ زندہ ہے تو میدان خطابت کا شہسوار بھی ہے اور مسندِ تدریس کی زینت بھی۔ مگر جب اس دار فانی سے راہی بقا ہوا تو منبر ومحراب اور مسندِ تدریس وارشاد خالی، کسی دوسرے کی راہ دیکھتی ہے۔

لیکن قلم کو زوال نہیں، مرنے کے بعد بھی صاحب قلم کے شواہد قرطاس وقلم ہی ہوتے ہیں نہ صرف موجودہ لوگ قلم کے فیضان سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بلکہ نسلاً بعد نسلٍ اس کی قلمی تبلیغ اپنا اثر دکھاتی رہتی ہے قرآن وحدیث نے بڑے عمدہ پرائے میں لوح وقلم کی تحسین فرمائی اور اس کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔ نٓ والقلم و مایسطرون ارشاد خداوندی اس پر شاہد وعادل ہے۔ اس سے قلم کا تقدس بھی ظاہر وباہر ہے، ماضی، حال اور مستقبل قلم سے مربوط ہیں، قلم نے ماضی کے افسانے سنائے، قلم نے حال بحال رکھا اور قلم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس نے مستقبل کی خبریں نوک زبان سے بیان کی، قرآن کریم اور کتب سماویہ، کتب احادیث وتفاسیر، تاریخ وسوانح، ادب وفلسفہ، طب وسائنس وغیرہ کے جلووں میں قلم ہی کارفرما ہے۔

ہر صاحب علم وقلم، قلم کی ان گنت خوبیوں کا معترف ہے اور یہی وہ قلم ہے جسے حضرت علامہ ساقی صاحب نے بڑی متانت سے تھام رکھا ہے، شب وروز علمی جواہر قرطاس ابیض پر بکھیرتے رہتے ہیں نہ صرف فارغ التحصیل ہونے کے بعد اشہب قلم کو دوڑانا شروع کیا بلکہ زمانہ طالبعلمی سے ہی اس کی لگام تھامے، مضامین ومقالات

marfat.com

کی صورت میں اسے دوڑاتے چلے آرہے ہیں۔ اب تو یہ عالم ہے کہ آپ کے تحقیق و تدقیقی قلم نفیس سے زیادہ تصانیف و تالیفات سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کو شاد کام کیا ہے۔ بعض کتب کے نام ملاحظہ فرمائیے:۔ اسلام اور ولایت، قربانی، حضور مالک و مختار ہیں، صحابہ کرام اور مسلک اہلسنت، رفع یدین، مختصر اسلامی تربیتی نصاب، جشنِ میلاد النبی ﷺ، آؤ میلاد منائیں، اہل جنت، اہل سنت، خطبات رمضان وغیرہ۔

آپ کی نہایت عمدہ اور بیشتر لائق مطالعہ عنوانات پر مشتمل بالکل نئی اور تازہ تصنیف ''دروس القرآن'' قارئین کے پیش نظر ہے۔ یہ اس قابل ہے کہ علمائے کرام خصوصاً ائمہ اہل سنت اگر اسے حرز جان بنائیں تو پورے رمضان میں درس قرآن مجید نہایت خوبصورتی اور پورے اعتماد سے دے سکتے ہیں، پند و نصائح اور دلپذیر، دلکش، ایمان افروز نکات سے مرصع ہے، علمی سطح پر ثقہ اور تحقیقی طرز عمل میں نادر۔ ''دروس القرآن'' سے عوام و خواص یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ عظیم تصنیف علامہ ساقی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے علمی، تحقیقی نوادرات کو قبولیت و محبوبیت کا شرف عطا فرمائے اور آپ کو ہر شعبہ علم میں کامیابی و کامرانی کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند فرمائے آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری (مریدکے)

مدرس جامعہ نظامیہ لاہور

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

۲۲ مئی ۲۰۰۸ء یوم الخمیس

marfat.com

عرضِ حال

رمضان المبارک مسلمانوں کیلئے اللہ رب العزت جل جلالہٗ کی طرف سے ایک عظیم انعام ہے یہ ہر سال تقویٰ وطہارت کا پیغام لاتا ہے اور اپنے قدر دانوں کے گناہوں کو مٹا کر عرفان وایقان کی منزل دلاتا ہے۔ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کیلئے روزہ ایک کارگر عمل ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم روزہ اور ماہ رمضان کی قدر ومنزلت سے کماحقہٗ آگاہ ہو کر ان کے فیوض وبرکات کو سمیٹ سکیں۔ راقم الحروف نے اسی جذبہ سے سرشار ہو کر رمضان المبارک کے حسین و پر کیف لمحات میں دیئے گئے اپنے چند دروس کو جمع کرنے کی ادنیٰ سی کاوش کی ہے۔ جو اپنے موضوع سے متعلقہ مختلف گوشوں پر مشتمل ہے اور اہل محبت وصاحبانِ تحقیق کے مشامِ جاں کو معطر کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہے۔ اس مجموعہ میں مسئلہ تراویح کا باب خصوصی توجہ کا حامل ہے، جسمیں اپنے مؤقف پر دلائل دینے کے علاوہ مخالفین کے فخر وغرور کا سرنیچا کر دیا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس کوشش کو اپنوں کیلئے باعث استقامت اور مخالفین کیلئے ذریعۂ ہدایت بنائے۔ راقم الحروف اور جملہ معاونین ومحبین کو جزائے خیر اور صحت وتندرستی کیساتھ زیادہ سے زیادہ احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ وامتہٖ وسلم

خیر اندیش:

ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

مرکزی جامع مسجد شہیدیہ قلعہ دیدار مصطفیٰ گوجرانوالہ

0300-7422469

(22-4-2008)

marfat.com

رکن اسلام

ارکانِ اسلام میں روزہ بھی ایک رکن ہے، جو ہر عاقل، بالغ، مرد وعورت مسلمان پر فرض ہے، جسکا چھوڑنا کبیرہ گناہ اور انکار کفر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ،۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

o مزید ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ (البقرہ،۱۸۵)

سو تم میں جو رمضان کا مہینہ پائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اسکے روزے رکھے

o عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری ۱/۶ اللفظ لہ، مسلم ۱/۳۲، مشکوٰۃ ۱۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

marfat.com

۵۔ قال رسول اللہ ﷺ الدین خمس لا یقبل منھن شیئ دون شیئ، شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہٗ ورسولہ ایمان باللہ و ملائکتہٖ و کتبہ ورسلہ والجنۃ و النار والحیٰوۃ بعد الموت ھذہٖ واحد والصلوٰت الخمس عمود الاسلام، لایقبل اللہ الایمان الابالصلوٰۃ والزکوٰۃ طھور من الذنوب، لایقبل اللہ الایمان والصلوٰۃ الا بالزکوٰۃ من فعل ھٰؤلآء ثم جآء رمضان فترک صیامہٗ معتمدًا لم یقبل اللہ تعالیٰ منہ الایمان والصلوٰۃ ولا الزکوٰۃ ومن فعل ھٰؤلآء الا ربع وتیسرلہ الحج ولم یحج لم یومن بحجہ ولم یحج عنہ بعض اھلہٖ لا یقبل اللہ منہ الایمان ولا الصلوٰۃ ولا الزکوٰۃ ولا الصیام (ابو نعیم فی الحلیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دین پانچ چیزوں کا نام ہے، ایک کے بغیر دوسری قبول نہیں ہوتی، گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اسکے رسولوں، جنت و دوزخ اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لانا، یہ ایک چیز ہے۔ پانچوں نمازیں ادا کرنا، جو کہ اسلام کے ستون ہیں، ایمان معتبر نہیں ہوتا نماز کے بغیر، (یہ دوسری چیز ہے) اور زکوٰۃ گناہوں کو پاک کر دیتی ہے (یہ تیسری چیز ہے) ایمان اور نماز، زکوٰۃ کے بغیر معتبر نہیں، جس نے ان پر عمل کیا، پھر رمضان آ گیا اور اس نے جان بوجھ کر اس کے روزے چھوڑ دیئے تو اس کا ایمان، نماز اور زکوٰۃ معتبر نہیں، جس نے ان چاروں پر عمل کیا اور اسے حج کا موقع میسر آیا تو اس نے حج نہ کیا اور نہ ہی اس پر ایمان لایا اور نہ اسکی طرف سے حج کیا

marfat.com

گیا تو اسکا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے معتبر نہیں ہوں گے۔

٥- عن عبد الله بن عباس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ عریٰ الاسلام، وقواعد الدین ثلاثة علیهن اسّس الاسلام، من ترک منهن واحدة فهو بها کافر، حلال الدم، شهادة ان لا اله الا الله والصلوٰة المکتوبة، وصوم رمضان ...... (راہ ابویعلیٰ باسناد حسن، الترغیب والترھیب ج ا ص ۳۸۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کے اصول اور بنیادیں تین ہیں، ان پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا، اسکا خون بہانا مباح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی دینا، فرض نماز ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا،

٥- و فی روایة من ترک منهن واحدة فهو با لله کافر ولا یقبل منه صرف ولا عدل و قد حل دمهٗ ومالهٗ (الترغیب والترھیب ج ا ص ۳۸۲)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو (انکار کرتے ہوئے) ترک کیا، وہ اللہ کا انکار کرنے والا ہے، اس سے فرض ونفل قبول نہیں کیا جائیگا، اس کا مال اور خون حلال ہے۔

٥- عن انس رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ: ثلاث من حفظهن فهو ولیّ حقًّا ومن ضیعهن فهو عدوی حقًّا، الصلوٰة، والصیام والجنابة، (طبرانی اوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو ان کی حفاظت کرے گا وہ میرا پکا دوست ہوگا اور جو انہیں ضائع

marfat.com

کرے گا وہ میرا پکا دشمن ہے، نماز، روزہ، اور جنابت (کا غسل)

۵۔ عن زیاد بن نعیم حضرمی قال رسول الله ﷺ اربع فرضهن الله فی الاسلام فمن اتٰی بثلاث لم یغنین عنه شیئاً حتی یاتی بهن جمیعًا، الصلوٰة، والزکوٰة وصیام رمضان، وحج البیت،

(مسند احمد ج ۴، ص ۲۰۱، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۳۸۴)

حضرت زیاد بن نعیم حضرمی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا چار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کیا ہے، جوان میں تین پر عمل کرے گا اسے کوئی چیز فائدہ نہ دے گی، جب تک تمام پر عمل نہ کرے گا، نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔

نوٹ: اس روایت میں کلمہ پڑھ لینے کے بعد عائد ہونے والے فرائض کا ذکر ہے۔

۵۔ عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقیم الصلوٰة وتوتی الزکوٰة وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیه سبیلاً۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲ مسلم ج ۱ ص ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۱ اللفظ له)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین نے عرض کیا اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے متعلق بتلایئے، آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم رکھے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر تجھے طاقت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرے۔

۵۔ عن ابی هریرة قال اتٰی اعرابی النبی ﷺ فقال دلنی علی عمل اذا

marfat.com

عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئًا وتقيم الصلوٰة المكتوبة وتودّي الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہٖ لا ازید علی ھذا شیئًا ولا انقص منه فلما ولّٰی قال النبی ﷺ من سرّہٗ ان ینظر الی رجل من اھل الجنّة فلینظر الیٰ ھذا (مسلم ج ۱ ص ۳۱ مشکوٰۃ ۱۳ واللفظ لہٗ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے ایسا عمل بتلائیے کہ میں اس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز ادا کر، فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا قسم بخدا! میں اس پر اضافہ کروں گا اور نہ کمی، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا جو جنتی کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اسے دیکھ لے۔

o ایسے ہی نجد کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواباً دن رات میں پانچ نمازیں، ماہِ رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور نفلی اعمال ارشاد فرمائے، واپس جاتے ہوئے اس نے کہا کہ میں ان پر اضافہ اور کمی نہیں کروں گا تو آپ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہوگا۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۲، ۱۱ مسلم ج ۱ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۳)

o۔ عن ابن عباس رضی الله عنما قال ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی ﷺ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من القوم اومن الوفد قالوا ربیعة قال مرحبا بالقوم اوبالوفد ...... امرھم بالایمان بالله وحدہ قال اتدرون ماالایمان بالله وحدہ قالوا الله ورسولهٗ اعلم قال شھادة ان لا اله الا

marfat.com

الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة وصیام رمضان وان تعطوا من المغنم الخمس (بخاری ۱/۱۳، مسلم ۱/۳۳، مشکوٰة ۱۳ واللفظ لہ)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، تو آپ نے انہیں اللہ وحدہ پر ایمان رکھنے کا حکم دیا، آپ نے فرمایا جانتے ہو اللہ وحدہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا۔ اللہ ورسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم رکھنا، زکوٰة ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو۔

5 عن معاذ قال قلت یا رسول الله اخبرنی بعمل ید خلنی الجنة ویبا عدنی من النار قال لقد سالت عن امر عظیم وانه لیسیر علی من یسره الله تعالیٰ علیه تعبد الله ولا تشرک به شیئًا وتقیم الصلوٰة وتوتی الزکوٰة وتصوم رمضان وتحج البیت الحدیث، (مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۱، ترمذی ج ۲ ص ۱۸۶، ابن ماجہ ص ۲۹۴، مشکوٰة ۱۴ واللفظ لہ)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور دوزخ سے دور کردے آپ نے فرمایا تو نے ایک بڑے (مشکل) کام کے متعلق پوچھا ہے اور یہ اسی پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کیساتھ شریک نہ بناؤ، نماز قائم رکھو، زکوٰة ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

marfat.com

o عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من لقی الله لا یشرك به شیئاً و یصلی الخمس ویصوم رمضان غفرله الحدیث

(مسند احمد، مشکوٰۃ ۱۶ واللفظ لہٗ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس نے کسی کو اسکا شریک نہ بنایا پانچ نمازیں پڑھیں اور رمضان کے روزے رکھے تو اسے بخش دیا جائے گا۔

o قال رسول الله ﷺ ان الله تبارك وتعالىٰ فرض صیام رمضان علیکم وسننت لکم قیامهٗ فمن صامهٗ وقامهٗ ایمانا واحتسابا خرج من ذنوبه کیوم ولدته اُمّهٗ (نسائی ۱/۳۰۸ واللفظ لہٗ، مسند احمد ۱/۱۹۱، ۱۹۵، شعب الایمان ۷/۲۲۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے اسکا قیام (تراویح) تمہارے لیے سنت بنا دیا تو جس نے اس کے روزے رکھے اور قیام کیا، ایمان اور ثواب کی نیت سے، وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جائیگا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

o۔ عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول الله ﷺ ---- یاایها النّاس قد اظلّکم شهر عظیم شهر مبارك شهر فیه لیلة خیر من الف شهر جعل الله صیامهٗ فریضة

(مشکوٰۃ ۱۷۳ واللفظ لہٗ، ابن خزیمہ ۳/۱۹۲، شعب الایمان ۷/۲۱۶)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے وہ برکت والا

marfat.com

مہینہ ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔

o حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کی آمد پر خطبہ دیا اور فرمایا:

ان هذا الشهر المبارك الذى فرض الله صيامهٗ (قیام اللیل ۱۵۲)

بے شک یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں۔

o خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز تابعی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے انھوں نے عید الفطر کے دن خطبہ دیتے ہوئے حمد وثنا کے بعد فرمایا:

ان هذا شهر فرض الله صيامهٗ (قیام اللیل، ۱۵۲)

بے شک ماہِ رمضان کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں۔

معلوم ہو کہ رمضان المبارک کے روزے ارکانِ اسلام میں سے ہیں، جنکا انکار آدمی کو اسلام سے نکال باہر کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کی فرضیت کو ماننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

marfat.com

ترک روزہ پر وعید

رمضان المبارک کے روزے ہر مقیم، عاقل، بالغ مرد و عورت مسلمان پر فرض ہیں، اسلام میں جن امور کو فرض کیا گیا ہے، ان کا انکار کفر اور جان بوجھ کر انہیں ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے، لہٰذا جو مسلمان بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان المبارک کے روزے ترک کردے وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جو کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔

o قرآن پاک میں روزے فرض کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے

لعلکم تتقون (البقرة، ۱۸۳)

یعنی تاکہ تمہیں تقوی و پرہیزگاری اور خشیت الٰہی حاصل ہو۔

تو جو لوگ روزوں کو فرض جان کر ان کو بجالاتے ہیں وہ اس انعام خداوندی کے حقدار قرار پاتے ہیں اور جو بدنصیب سستی، غفلت اور عدم توجہ سے انہیں ترک کر دیتے ہیں وہ تقوی و پرہیزگاری اور خوف خداوندی کے مرتبہ و مقام سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کا یہ عمل خدا کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث بھی بنتا ہے۔

o احادیث مبارکہ میں روزے کو اسلام کی ایک بنیاد قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہو!

(بخاری ۱/۶ مسلم ۱/۳۲ وغیرہ)

تو روزہ چھوڑنے والے گویا اسلام کی ایک بنیاد کو مٹانے والے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

o حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے تو تین بار فرمایا آمین، آمین، آمین، آپ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا...... یا رسول اللہ!...... آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر آمین، آمین، آمین کہا ہے

marfat.com

(اسکی وجہ کیا ہے؟) تو آپ نے فرمایا بے شک جبریل میرے پاس آیا اور اس نے کہا:

من ادرك شهر رمضان فلم يغفر له فدخل النار فابعده الله قل آمين فقلت آمين (صحیح ابن خزیمہ ۳/۱۹۲، صحیح ابن حبان ۳/۷۷ واللفظ لہ، الترغیب والترھیب ۲/ ۵۰۸)

یعنی جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور (اس کے روزے ترک کر دیئے) تو اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ دوزخ میں داخل ہو گیا خدا اسے اپنی رحمت سے دور کر دے، آپ آمین کہیں! تو میں نے آمین کہی۔

نوٹ: اس روایت میں والدین کیساتھ حسن سلوک نہ کرنے والے اور حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر صلوٰۃ نہ پڑھنے والے کیلئے بھی لعنت و پھٹکار کی دعا کی گئی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ان امور کو ترک کرنے والا بھی رحمت خداوندی سے دور اور جھنم کا سزاوار ہے۔

o حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رغم انف رجل ذكرت عنده فلم يصل على ورغم انف رجل دخل عليه رمضان ثم انسلخ قبل ان يغفر له ورغم انف رجل ادرك عنده ابواه الكبر اوا حد هما فلم يد خلاه الجنة

(مشکوٰۃ ص ۸۶، واللفظ لہ ترمذی ۲/۱۹۳، الترغیب والترھیب ۲/ ۵۰۸، مسند احمد ۲/۲۵۴)

یعنی اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر صلوٰۃ نہ پڑھے اور اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے ماہ رمضان پایا اور اس کی

marfat.com

بخشش نہ ہوئی کہ وہ ختم ہوگیا اور ایسے شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے والدین یا دونوں میں سے ایک بڑھاپے کی حالت کو پہنچا اور (اس کی بدسلوکی کی وجہ سے) اسے جنت میں داخل نہ کر سکے

ان دونوں روایتوں میں ایسے آدمی کیلئے دعائے ہلاکت کی گئی ہے جو ماہِ رمضان کے روزے ترک کردے اور اسکی رحمتوں اور برکتوں سے اپنا دامن خالی رکھے۔

- o ارکان اسلام کا انکار کر کے انہیں ترک کرنے والا مسلمان نہیں رہتا۔
- o جو انہیں ترک کرے گا اسکا فرض یا نفل قبول نہیں کیا جائیگا۔
- o روزے کو ضائع کرنے والا رسول خدا جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے
- o بعض حضرات بطور فیشن یا اپنی صحت کی حفاظت کی خاطر، اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے رمضان المبارک کے فرض روزے چھوڑ دیتے ہیں۔ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ لگاتار پورے ماہ کے روزے کون رکھے، ہم اس کے عوض میں سال کے دوران مختلف روزے رکھ کر حساب پورا کرلیں گے۔ جبکہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من افطر یومًا من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدھر کله وان صامهٗ

(ترمذی ۱/۹۰،ابوداؤد ۱/۳۲۶،ابن ماجہ ص ۱۲۱،مشکوٰۃ ۱۷۷والللفظ لہٗ)

جو شخص بغیر شرعی اجازت اور مرض کے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دے، تو زندگی بھر کے روزے اس کا بدل نہیں ہو سکتے، خواہ وہ ساری

marfat.com

زندگی روزے رکھ بھی لے۔

یعنی جو فضیلت، جو ثواب، جو اجر اور جو بدلہ روزے کا ماہ رمضان المبارک میں ملتا ہے وہ زندگی بھر کے روزوں سے حاصل نہیں ہوتا۔

o رمضان المبارک قیامت کے روز روزہ دار کی شفاعت کرے گا

(مشکوٰۃ ۱۷۳، الترغیب والترھیب ۲/۱۸۴)

اور ظاہر ہے کہ روزہ چھوڑنے والا اس شفاعت سے محروم ہو جائیگا۔

o جو مسلمان پانچ نمازیں اور زکوٰۃ ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اسکا قیام کرے وہ صدیقین اور شہداء میں سے ہوتا ہے۔

(الترغیب والترھیب ۲/۱۰۶، صحیح ابن حبان ج ۶ ص ۱۸۴، صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۳۴۰)

جبکہ نماز، زکوٰۃ روزے کا تارک ان کے زمرہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

روزہ کیسے فرض ہوا؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روزے کی تین حالتیں بدلی گئی ہیں۔

۱۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو ہر مہینہ میں تین روزے اور عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے یا یھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۱۸۳) نازل فرما کر رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

۲۔ ابتداء میں وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (البقرہ ۱۸۴) کے مطابق یہ حکم تھا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے

marfat.com

اورفدیہ دے دے۔پھر یہ آیت اتری فمن شهد منكم الشهر فليصمه الآيه (البقرہ ۱۸۵) یعنی تم میں سے جو شخص رمضان کا مہینہ پائے تو وہ اسکے روزے ضرور رکھے پس مقیم تندرست پر روزہ رکھنا ضروری ہو گیا ہاں بیمار اور مسافر کو رخصت ملی، اور ایسا بوڑھا جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے بھی رخصت دی گئی۔

۳۔ ابتداء میں کھانا پینا اور عورتوں سے ہمبستری کرنا سونے سے پہلے پہلے جائز تھا، سونے کے بعد (خواہ رات ہی کو بیدار ہو) کھانا، پینا، اور جماع کرنا منع تھا، پھر صرمہ نامی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا کہ وہ دن بھر کام کاج کر کے تھکے ماندے رات کو گھر آئے، نماز عشاء ادا کی، نیند کا غلبہ ہوا، اور سو گئے دوسرے دن کچھ کھائے پیئے بغیر روزہ رکھا تو حالت بہت نازک ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو سارا ماجرا عرض کیا ......ادھر یہ واقعہ پیش آیا اور اُدھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سونے کے بعد بیوی سے جماع کر لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حسرت و پشیمانی کے ساتھ اعتراف جرم کیا جس پر یہ آیت احل لكم ليلة الصيام الرفث الىٰ نسآئكم سے ثم اتموا الصيام الى الليل (البقرہ، ۱۸۷) تک نازل ہوئی اور مغرب کے بعد سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رمضان کی راتوں میں کھانے پینے اور عمل تزویج کی اجازت مل گئی (مسند احمد، تفسیر ابن کثیر، تفسیر جامع البیان، (تفسیر طبری) ج ۲ ص ۹۵)

اس روایت کی قدرے وضاحت پیش سطور ذیل میں ہے۔

marfat.com

ایام بیض

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔

''ایام بیض'' کا معنی ہے سفیدی کے دن اس سے مراد چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں رات ہے۔ ان راتوں میں اول شب سے لے کر آخر رات تک چاند کی چاندنی اور اسکی چمک مکمل طور پر رہتی ہے اسلیے انہیں ''ایام بیض'' کہا جاتا ہے۔

ایام بیض کی دوسری وجہ

غنیۃ الطالبین میں ایام بیض کی ایک اور وجہ بھی لکھی ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور انہوں نے شجرہ ممنوعہ (جس درخت سے انہیں روکا گیا تھا) کو کھالیا تو انہیں زمین کی طرف اتار دیا گیا، زمین پر آنے کے بعد آپ کا جسم سیاہی مائل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرنے کے بعد انہیں جسم کو سفید کرنے کا طریقہ سکھایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ایام بیض یعنی ہر ماہ تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھیں۔ جب آپ نے یہ روزے رکھے تو آپکا جسم مقدس سفید اور چمکدار ہوگیا۔

(الغنیہ ۲/۱۶۵، باب فیما یجب علی المبتدی فی ھذہ الطریقۃ اولاً)

۵۔ ایک اور روایت منقول ہے کہ عبد الملک بن ھارون بن غنترہ اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ

میں نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں،

میں دن کے درمیانی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ

marfat.com

اس وقت اپنے حجرہ مبارکہ میں تھے، میں نے سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جواب مرحمت فرمایا پھر فرمایا علی! یہ جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہا ہے، میں نے عرض کیا حضور آپ پر بھی اور اس پر بھی سلام ہو!...... پھر آپ نے فرمایا علی! قریب آؤ!...... پس میں آپ کے قریب ہوا، تو آپ نے فرمایا: اے علی!...... جبرئیل تجھے ہر ماہ تین روزے رکھنے کی ترغیب دے رہا ہے، جب تو ہر ماہ تین روزے رکھے گا تو پہلے روزے کے بدلے تیرے لیے دس ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا دوسرے روزے کے بدلے تیس ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے گا اور تیسرے روزے کے بدلے میں ایک لاکھ سال کی عبادت کا اجر دیا جائے گا۔ حضرت علی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

هذا الثواب لی خاصة ام للناس عامة؟

یہ ثواب خاص میرے لیے ہے یا ہر ایک کو یہ ثواب عطا کیا جائیگا۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا علی یعطیك الله هذا الثواب ولمن یعمل لعملك بعدك۔

اے علی! یہ ثواب اللہ تعالیٰ تجھے بھی عطا فرمائیگا اور تیرے بعد جو تیرے جیسا عمل کرے گا اللہ اسے بھی یہ اجر عنایت فرمائے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسے تین دن ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ایام بیض (چاند کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ

عنترہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان دنوں کو ایام بیض کیوں کہا جاتا ہے، تو حضرت علی نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ

marfat.com

السلام کوزمین پر اتارا تو شدتِ دھوپ کی وجہ سے ان کا جسم سیاہ ہوگیا جبریل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور پوچھا اے آدم کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا جسم سفید ہو جائے آپ نے فرمایا ہاں تو حضرت جبریل نے کہا پھر آپ تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کا روزہ رکھیں! جب آدم علیہ السلام تیرہ تاریخ کا روزہ رکھا تو آپ کے جسم مقدس کا تیسرا حصہ سفید ہوگیا، جب چودہ تاریخ کا روزہ رکھا تو دو تہائی جسم چمکدار ہو گیا اور جب پندرہ تاریخ کا روزہ رکھا تو آپکا پورا جسم مبارک جگمگ جگمگ کرنے لگا اس وجہ سے ان دنوں کو ایام بیض یعنی سفیدی کے دن کہا جاتا ہے۔

(الغنیہ ج ۲ ص ۴،۳، ص ۷۵، ۷۴)

۵۔ اسی طرح حضرت ذر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایام بیض کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق پوچھا تھا، تو آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور درخت سے کھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے آدم !...... میرے پڑوس سے نیچے اتر جاؤ میری عزت وجلال کی قسم! ...... جو لغزش کرتا ہے وہ میرے پڑوس میں نہیں رہتا، آپ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سیاہ جسم کیساتھ زمین پر اتار دیا گیا پس فرشتے رو دیے اور چیخ وپکار کرنے لگے اور بارگاہِ رب العزت میں عرض گذر ہوئے پروردگار! انہیں تو نے اپنے دست قدرت سے بنایا، اپنی جنت میں پورے اعزاز واکرام سے بسایا اور فرشتوں سے انہیں سجدہ کرایا پھر تو نے صرف ایک خطا کے بدلے میں ان کی سفیدی کو سیاہی میں بدل دیا، تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے آدم اس تیرہویں تاریخ کا روزہ رکھو! انھوں نے روزہ رکھا تو ان

marfat.com

کا جسم ایک تہائی تک سفید ہو گیا پھر وحی فرمائی کہ اس چودھویں تاریخ کا روزہ رکھو انہوں نے اسکا روزہ رکھا تو جسم پاک دو تہائی تک روشن ہو گیا اور پھر وحی آئی کہ اس پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو! آپنے روزہ رکھا تو سارا جسم مبارک تابدار ہو گیا تو ان دنوں کو ایام بیض کا نام دے دیا گیا (الغنیہ ۲/ ۷۵)

نوٹ: سطور بالا میں حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش اور خطا کا ذکر ہوا ہے جس سے کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو اور نہ ہی اسے گناہ خیال کیا جائے کیونکہ گناہ ارادے اور نیت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نام ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت بھول کر اس درخت سے کھایا تھا آپ کا ارادہ اور قصد نہ تھا جیسا کہ قرآن کریم میں واضح الفاظ میں موجود ہے **فنسی ولم نجدلهٗ عزمًا** (طٰہٰ ۱۱۵)

پس وہ بھول گئے اور ہم نے اس کام کیلئے ان کا ارادہ نہیں پایا۔

اور بھول کر جو کام کیا جائے وہ گناہ نہیں ہوتا جیسا کہ روزے کی حالت میں کھانے والا گنہگار نہیں ہے بلکہ حدیث نبوی میں ہے کہ ایسے آدمی کو اللہ خود کھلاتا ہے (بخاری ج ا ص ۲۵۹، مسلم ج ا ص ۳۶۴، مشکوٰۃ ۱۷۶)

اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کیساتھ یہ معاملا فقط بطور امتحان تھا حدیث نبوی ہے کہ سب سے سخت امتحان نبیوں کا ہوتا ہے (ترمذی ج ۲ ص ۶۲)

ایام بیض کی فضیلت پر مزید احادیث

ایام بیض کے روزے امت مسلمہ کیلئے مستحب اور کثیر اجر و ثواب کا باعث ہیں...... چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں!

marfat.com

○۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاث من کل شهر و رمضان الی رمضان فهذا صيام الدهر کله
(مسلم ۱/۳۶۷، مشکوٰۃ ۱۷۹)
یعنی رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے پورا سال روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

○ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے ابوذر جب تم (سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل کرنے کیلئے) مہینہ میں تین روزے رکھنا چاہو تو تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھو
(ترمذی ج ۱ ص ۹۵، نسائی ج ۱ ص ۳۲۹، مشکوٰۃ ۱۸۰)

○۔ حضرت ابن ملحان قیسی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض تیرہویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم دیتے اور فرماتے ان روزوں سے پورے سال کے روزوں کا اجر ملے گا (سنن ابوداؤد ۱/۳۳۲)

○۔ تین روزوں کا اجر دس گنا ملتا ہے جیسا کہ بخاری شریف (جلد اول صفحہ ۲۶۵) میں ہے تو ہر ماہ تین روزے رکھنے سے پورے ماہ کے روزوں کا اجر ملے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ روزے رکھے گا اس کو تمام سال کے روزوں کا اجر ملے گا۔ جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی ہے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں!
(ترمذی ج ۱ ص ۹۵، نسائی ج ۱ ص ۳۲۷، (بخاری ۱/۲۶۵، مسلم ۱/۳۶۶)

marfat.com

عاشوراء کے روزوں کی فرضیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ایام بیض کے روزوں پر ہمیشگی اختیار فرمائی ہے، بعد ازیں ان کی پابندی اٹھالی گئی اور آپ نے صومِ عاشورا کولازم کردیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہود مدینہ کو دیکھا کہ وہ عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھتے تو آپ نے پوچھا یہ روزہ تم کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ (ہمارے نزدیک) یہ بہت بڑی عظمت والا دن ہے۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے حواریوں کو غرق کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اسلیئے ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

فاناحق بموسیٰ منکم فصامهٗ وامر بصیامِہٖ

(بخاری ۱/۲۶۸ واللفظ لہ، مسلم ۱/۳۵۹، مشکوٰۃ ۱/۱۸۰)

یعنی ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کیساتھ حق رکھتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ:

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص کرم اور فضل ہوا ہو اس دن کو ہمیشہ کیلئے یادگار کے طور پر منانا سنت ہے۔ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) نے اس دن کو عظمت و برکت والا دن سمجھ کر اس کی سالانہ یادگار منائی

marfat.com

اور حضور اکرم ﷺ نے اسے بدعت سیئہ یا خلاف اسلام قرار نہ دیا۔ بلکہ خود بھی منایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منانے کا حکم فرمایا..... معلوم ہوا کہ اسلام یادگاریں مٹانے نہیں آیا بلکہ انہیں قائم رکھنے آیا ہے۔

اب خود سوچیں جس دن (دس محرم) بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون اور اس کے لشکریوں سے نجات ملے تو اس دن کو منانا درست ہے، تو جس دن بنی نوع انسان کو کفر وشرک، ظلم وستم، جہنم اور ایمانی دشمن شیطان سے نجات ملی ہو، اس دن یعنی یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سالانہ یادگار منانا کس طرح بدعت، ناجائز اور غلط ہو سکتا ہے؟ لہذا اسے ناجائز اور خلاف اسلام کہنا سراسر نادانی ہے۔

نوٹ: امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے بھی حافظ حجر کے حوالے سے یہی حدیث نقل کر کے یہ نکتہ بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! (الحاوی للفتاوی، ۱/۱۹۷)

تفصیل کیلئے ہماری کتاب ''آؤ میلاد منائیں'' دیکھیں!

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عاشورآء کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ!..... یہ ایسا دن ہے کہ جسکی یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ نویں محرم کا (بھی) روزہ رکھوں گا..... (مسلم، ۱/۳۵۹، مشکوۃ ۱۷۹)

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کسی نیک کام میں بھی یہود ونصاریٰ کی کلی مشابہت پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ آپ نے یہود ونصاریٰ کے عمل پر اضافہ کرتے ہوئے مزید ایک روزہ رکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا جس سے روز روشن کی طرح واضح

marfat.com

ہو گیا کہ کسی نیک عمل کو فقط اس وجہ سے ترک نہیں کرنا چاہیے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے جزوی مشابہت رکھتا ہے انہوں نے اسکا آغاز کیا ہے، بلکہ اسمیں اضافہ کر کے ان کی مشابہت کو ختم کر دینا چاہیئے، تا کہ نہ نیک عمل چھوٹے اور نہ ہی ان کی کلی مشابہت ہو، اس واقعہ میں ان لوگوں کیلیئے بھی مقام عبرت ہے جو میلا د النبی ﷺ، ایصال ثواب یا دیگر امور خیر کو فقط اس لیئے قبول نہیں کرتے کہ وہ انکے گمان میں یہود و نصاریٰ سے کچھ مشابہت رکھتے ہیں، ایسے حضرات کیلیئے ان امور پر مزید بہتر اضافے کر کے غیر مسلمانوں سے عدم مشابہت کا سامان موجود ہے **فافھم وتدبر**

تو ہی ناداں چند کلیوں پہ قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

اس مضمون کی دیگر چند احادیث درج ذیل ہیں،

ہ۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صوموا قبلهٗ يوماً اوبعدهٗ يوماً (مسند احمد ۱/۲۴۱)

(دس محرم سے) ایک دن پہلے روزہ رکھو یا ایک دن بعد کا روزہ (بھی) رکھو

ہ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود، (مرقاۃ ۴/۲۸۸)

نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو

صوم عاشورآء کا نسخ:

ابتداءً دس محرم کا روزہ لازم تھا، جب رمضان المبارک کے روزوں کا

marfat.com

حکم نازل ہوا تو ان کا وجوب ولزوم اور فرضیت منسوخ ہوگئی ...... جیسا کہ درج ذیل روایات میں موجود ہے۔

o...... حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

کان عاشور آء یصومهٗ اهل الجاهلیة فلما نزل رمضان قال من شآء صامهٗ ومن شآء لم یصمهٗ (بخاری ۲/۶۴۶)

یعنی اہل جاہلیت عاشور آء کا روزہ رکھا کرتے تھے، (اور مسلمانوں نے بھی رکھا) پس جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا تو آپ نے فرمایا جو چاہے عاشور آء کا روزہ رکھ لے جو چاہے نہ رکھے۔

o...... ایک مرتبہ (عاشور آء کے دن) حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ کھا پی رہے تھے، انہوں نے کہا، آج عاشور آء (دس محرم کا دن) ہے؟ (اور آپ کھا پی رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا اس کے روزے ماہ رمضان المبارک سے قبل رکھنے لازم تھے، سو جب رمضان المبارک نازل ہوا تو پھر چھوڑ دیئے گئے، لہٰذا تم بھی قریب آؤ، اور کھاؤ۔ (بخاری، ۲/۶۴۶)

o...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

زمانہ جاہلیت میں قریش عاشور آء کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے، اور نبی کریم ﷺ بھی اسکا روزہ رکھتے، آپ جب مدینہ تشریف فرما ہوئے تو آپ نے اسکا روزہ خود بھی رکھا اور اسکا روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا، پس جب رمضان المبارک نازل ہوا تو اس کے روزے فرض ہوگئے اور عاشور آء کے روزے (کی فرضیت کو) چھوڑ دیا گیا،

marfat.com

لہٰذا جو چاہتا اس کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا (بخاری ۲/ ۲۴۷، ۲۴۶)

ان روایات سے واضح ہو گیا کہ دس محرم کا روزہ فرض، واجب یا ضروری نہیں، صرف مستحب ہے، اگر کوئی نہ رکھے تو گناہ نہیں، اور اگر رکھے تو ڈھیروں ثواب پائے گا۔

فائدہ: یہی بات غیر مقلد مفتی ابوالبرکات احمد نے فتاویٰ برکاتیہ، صفحہ ۸۸ پر اور عبدالغفور اثری نے تحفۂ رمضان صفحہ ۱۴۸ پر نقل کی ہے۔

لہٰذا بعض وھابیوں کا اسکی مخالفت کرنا جہالت ہے، تفصیل ہماری کتاب ''تحقیقی محاسبہ'' میں دیکھیں۔

o ایک مقام پر آپ نے عاشورآء کے روزے کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

صیام یوم عاشورآء احتسب علی اللّٰہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ

(مسلم ۱/ ۳۶۷، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹)

یعنی دسویں محرم کے روزے کے متعلق مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے گذشتہ سال کے گناہ معاف فرمادے گا

رمضان کے روزوں کی تین حالتیں

پہلی حالت: جیسا کہ حدیث پاک میں بیان ہوا ہے کہ ابتداء میں جب ماہِ رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اسمیں مسلمانوں کو اختیار دیا گیا کو جو روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو روزہ نہیں رکھنا چاہتا وہ اسکے بدلے میں ایک مسکین کا کھانا دے دے...... جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ایاماً معدودات فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام

marfat.com

اُخر وعلی الذین یطیقونهٗ فدیة طعام مسکین فمن تطوّع خیرا فھو خیر لهٗ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرہ ۱۸۴)

یعنی گنتی کے چند دن ہیں، سو جو شخص تم میں بیمار ہو یا مسافر تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے، اور جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں (لیکن روزہ نہیں رکھتے) ان پر ایک مسکین کا کھانا، فدیہ دینا لازم ہے، پس جو اپنی طرف سے نیکی کرے تو یہ اسکے لیئے بہتر ہے، اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لیئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو،

٥...... اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وعلی الذین یطیقونهٗ فدیة طعام مسکین (جنھیں روزہ رکھنے کی طاقت ہے وہ روزہ نہ رکھنا چاہیں تو ایک مسکین کا کھانا فدیہ دے دیں) کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، اس حکم کو اس آیت نے منسوخ کردیا ہے شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدًی للناس وبینات من الھدٰی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمه ومن کان مریضاً اوعلی سفر فعدة من ایام اخر الی قوله تشکرون

یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جسمیں قرآن نازل کیا گیا، لوگوں کو ہدایت دینے والا، اور روشن دلیلیں ہدایت دینے والیں، اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا، سو تم میں سے جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو، وہ ضرور اس ماہ کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا مسافر وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے، آخر آیت تک۔ بخاری ۲۶۱/۱

٥...... اسی طرح حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ رمضان نازل ہوا اور صحابہ پر روزہ رکھنا دشوار

marfat.com

ہوا، تو بعض صحابہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے تھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے اور روزہ چھوڑ دیتے، انہیں اسکی اجازت دی گئی تھی، پھر اس رخصت کو اس آیت نے منسوخ کردیا، وان تصوموا خیر لکم کہ روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے، تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا (بخاری ج ۱ ص ۲۶۱)

٥ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فدیۃ طعام مسکین، کو پڑھا اور فرمایا یہ منسوخ ہے، (بخاری ۱/۲۶۱)

معلوم ہوا کہ پہلے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا، اور ہر مسلمان کو روزہ رکھنے کا حکم دے کر روزہ کو فرض عین کر دیا گیا......

ہاں مریض (اسمیں حاملہ، اور مرضعہ بھی شامل ہے)، اور مسافر کیلئے اب بھی روزہ مؤخر کرنے کی اجازت ہے......

دوسری اور تیسری حالت:

ہر مسلمان پر روزہ فرض ہو جانے کیساتھ ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ مغرب کے وقت روزہ افطار کر کے سونے تک کھانا پینا درست ہے، سونے کے بعد کھانا پینا اسی طرح ممنوع تھا جس طرح روزے کی حالت میں منع ہے اس لیئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر رات کے وقت افطاری سے قبل سو جاتے تو پھر کچھ کھائے پیئے بغیر دوسرے دن روزہ سے رہتے، حتیٰ کہ رات ہو جاتی ...... (بخاری ۱/۲۵۶)

اور ایسے ہی رمضان کی راتوں کو اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی حرام تھا جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات پیش آنے سے تخفیف پذیر ہوئیں۔

marfat.com

پہلا واقعہ:

اس حکم میں تخفیف کا سبب حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ بنا...... ہوا یوں کہ حضرت صرمہ ایک بوڑھے شخص تھے، دن بھر زمین میں کھیتی باڑی کرتے رہے رات کو افطار کے وقت بیوی سے کہا کھانا لاؤ اس نے کہا میں گرم کر کے لاتی ہوں (ایک روایت میں ہے کہ میں تلاش کر کے لاتی ہوں) وہ کھانا گرم کرنے کیلئے گئی تو اتنی دیر میں ان کی آنکھ لگ گئی، کیونکہ سارا دن کام کاج کی وجہ سے سخت تھکاوٹ کا شکار ہو چکے تھے، اس لیے چار پائی پر لیٹتے ہی سو گئے۔ جب بیوی کھانا لے کر آئی تو دیکھا کہ آپ سو گئے ہیں تو بیوی نے کہا ہائے محرومی!...... اب ان کیلئے کھانا پینا ممنوع ہے اس لیے اگلی صبح روزے کی حالت میں ہی کی یعنی بغیر کھائے پیئے روزہ رکھ لیا۔ اب آدھا دن گذرنے پر ان کی حالت نازک ہوگئی، بھوک اور پیاس کی شدت نے ان کی حالت کو غیر کر دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو وجہ دریافت کی تو انہوں نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔

(ماخوذ از جامع البیان ۲/ ۹۵ بخاری ۱/ ۲۵۶)

دوسرا واقعہ:

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا کہ وہ رات کو جب سونے کیلئے آمادہ ہوئے تو اپنی زوجہ کو عمل زوجیت کے لیے بلایا، اس نے کہا کہ میں سو چکی ہوں، انہوں نے گمان کیا کہ وہ بہانے بنا رہی ہے اور اس سے اپنی خواہش پوری کر لی، دونوں نے رات بسر کی (اور صبح کو یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کر کے عفو کے طالب

marfat.com

ہوئے) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسآئکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ماکتب اللہ لکم وکلو اوشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الا سود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ (البقرہ ۱۸۷)

یعنی تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہیں معاف فرما دیا سو اب تم (چاہو تو) ان سے عمل زوجیت کرلو اور جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے اسے طلب کرو اور کھاؤ پیو حتی کہ فجر کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزہ کو رات آنے تک پورا کرو اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمانوں کو رمضان المبارک میں مغرب سے لے کر فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی عام اجازت مل گئی۔ (ماخوذ از جامع البیان ۲/۹۵)

دعوت فکر:

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرلیا تو قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے حکم خداوندی میں تخفیف ہوگئی اور لوگوں کو رمضان المبارک کی راتوں میں جماع کی اجازت مل گئی۔ جس سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوگیا کہ عام لوگوں کی نیکیاں بھی صالحین کی لغزشوں کا

marfat.com

مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ہم ساری عمر کی نیکیاں، تہجد گذاریاں، شب زندہ داریاں اور آہ وزاریاں بارگاہ خداوندی میں پیش کر کے کسی ایک حکم کو منسوخ کرنے کی التجا کریں تو قطعاً ایسی التجا قبول نہ ہوگی۔ مقربان بارگاہ کی ایک لغزش سے حکم خداوندی بدل جاتا ہے۔

یہ اللہ کی اپنے بندوں کی عزت افزائی، کرم فرمائی اور شان بندہ نوازی ہے وہ اسی طرح ہی لوگوں پر اپنے خاص بندوں کی عظمت ورفعت واضح فرماتا ہے تو کہنے دیا جائے کہ جب ہماری نیکیاں ان کی لغزشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں تو ان کی نیکیوں کا عالم کیا ہوگا۔

سفید اور سیاہ دھاگے کی وضاحت:

آیت کریمہ میں حکم ہے کہ ’’تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے‘‘۔

اس کا معنی یہ ہے کہ جب فجر کا وقت داخل ہو جائے تو اس وقت تمہارے لیے کھانا پینا ممنوع ہے، سفید دھاگے سے مراد فجر کی روشنی ہے...... لیکن ایک صحابی حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ پکڑ کر اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا اور انہیں دیکھتے جاتے اور کھانا کھاتے جاتے ان کا خیال تھا کہ جب سفید اور سیاہ دھاگہ الگ الگ دکھائی نہ دے گا تب تک کھانا پینا جائز ہے، حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کھانا پینا جاری رکھا، اتنی دیر میں بہت زیادہ روشنی ہوگئی تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! ...... میں نے دونوں دھاگے اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیے تھے آپ نے فرمایا تب تو تیرا سرہانہ بڑا چوڑا ہے کہ تو نے سفید اور سیاہ دھاگے (یعنی دن اور رات) کو اس کے نیچے رکھ لیا تھا۔ (بخاری ۲/ ۶۴۷)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ان کی بات سن کر اس قدر مسکرائے کہ آپ کی

marfat.com

مبارک ڈاڑھیں دکھائی دینے لگیں (جامع البیان ۲/۱۰۰)

o انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ!..... سفید اور سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے وہ دو دھاگے ہی تو ہیں؟..... آپ نے فرمایا!..... تیری گدی (پیشانی) بڑی عریض ہے کہ تو نے ان دونوں دھاگوں (یعنی دن رات کو ایک ہی وقت میں) دیکھ لیا ہے ،اس سے (اصل) دھاگے مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے (بخاری ۲/۶۴۷)

یعنی جب تک رات کی تاریکی چھائی رہے، تم کھا پی سکتے ہو اور جب صبح کی سفیدی نمودار ہونے لگے تو کھانا پینا چھوڑ دو۔

o..... ایک روایت میں حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

آیت کریمہ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود اتاردی گئی لیکن "من الفجر" کے الفاظ نازل نہ ہوئے تو لوگوں کا طریقہ کار یہ ہوا کہ وہ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں کیساتھ سفید اور سیاہ دھاگے باندھ لیتے اور کھاتے پیتے رہتے، حتی کہ وہ دونوں ان کیلئے نمایاں ہو جاتے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد "من الفجر" کے الفاظ نازل کیے جس سے انہیں علم ہو گیا کہ اس سے مراد رات اور دن ہے (بخاری ۲/۶۴۸)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ روزہ اپنی موجودہ صورت میں یکبارگی نازل نہ ہوا تھا بلکہ اس کی حالتیں بدلتی رہی ہیں، احکام تبدیل ہوتے رہے ہیں، طریقہ کار میں ردوبدل ہوتا رہا تا آنکہ روزہ اپنی کامل اور مکمل صورت کے ساتھ ہمیں نصیب ہوا والحمد للہ علیٰ ذالك

marfat.com

مقصدِ روزہ (تقویٰ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۱۸۳)

یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے، تاکہ تمھیں تقوی حاصل ہو جائے۔

اس آیت میں روزوں کی غرض اوران کے مقصد کو بیان کیا گیا ہے۔

اولین مقصد:۔

روزے کا پہلا اور بنیادی مقصد حکم خداوندی اور اتباع نبوی کو بجالانا ہے۔ کیونکہ اھل محبت ''رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ'' کے قانون پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ انہیں کسی خارجی وجوھات کے درپے ہونے اور انہیں تلاش کرنے کی قطعا حاجت نہیں ہوتی، ان کیلئے ہر عمل میں یہ سب سے بڑا مقصد ہوتا ہے کہ اس عمل سے ان کا محبوب راضی ہوتا ہے اور اس کا وصل اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ روزہ کا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

ابن آدم کے ہر عملکو سات سو گنا تک بڑھادیا جاتا ہے سوائے روزہ کے، قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ (بخاری ج۱ص۲۵۵، مسلم ج۱ ص۳۶۳ مشکوۃ ۱۷۳ واللفظ لہ)

marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں۔

دوسرا مقصد جس کو قرآن نے بیان کیا ہے وہ ہے تقویٰ۔

حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ تمام عبادتوں کی جان ہے۔ کسی بھی عبادت کو دیکھا جائے تو اس میں تقویٰ ہی کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً......

o ...... عید قربان کے موقع پر بڑے بڑے قیمتی جانور خرید کر انہیں راہ مولا میں ذبح کر دیا جاتا ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بارگاہ خداوندی میں ان جانوروں کا خون، گوشت، ہڈیاں یا بال وغیرہ پہنچتے ہیں؟...... اور کیا صرف جانور کا خون بہا دینے سے قربانی کا مقصد حاصل ہو گیا؟...... نہیں، کیونکہ قرآن اپنی لافانی زبان سے اعلان کرتا ہے:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمآئھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم (الحج ۳۷)

یعنی اللہ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے بلکہ اسکی بارگاہ میں فقط تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قربانی کی قبولیت کا دار و مدار مسلمان کے تقویٰ پر ہے، جس آدمی کو یہ دولت نصیب ہوگئی اسکی قربانی قبول ہے اور دوسرے کی مردود۔

o اسی بات کو ایک مقام پر یوں بیان کیا گیا ہے کہ

جب آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے قربانی پیش کی تو ایک کی قربانی مقبول ہوگئی اور دوسرے کی رد کر دی گئی، جسکی قربانی مردود ہوئی اس نے اپنے دوسرے بھائی سے کہا:...... **لاقتلنک**

میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔ دوسرے نے کہا تیری قربانی کے رد ہونے اور

marfat.com

میری قربانی کے قبول ہونے میں میرا ذاتی کوئی دوش نہیں ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی قربانی کو قبول نہیں فرماتا۔

انما یتقبل اللہ من المتقین (المآئدہ، ۲۷)

وہ تو صرف تقویٰ والوں کی طرف سے قبول کرتا ہے۔

معلوم ہوا بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا درجہ فقط صاحبان تقویٰ و پرہیزگاری کو ہی ملتا ہے۔

o...... اسی طرح حج بیت اللہ کیلئے انسان ایک خطیر رقم خرچ کرتا ہے، بیوی بچوں گھر بار اور وطن، دوستوں سے جدائی اس پر مستزاد...... معلوم ہو کہ حج بیت اللہ کا مقصد فقط سیر و سیاحت اور تفریح و چہل قدمی نہیں ہے، قرآن پاک میں عازمین حج کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ

الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ وتزوّدوا فان خیر الزاد التقوٰی واتقون یاولی الالباب (البقرہ، ۱۹۷)

یعنی حج کے مہینے معروف ہیں پس جس شخص نے ان مہینوں میں (حج کی نیت کرکے) حج کو لازم کرلیا تو وہ حج میں عورتوں سے جماع کی باتیں نہ کرے، نہ گناہ اور نہ جھگڑا کرے اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور زاد راہ (سفر کا خرچ) تیار کرو اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

معلوم ہوا کہ حج کے سفر میں بھی بنیادی زاد راہ تقویٰ ہی ہے۔

o...... اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کی علت غائی بھی تقویٰ و طہارت اور خوف خداوندی ہے جیسا کہ فرمایا:

marfat.com

ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر (العنکبوت ۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

یہ بے حیائیوں اور برائیوں سے رک جانا ہی تو اصل تقوی ہے۔

o ایسے ہی زکوٰۃ اور صدقہ سے مال پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور تزکیہ نفس کا باعث ہوتا ہے۔(التوبہ،۱۰۳)

تزکیہ نفس تقوی کے بغیر نہیں حاصل ہوتا۔۔

o...... ایک اور مقام پر واضح الفاظ میں فیصلہ فرما دیا ہے کہ ہر عبادت کی غرض یہی تقوی ہے۔جیسا کہ فرمایا:اعبدوا اللّٰہ و اتقوہ (العنکبوت،۱۶)

یعنی اللہ کی عبادت کرو اور تقوی اپناؤ

گویا عبادات الٰہی کے ذریعے انسان کو تقویٰ اور خشیت الٰہی کا درجہ حاصل کرنا چاہیے،

o جب انسان کو دولت تقویٰ حاصل ہو جاتی ہے، تو اسے معیت خداوندی نصیب ہو جاتی ہے، اعلان خداوندی ہے۔

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا (النحل،۱۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے

روزہ، تقوی کا بہترین ذریعہ

دیگر عبادات کے علاوہ روزہ حصول تقویٰ کا بہترین اور کارگر عمل ہے۔انسان کو حقیقت تقویٰ سے آشنا کرانے کیلئے رمضان المبارک کے ایک مہینہ کے روزوں کو فرض کر دیا گیا۔اور پھر جا بجا اس کو ناجائز، خلاف شرع اور بے ہودہ باتوں سے رکنے کی ترغیب دی گئی ہے۔تا کہ مطلوب کا حصول آسان ہو سکے، جیسا کہ احادیث نبویہ

marfat.com

میں گالی گلوچ، فحش گوئی وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔

o ...... حدیث نبوی ہے

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابّہ احداوقاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (بخاری ج ۱ ص ۲۵۵، مسلم ۲/۳۶۳، مشکوٰۃ ۱۷۳ واللفظ لہٗ)

جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو گالی نہ دے، بری بات نہ کرے اگر کوئی دوسرا اسے گالی دے یا اس سے جھگڑنے کی کوشش کرے تو وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں حصول تقویٰ کا کتنا بہترین گر سکھا دیا گیا ہے۔

o ...... ایک روایت میں ہے، جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، ان میں کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، پھر ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے خیر چاہنے والے آگ بڑھ!...... اور اے شر چاہنے والے رک جا!...... اور اللہ تعالیٰ بہت کثیر لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور یہ عمل ہر رات ہوتا ہے۔

(ترمذی ج ۱ ص ۸۶، ابن ماجہ ۱۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں برائی سے بچ کر تقوے کو حاصل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

o ...... ایک حدیث میں ہے۔

من لم یدع قول الزور و العمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہٗ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۵، مشکوٰۃ ص ۱۷۶)

جس آدمی نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا

marfat.com

چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

یعنی فقط کھانا پینا چھوڑ دینا روزہ کی حقیقت نہیں ہے بلکہ اصل چیز خود کو ہر اس کام سے بچانا ہے جس سے بچنے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے اور یہی تقوی ہے۔

o ایک روایت میں ہے:

اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک ولسانک ویدک و کل عضو منک (درمنثور ج۱ص۲۰۱)

جب تو روزہ رکھے تو تیری سماعت، تیری بصارت، تیری زبان تیرے ہاتھ اور تیرا ہر عضو روزہ دار ہونا چاہیے۔

یعنی روزے کا اثر سارے جسم پہ ہونا چاہیے۔

o اسی طرح ایک جوان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وہ روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ جبکہ بوڑھے آدمی کو آپ نے بیوی کے ساتھ بوس و کنار کرنے کی اجازت عنائت فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہوا (ابوداؤد ج۱ص۳۲۴، مشکوۃ ۱۷۶)

اس اجازت اور ممانعت میں بھی تقویٰ کی جھلک ہی کار فرما ہے کیونکہ بوڑھے آدمی کیلئے خود کو بوسے تک محدود رکھنا درست ہے۔ جبکہ جوان آدمی کیلئے بوسہ تک ہی محدود رہنا مشکل امر ہے اس لیئے اسے بوسہ لینے سے روک دیا۔ کیونکہ خطرہ والی چیزوں سے بچنے کا نام ہی تقویٰ ہے۔

جیسا کہ دوسری روایت میں اسکی وضاحت موجود ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ (اور خطرہ) والی چیزیں ہیں جس نے خود کو ان امور سے بچالیا تو اس نے خود کو حرام سے بچالیا، جو مشتبھات میں پڑ گیا وہ حرام میں واقع ہوجائیگا۔ (بخاری ج۱ص۱۳)

marfat.com

o ...... ایک اور مقام پر آپ نے روزہ دار کو روزے کی مقصدیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

کم من صائم لیس له من صیامه الا الظما و کم من قائم لیس له من قیامه الا السهر (دارمی ،ابن ماجہ ص۱۲۲،مشکوٰۃ۱۷۷ او اللفظ لہ)

کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزوں سے فقط پیاس ہی حاصل ہوتی ہے اور کتنے شب زندار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے قیام سے فقط بیداری ہی حاصل ہوتی ہے۔

یعنی صرف منہ باندھ لینے سے روزہ کی غرض حاصل نہیں ہوتی ،اس سے تو فقط بھوک اور پیاس ہی ملے گی، روزہ کی غایت کے حصول کیلئے خود کو تمام ممنوعات سے روکنا ضروری ہے۔

o ...... ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز ادا کی ،وہ روزہ دار تھے، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے ،تو آپ نے فرمایا تم اپنے وضو اور نماز کو لوٹاؤ اور روزہ کو جاری رکھو، لیکن اسکی دوسرے دن قضا کر لینا، انہوں نے پوچھا حضور کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے فلاں آدمی کی غیبت کی ہے (مشکوٰۃ،۴۱۵)

ملاحظہ فرمائیں حالتِ روزہ میں تقویٰ کا اثر اس قدر غالب ہونا چاہیے کہ کسی کی غیبت سے بھی خود کو بچانا چاہیے ورنہ روزہ ضائع ہو جائیگا۔

روزہ دار کے مشاغل

موجودہ حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ دار روزہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے یہاں بھی من مانی اور سینہ زوری پر اترے ہوئے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ روزے کے اثرات نہ صرف ماہِ رمضان میں بلکہ پورا سال نظر

marfat.com

آئیں۔لیکن افسوس کہ روزہ کا اثر تو ماہِ رمضان میں بھی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔لوگ اپنے روزے کے لمحات کو گذارنے کیلئے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔کوئی تاش اور شطرنج کھیل رہا ہے تو کوئی ٹی وی اور ڈش انٹینا کے سامنے حاضر باش ہے۔کوئی گانے سن رہا ہے تو کوئی گالی گلوچ میں مصروف ہے۔کوئی فحش گوئی میں مبتلا ہے تو کوئی بدکلامی میں، اور کوئی چغلی اور غیبت کے مرض میں ملوث ہے۔

پہلے کی طرح نمازیں بھی چھوڑ رہے ہیں، داڑھیاں بھی منڈائی جارہی ہیں اور گپیں بھی ہانک رہے ہیں، بلکہ کئی روزہ دار تو اس قدر ''احتیاط'' کا دامن تھامے رکھتے ہیں کہ معاذاللہ روزے کی حالت میں بھی ''حقہ نوشی'' فرماتے ہیں۔

جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہمارے ہاتھ میں شطرنج کے دانوں کی جگہ تسبیح کے دانے ہوتے، ہمارے سامنے ڈش اور ٹی وی کی بجائے قرآن کے پارے ہوتے گانوں کی بجائے ہم حمد و نعت، تلاوت و اسلامی بیانات سنتے فحش اور بے ہودہ گفتگو کے بدلے ہماری زبانوں پر کلمہ طیبہ تسبیح وتہلیل اور استغفار جاری رہتا اور اپنی آخرت کی فکر کرتے اپنے آپ کا محاسبہ کرتے، گناہوں کو یاد کر کے آہ و بکا کرتے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بجالاتے، فرائض کے علاوہ نوافل کا بھی اہتمام کرتے، چہروں کو سنت مبارکہ کے نور سے پرنور کرتے تو ہمیں تسکین قلب حاصل ہوتی، ہمارے کاموں میں برکت نازل ہوتی، ہم اسلام میں پختہ قدم ہوتے بارگاہ خداوندی اور بارگاہ نبوی میں سرخرو ہوتے، ہمیں تقویٰ وطہارت مل جاتے، جس سے ہمارے دونوں جہان سنور جاتے۔اے کاش ایسا ہوجائے!......

اللھم آمین! بجاہ نبیك الکریم الامین الصلوٰۃ والسلام علیه وعلیٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعین ......

marfat.com

نزول قرآن کا مہینہ

یہ ماہِ مبارک جہاں دیگر فضائل و برکات کا حامل ہے وہاں اسکی ایک عظیم فضیلت اور رفیع عظمت یہ بھی ہے کہ اس پُر انوار مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید، فرقان حمید کو نازل فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں ماہ رمضان المبارک کا تعارف بھی اسی حوالے سے کرایا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن هدی للناس وبينات من الهدٰی والفرقان (البقرہ،۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کی ہدایت کیلئے، اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والا۔

رمضان اور قرآن کی مناسبت

رمضان اور قرآن کی آپس میں بہت زیادہ مناسبت ہے:

o امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:...... رمضان کے مہینے میں نزول قرآن کی ابتداء اسی وجہ سے کی گئی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور انوار الٰہیہ ہمیشہ متجلی اور منکشف رہتے ہیں البتہ ارواح بشریہ میں ان انوار کے ظہور سے حجابات بشریہ مانع ہوتے ہیں اور حجابات بشریہ کے زوال کا سب سے قوی سبب روزہ ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کشف کے حصول کا سب سے قوی سبب روزہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی آدم کے قلوب میں شیطان نہ گھومتے تو وہ آسمانوں کی نشانیوں کو

marfat.com

دیکھ لیتے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اور رمضان میں عظیم مناسبت ہے اس لیے نزول قرآن کی ابتداء کیلئے اس مہینہ کو خاص کیا گیا۔ (التفسیر الکبیر ج ۱ص ۱۳۱)

یعنی کلام الٰہی (قرآن مجید) کے انوار کے حصول کے لیے بشری حجابات کا اٹھنا ضروری ہے اور بشری حجابات کے زوال کیلئے روزہ مجرب عمل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان المبارک میں قرآن کو نازل کیا، تاکہ مسلمان روزوں کے سبب حجابات کو دور کر کے میرے کلام کے انوار و تجلّیات کو سمیٹ سکیں۔

o...... امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ماہ رمضان المبارک تمام خیرات و برکات کا جامع ہے اور ہر خیر و برکت جو بھی ہے وہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کی طرف سے فیض پہنچا رہی ہے اور اس ذات کے شیونات کا نتیجہ ہے، کیونکہ جو شر و نقص بھی وجود میں آتا ہے اس کی ذات وصفات محدثہ کے منشاء سے ہے۔ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (النساء، ۷۹) (جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جو بھی برائی تجھے پہنچتی ہے وہ تمہاری طرف سے ہوتی ہے) نص قاطع ہے۔ پس اس ماہ مبارک کی تمام خیرات و برکات ان کمالات ذاتیہ کا نتیجہ ہیں۔ جن کی جامع شان کلام ربانی ہے اور قرآن مجید اس شان جامع کی تمام حقیقت کا حاصل ہے، لہٰذا اس ماہ مبارک (رمضان) کو قرآن مجید کے ساتھ مناسبت کلی حاصل ہے کیونکہ قرآن مجید تمام کمالات کا جامع ہے اور یہ مہینہ جامع جمیع خیرات یعنی ان تمام نیکیوں کا جامع ہے جو کہ ان کمالات کے نتائج وثمرات ہیں اور یہی مناسبت اس ماہِ مبارک میں قرآن مجید کے نزول کا باعث ہوئی۔ (دفتر اول مکتوب، ۱۶۲)

marfat.com

یعنی کلام ربانی ہونے کی بنا پر قرآن مجید تمام کمالات کا جامع ہے۔ ان کمالات کے نتائج وثمرات کے طور پر جو نیکیاں معرض وجود میں آتی ہیں۔ ماہ رمضان ان تمام نیکیوں کا جامع ہے اس لیے قرآن کو رمضان المبارک کے مہینے میں نازل کیا گیا۔

○...... رمضان اور قرآن کی ایک اور خاص مناسبت یہ ہے کہ حدیث پاک میں ان دونوں کو "شفیعانِ محشر" قرار دیا گیا ہے، ارشاد نبوی ملاحظہ ہو!......

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فیه ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان (شعب الایمان مشکوۃ ۱۷۳ واللفظ لہ، الترغیب والترھیب ج۲ص۸۴۱) (ماہِ رمضان کے) روزے اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے، روزے کہیں گے، پروردگار! ہم نے اسے کھانے، پینے اور خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا لہذا تو اس کے حق میں ہماری سفارش قبول فرما!......اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا پس اس کے متعلق میری سفارش کو شرف بازیابی سے نواز، تو ان دونوں کی شفاعت قبول ہو گی۔

رمضان میں قرآن کا دور: رمضان اور قرآن کی انہی مناسبتوں کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں قرآن مجید کے دور کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجود الناس و کان اجود مایکون فی رمضان حین یلقاه جبرئیل و کان یلقاه فی کل لیلة من

marfat.com

رمضان فیدارسه القرآن فلر سول الله صلی الله علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة (بخاری ۱/۳،۲۵۵)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام اوقات سے بڑھ کر آپ رمضان میں زیادہ سخی ہو جاتے تھے، جبکہ جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے، حضرت جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آتے اور آپ کیساتھ قرآن کا دور کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

o...... آپ کی حیات طیبہ کے آخری سال ماہِ رمضان المبارک میں دو مرتبہ قرآن کا دور ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو!...... حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

اسر الیّ النبی صلی الله علیه وسلم ان جبرئیل یعا رضنی بالقرآن کل سنة وانه عارضنی العام مرتین ولا اراه الا حضر اجلی (بخاری ۲/۷۴۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ راز بتایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ (ایک بار) قرآن کا دور کرتے تھے اور اس سال اس نے دو بار دور کیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔

o...... ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

کان یعرض علی النبی ﷺ القران کل عام مرة فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض (بخاری ۲/۷۴۸)

نبی کریم ﷺ کیساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا جاتا تھا لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال دو مرتبہ دور کیا گیا۔

marfat.com

دو بار دور کی وجہ: امام قسطلانی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ آخری سال آپ نے قرآن کا دور دو بار کیوں کیا؟ فرماتے ہیں:

اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے سال جب قرآن کا نزول ہوا تو بعد میں وحی کا سلسلہ منقطع ہو جانے کی بناء پر آپ سال اول میں دور نہ فرما سکے، اس کے عوض میں آخری سال دو بار دور ہوا تا کہ قرآن کے دور اور حیات نبوی کے سالوں میں مطابقت ہو جائے۔ (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۷۴۸)

رمضان میں قرآن پڑھنے کی فضیلت: ماہِ رمضان میں رحمت خداوندی چونکہ عروج پر ہوتی ہے، بدیں وجہ دیگر عبادات کے علاوہ تلاوتِ قرآن مجید کا ثواب واجر بھی پہلے سے بڑھ جاتا ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ماہِ رمضان میں خود قرآن کریم کا دور فرمایا ہے، بلکہ اپنے اس عمل سے امت کو بھی تلاوت قرآن کی ترغیب دلائی ہے۔

وہ حدیث پاک جس میں قرآن اور روزوں کو شفیع (سفارشی) کہا گیا ہے اس سے بھی روزے کی حالت میں، تلاوت قرآن کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ دن کو حالت صیام میں رہے اور رات کو تلاوت قرآن کرے، (خواہ نماز تراویح وتہجد میں ہی ہو) تو قرآن اور رمضان اسکی شفاعت کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کثرت کیساتھ ماہِ رمضان میں ختم قرآن کا اہتمام کرتی ہے، نماز تراویح میں اور دیگر مواقع پر بھی، حدیث پاک میں ہے کہ قرآن مجید کو توجہ سے سننے والے کو دوہرا اجر ملتا ہے اور جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا

marfat.com

ہے تو قیامت کے دن یہ تلاوت اس کیلئے نور ہوگی (مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۱)

اندازہ کیجئے! ماہ رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا ثواب کس قدر بڑھ جاتا ہوگا۔

تلاوت قرآن کے دیگر فضائل:

یہاں پر تلاوت قرآن کی فضیلت پر ضمناً چند آیات بیّنہ اور احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں تاکہ اہل ایمان کے ذوق کو تازگی، روح کو بالیدگی اور قلوب کو آسودگی حاصل ہو، اور تلاوت قرآن مجید کی کشش میں مزید اضافہ کا باعث ہو جائے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وننزل من القرآن ماهو شفآء ورحمة للمؤمنين (الاسراء ۸۲)

اور ہم نے قرآن نازل کیا ہے جو کہ مومنوں کیلئے شفاعت اور رحمت (کا ذریعہ) ہے

۲۔ مزید فرمایا:

يآ يها الناس قد جآء تكم موعظة من ربكم وشفآء لما في الصدور وهدًى ورحمة للمؤمنين (یونس ۵۸)

اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی دلوں میں موجود امراض کیلئے شفا اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت۔

معلوم ہوا کہ قرآن اہل ایمان کیلئے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ اور نسخہ شفا بن کر آیا ہے۔

۳۔ تلاوت قرآن کے وقت سکون اور رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اس کے گھر میں ایک جانور تھا اچانک وہ جانور بدکنے لگا، اس نے دیکھا کہ ایک بادل نے اسکو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس شخص نے

marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے شخص پڑھتے رہو!...... یہ سکینہ ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نازل ہوتی ہے۔

(مسلم ۱/۲۶۹، مشکوۃ ۱۸۴، بخاری ج ۲ ص ۷۴۹)

۴۔ اگر قرآن پڑھنے والا پورے ذوق وشوق اور درد وسوز کے ساتھ پڑھے تو فرشتے بھی اسکی تلاوت کو سننے کیلئے اتر آتے ہیں، حدیث پاک میں ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہت خوش الحانی کیساتھ قرآن مجید پڑھتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا کہ اس وقت میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور میرا بیٹا یحیٰی میرے قریب لیٹا ہوا تھا وہ اس وقت کم سن بچہ تھا، اچانک وہ گھوڑا اچھلنے لگا، میں رک گیا، مجھے اس وقت صرف اپنے بیٹے کے متعلق پریشانی تھی (کہ کہیں گھوڑا بچے کو کچل نہ ڈالے) پھر گھوڑا پرسکون ہوگیا اور میں نے دوبارہ سورت پڑھنی شروع کی، گھوڑا پھر اچھلنے لگا، میں پھر رک گیا اور مجھے صرف اپنے بیٹے کی فکر تھی، میں نے پھر پڑھنا شروع کیا اور گھوڑے نے بھی اچھلنا شروع کر دیا۔ اچانک میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں سے ایک سائبان کی طرح کوئی چیز اتر رہی ہے، جس میں روشن چراغ ہیں، میں خوفزدہ ہوگیا اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا، اے ابو یحیٰی تم پڑھتے رہتے! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!...... میں پڑھتا تو گھوڑا اچھلنے لگتا اور مجھے بیٹے کی فکر لاحق ہو جاتی، آپ نے فرمایا اے ابن حضیر پڑھو!...... میں نے پڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سر پر سائبان کی مثل کوئی چیز تھی جس میں چراغ روشن تھے میں خوفزدہ ہوگیا، آپ نے فرمایا یہ فرشتے ہیں جو تیری آواز کی وجہ سے قریب آئے ہیں، اگر تم صبح تک

marfat.com

ھتے رہتے، تو لوگ ان کو دیکھ لیتے (بخاری ج ۲، ۷۵۰ مسلم ج ۱ص ۲۶۹ مشکوٰۃ ۱۸۴)

...... قرآن مجید انسان کی جان و مال کا محافظ بھی ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت
ے ثابت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت کیلئے مامور فرمایا، پس اچانک ایک آنے والا آیا اور
دونوں چلوؤں سے) کھانا لینے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی
لہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے کر جاؤں گا، اس نے کہا میں محتاج ہوں مجھ پر بچوں کا
جھ ہے اور سخت ضرورت بھی ہے، کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اباھریرۃ مافعل اسیرك البارحة ابو ہریرہ!
رے گذشتہ رات والے قیدی کا کیا بنا؟...... میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!...... اس
نے سخت حاجت اور عیالداری کا شکوہ کیا تو مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا
پ نے فرمایا:...... نہیں، اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا، فرماتے
ں مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کے فرمان کے مطابق وہ ضرور آئیگا، پس میں اسکی گھات
ں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھانے سے لپیں بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا، میں نے کہا:
ں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے
ھوڑ دو میں حاجت منداور عیال دار ہوں، میں دوبارہ نہیں آؤں گا، سو مجھے رحم آگیا،
ں نے اسے چھوڑ دیا، پس صبح ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا:...... ابو ہریرہ تیرے قیدی
ا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنی سخت حاجت اور عیالداری کی
کایت کی تو مجھے رحم آگیا میں نے اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ
کہا ہے اور وہ پھر آئیگا پس میں پہچان گیا کہ آپ کے فرمان کے مطابق وہ ضرور آئیگا، تو

marfat.com

میں اسکے انتظار میں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھانے کی مٹھیاں بھرنے لگا، میں نے اس کو
اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے کر جاؤں گا، آج
آخری بار ہے تو کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے، اس نے کہا، مجھے چھ
دو، میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں، جن سے تم کو نفع ہوگا، میں نے کہا وہ کونسے کلما
ہیں؟ اس نے کہا جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیو
آخر تک) پڑھنا، تو صبح تک اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا اور صبح تک تمہار
پاس شیطان نہیں آئے گا۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ و
نے فرمایا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے چند کلما
بتاتا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بات سچی کر گیا
لیکن خود جھوٹا ہے، کیا تم جانتے ہو کہ تم تین رات کس سے بات کرتے رہے ہو؟...
میں نے عرض کیا:...... نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

(بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱، مشکوٰۃ ۸۵

<u>فائدہ</u>: اس حدیث پاک سے درج ذیل فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں:

o ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرے ہوئے اور ہونے والے امور کا ع
ہے جبھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بتانے سے قبل ہی رات کے واقعہ کی خبر دی او
آئندہ ہونیوالے واقعہ کی بھی پیش گوئی فرمائی، لہٰذا آپ کو عالم ما کان و مایکو
ماننا درست ہے، شرک نہیں ......

o ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر کو

marfat.com

اعتراض نہیں کیا معلوم ہوا ان کا بھی عقیدہ یہی تھا۔

٥...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت ہے کہ آپ نے شیطان پر غلبہ پا لیا اور اس نے آپ کے آگے منت سماجت شروع کر دی۔

٥...... یہ بھی واضح ہوا کہ رحمانی طاقت شیطانی طاقت سے زیادہ قوی ہے۔ اولیاء کرام کے پاس رحمانی اور روحانی طاقت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے شیطانی طاقتوں پر تسلط و غلبہ رکھتے ہیں، اور شیطانی طاقت کو ان پر کوئی تسلط نہیں۔ جس پر قرآن بھی گواہ ہے ملاحظہ ہو۔ (سورۂ الحجر ۴۲)

۶...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ...... تم میں سے کون چاہتا ہے کہ وہ صبح بطحان یا عقیق (مدینہ کی دو وادیاں جہاں جانوروں کی منڈی لگتی تھی) کی طرف جائے اور بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے دو بہت زیادہ چربی والی اونٹنیاں لے آئے! ...... تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے ہر کوئی یہ پسند کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم سے کوئی ایک صبح مسجد میں جائے کہ وہاں قرآن کی دو آیتیں سیکھے تو یہ اس کیلئے دو انٹیوں سے بہتر ہے اور اگر وہ تین آیتیں سیکھے یا پڑھے تو تین اونٹیوں سے بہتر ہے اور چار آیتیں چار اونٹیوں اور اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہیں
(مسلم ج ۱ ص ۲۷۰، مشکوٰۃ ۲۷۰)

۷...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی آدمی چاہتا ہے کہ جب وہ گھر جائے تو وہاں تین حاملہ موٹی تازی اونٹنیاں پائے، ہم نے کہا بالکل۔ تو آپ نے فرمایا تین آیات جو شخص نماز

marfat.com

میں پڑھے گا تو یہ اس کے لیے تین موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہے
(مسلم ج۱ص۲۷۰، مشکوٰۃ ۱۸۳)
۸...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں قرآن پڑھنا نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز کے علاوہ قرآن پڑھنا تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور تکبیر (اللہ اکبر کہنا) سے افضل ہے۔ (شعب الایمان ص، مشکوٰۃ ۱۸۸)
۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص قرآن مجید کا ماہر ہو وہ معزز اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے اور جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے میں دشواری ہو اور وہ اٹک اٹک پڑھتا ہو تو اسکو دوگنا اجر ملتا ہے (مسلم ج۱ص ۲۶۹، ترمذی ج۲ص ۱۱۴)
۱۰...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کیلئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا دس گنا اجر ہے اور میں نے یہ نہیں کہتا کہ " الـــــم" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔
(ترمذی ج۲ص ۱۱۵، مشکوٰۃ ۱۸۶)
۱۱...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... قرآن میں دیکھے بغیر تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ہے اور قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا اجر دو ہزار درجہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸ مجمع الزوائد ۷/ ۱۶۵، شعب الایمان ص)
۱۲...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو پانی لگے تو وہ زنگ آلود ہو جاتا ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان کی صفائی کا آلہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کثرت کیساتھ موت کا ذکر اور قرآن کی تلاوت

marfat.com

(شعب الایمان، مشکوٰۃ ۱۸۹)

۱۳...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:...... جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے باتیں کرنا چاہے تو وہ قرآن کی تلاوت کرے۔ (کنز العمال ج ۱ص ۱۲۸)

۱۴...... آپ ﷺ نے فرمایا:...... قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اسکی شفاعت قبول ہوگی (الترغیب والترہیب ج ۳ص ۱۶۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

جو قرآن نہ پڑھے: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... جس متکبر نے قرآن کو ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کردے گا جس نے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی میں رہنے دے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ۱۸۶)

o...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱۵، مشکوٰۃ ۱۸۶)

o...... حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... جو آدمی قرآن پڑھتا تھا پھر اسے بھول جائے (یعنی تلاوت کرنا چھوڑ دے یا اس کی تعلیمات کو بھلا دے اور قرآن کو بھلا دیا) وہ اللہ سے کوڑھی ہو کر ملے گا (ابوداؤد، دارمی، مشکوٰۃ ۱۹۱)

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن پڑھیں جو بھول چکا ہے، اسکی معذرت کریں، اسے دوبارہ سیکھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

marfat.com

مسائل روزہ

روزہ ایک اہم اور بامقصد عبادت ہے، جس کی جزا بھی عظیم ہے۔ یہ فلاح دارین اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ اور یہ سب کچھ تب ممکن ہے، جب اسے شروعی حدود و قیود کی پابندی کے ساتھ پورا کیا جائے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک روزہ دار کو اسکے احکامات اور اوامر و نواہی سے پوری آگاہی نہ ہو تو وہ اسکے تقاضوں کو کس طرح پورا کر سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ روزے کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کی جائے، چنانچہ مسائل روزہ مختصراً پیش خدمت ہیں۔

مسائلِ سحری: سحری بھی بارگاہ خداوندی کا عظیم تحفہ ہے۔ یہ سعادت بھرے لمحے انسان کی روحانی بالیدگی اور باطنی پاکیزگی کا موجب ہیں۔ اس وقت کا ایک لمحہ بھی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اس کی برکت کو صرف ماہ رمضان المبارک کے ساتھ ہی خاص نہیں کیا گیا، بلکہ پورا سال اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

تسحروا فان فی السحور برکۃ (بخاری ۱/۲۵۷، مسلم ۱/۳۰۵، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، ابن ماجہ ۱۲۲)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

o حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کی برکات کو بیان کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا:......

استعینوا بطعام السحر علی صیام النہار (ابن ماجہ ص ۱۲۴)

marfat.com

دن کے روزے (کو پورا کرنے) کیلئے سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو۔
یعنی سحری کا کھانا روزے کی تکمیل کا بہترین معاون و مددگار ہے۔

o اسلام نے مسلمانوں کو متعدد امتیازی نشانات سے نوازا ہے۔ سحری کا کھانا بھی انہی امور میں سے ایک انفرادی عمل ہے۔

o رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فصل مابين صيامنا و صيام اهل الكتاب اكلة السحر
(مسلم ۱/ ۳۵۰، ترمذی ۱/ ۸۹، مشکوٰۃ ۱۷۵، ابوداؤد ۱/ ۳۲۰)

ہمارے اور اھل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔

o حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سحری کا کھانا اتنا مبارک تھا کہ اگر آپ کھانا تناول فرما رہے ہوتے اور کوئی خادم حاضر خدمت ہو جاتا، تو آپ اسے بھی دعوت دیتے جیسا کہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دربار نبوی میں حاضر ہوا آپ اس وقت سحری کا کھانا تناول فرما رہے تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: هلم الى الغذاء المبارك (ابوداؤد ۱/ ۳۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۶)
برکت والے کھانے کی طرف آؤ۔

o سحری کھانے کیلئے کوئی بھی پاکیزہ اور حلال کھانا استعمال کیا جا سکتا ہے۔
لیکن اگر اس وقت کھجور میسر ہو تو ضرور استعمال کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

نعم سحور المؤمن التمر (ابوداؤد ص، مشکوٰۃ ص ۱۷۶)
مؤمن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

marfat.com

o ایک روایت میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یستحب السحور وعلی جرعۃ من مآء (مراسیل ابوداؤد ص ۸)

بے شک رسول اللہ ﷺ سحری کھانا پسند فرماتے تھے اور پانی کے چند گھونٹ لیتے۔

یاد رہے عام طریقہ کے مطابق سحری کھاتے وقت بھی بسم اللہ سے آغاز کریں اور معمول کے مطابق کھانا تناول کریں۔

سحری تاخیر سے کریں

سحری کھانے میں تاخیر کریں، کیونکہ آخری وقت میں سحری کھانا پسندیدہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہی تھا کہ آپ فجر کی اذان کے قریب سحری سے فارغ ہوتے اور پھر نماز فجر کیلئے تشریف لے جاتے۔ حضرت انس، حضرت زید (رضی اللہ عنھما) سے بیان کرتے ہیں:

تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوٰۃ قلت کم کان قدر ما بینھما قال خمسین آیۃ

(مسلم ۱/۳۵۰، ابن ماجہ ص ۱۲۳ واللفظ لہٗ)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کیلئے اٹھے میں نے پوچھا کہ دونوں کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا کہا کوئی پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔

یعنی آپ نے سحری کھائی تو اسی وقت اذان ہوگئی اور آپ نماز کیلئے چلے گئے نماز اور سحری کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ جتنی دیر میں قرآن پڑھنے والا پچاس آیتوں کی تلاوت کرتا ہے۔

marfat.com

اس حدیث کے ضمن میں امام نووی لکھتے ہیں:

فیه الحث علی تاخیر السحور الی قبیل الفجر (نووی بر مسلم ۱/۳۵۰)

اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ فجر (کی اذان) سے پہلے تک سحری کو مؤخر کرنا چاہیے۔

○ ایک اور مقام پر سحری میں تاخیر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان ابن مکتوم (مسلم ۱/۳۴۹)

بلال رات کو ہی اذان پڑھ دیتے ہیں، ان کی اذان تمہیں کھانے پینے سے نہ روکے تم کھاؤ پیو جب تک عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان کو نہ سن لو۔

یعنی نماز فجر کے وقت آنے سے پہلے تک کھانا پینا درست ہے اور اسے اس وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

تنبیہ:

یاد رہے روزہ رکھنے والے حضرات اپنے اوقات کو درست رکھیں، خدانخواستہ اگر کسی وقت مسجد میں اذان وقت سے لیٹ ہو جائے تو وہ بروقت کھانا پینا چھوڑ دیں۔ وقت ختم ہو جانے پر بھی کھاتے پیتے رہنا، روزہ کو توڑ دیتا ہے۔ اس میں اذان لیٹ دینے والے کا قصور نہیں بلکہ بے وقت کھانے پینے والے کا اپنا ہی قصور ہے کیونکہ وہ اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

افطاری کی برکات:

افطاری کے لمحات رحمت خداوندی کے خصوصی انوار و برکات کے لمحات ہیں۔

marfat.com

اس وقت کرم کی برکھا خوب برستی ہے، صاحبانِ ذوق کو اس وقت جو سرور جو لذت اور جو کیف محسوس ہوتا ہے، سارا سال ایسی سہانی گھڑیاں میسر نہیں آتیں۔

آقائے کائنات ﷺ افطاری کے لمحات کی اہمیت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه

(بخاری ۱/۲۵۵، مسلم ۱/۳۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۷۳ واللفظ لہٗ)

روزے دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں، ایک افطاری کے وقت اور ایک رب سے ملاقات کے وقت۔

افطاری میں جلدی کریں جس طرح سحری تاخیر سے کرنی چاہیے ایسے ہی جب سورج غروب ہو جائے، تو افطاری میں جلدی کرنا چاہیے۔

o حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لایزال الناس بخیر ماعَجَّلوا الفطر عَجِّلُوا الفطر فان الیهود یؤخرون (ابن ماجہ ص ۱۲۳)

جب تک مسلمان افطاری میں جلدی کریں گے وہ بھلائی پر رہیں گے، افطاری میں جلدی کرو کیونکہ یہودی افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔

o مزید فرمایا:

قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلهم فطراً

(ترمذی ۱/۸۸، مشکوٰۃ ۱۷۵ واللفظ لہٗ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں وہ لوگ مجھے سب سے زیادہ

marfat.com

پیارے ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔

o ایک حدیث پاک میں افطاری کا وقت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اذا اقبل اللیل من ھھُنا و ادبر النھار من ھھُنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم (بخاری ۱/۲۶۲، مسلم ۱/۳۵۱، مشکوٰۃ ۱۷۵ واللفظ لہٗ)

جب رات ادھر (مشرق) سے آجائے اور دن ادھر (مغرب) میں چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرلے۔

افطاری کن اشیاء سے کریں: سحری کے کھانے کی طرح ہر حلال اور پاکیزہ چیز سے افطاری کی جاسکتی ہے۔ لیکن بعض اشیاء ایسی ہی جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔ ان میں کھجور پانی اور دودھ ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

o **اذا افطر احد کم فلیفطر علی تمر فانه بر کة فان لم یجد فلیفطر علی مآء فانه طھور** (ترمذی ۱/۸۸، مشکوٰۃ ص ۱۷۵ واللفظ لہٗ، ابن ماجہ ص ۱۲۳، ابوداؤد ۱/۳۲۱)

جب تم میں سے کوئی افطاری کرنا چاہے تو کھجور سے افطاری کرے کیونکہ اس میں برکت ہے، اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطاری کر لے کیونکہ وہ طہارت و پاکیزگی کا سبب ہے۔

o رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول مبارک بھی یہی تھا کہ آپ نماز (مغرب) سے قبل تر کھجوروں سے افطاری فرماتے، اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھواروں) سے افطار کرتے اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تو پانی کے

marfat.com

چند گھونٹ سے روزہ افطار فرما لیتے۔ (مشکوۃ ۱۷۵، ابوداؤد ا/۳۲۱، ترمذی ا/۸۸)

دعا کی قبولیت کی گھڑیاں

افطاری کی گھڑیاں دعا کی قبولیت کی گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے افطاری کے وقت دعا کو نہ بھولیں۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ماترد (ابن ماجہ ص ۱۲۶)

بے شک افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔

لہٰذا روزے دار حضرات ان حسین لمحات میں اپنے لیے، ملک و ملت کیلئے اعزہ واقرباء کیلئے فلاح و کامیابی اور ترقی وعروج کی دعا مانگنا نہ بھولیں۔

افطاری کی دعائیں

احادیث مبارکہ میں افطاری کے وقت کی دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے وقت عموماً یہ دعائیں مانگا کرتے تھے:

o ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ

(ابوداؤد ا/۳۲۱، مشکوۃ ص ۱۷۵)

یعنی پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا، انشآء اللہ۔

o اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد ا/۳۲۲، مشکوۃ ۱۷۵)

اے اللہ! میں نے تیرے لیئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں۔

دوسروں کی افطاری کرانا:

دوسرے روزہ داروں کی افطاری کرانے کا اجر وثواب بھی بے شمار ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

من فطر فيه صائماً كان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينتقص من اجره شيئاً

(شعب الایمان ۷/۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگا اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کیئے بغیر اس کے برابر اسے بھی اجر ملے گا۔

o ایک روایت میں ہے:

جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی ملے گی اور روزہ دار کے برابر اجر وثواب ملے گا، روزہ دار کے ثواب میں کمی نہ ہوگی، یہ اجر اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا جو دودھ کے گھونٹ یا پانی کے گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے گا اور جو آدمی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے سیراب کرے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہ لگے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

o مزید فرمایا:

جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا، اسے اس کے روزے کے برابر ثواب ہوگا اور روزہ رکھنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (ترمذی ۱/۱۰۰)

o رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے ہاں افطاری کی اور فرمایا: روزہ داروں نے تمہارے ہاں افطاری کی اور نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لیے رحمت کی دعائیں مانگیں۔ (ابن ماجہ ۱۲۶)

marfat.com

روزہ میں بھول کر کھالینا:

نماز فجر کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے سے لے کر سورج غروب ہونے تک اگر معمولی چیز بھی کھا پی لی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ بھول کر کچھ کھا لینے سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من نسی وھو صائم فاکل او شرب فلیتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه (بخاری ۱/۲۵۹، مسلم ۱/۳۶۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۶ واللفظ لہٗ)

جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

یاد رہے یہ حکم اس وقت ہے جب یاد آنے پر کھانا پینا چھوڑ دیا جائے۔ اگر یاد آنے پر بھی کھانا پینا جاری رکھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسواک کرنا روزے کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے، خواہ دن کا ابتدائی حصہ ہو یا آخری حصہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رایت النبی صلی الله علیه وسلم مالا احصی یتسوك وھو صائم (بخاری ۱/۲۵۹، ترمذی ۱/۹۱، ابوداؤد ۱/۳۲۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۶ واللفظ لہٗ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں متعدد بار مسواک کرتے دیکھا ہے۔

۲۔ ارشاد نبوی ہے:

من خیر خصال الصائم السواك (ابن ماجہ ص ۱۲۲)

روزہ دار کی بہترین عادتوں میں ایک عادت مسواک کرنا ہے۔

marfat.com

مسواک کرتے وقت اس چیز کی احتیاط ہو کہ کہیں پانی حلق سے نیچے نہ اترے یا مسواک کا کوئی ذرہ حلق تک نہ پہنچ جائے۔اور روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ یا کوئی منجن وغیرہ استعمال نہ کریں، کیونکہ اس صورت میں اگر اسکا ذائقہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ہاں دانتوں کی صفائی کیلئے خالی برش استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

روزے کی حالت میں وضو کرتے وقت مبالغہ نہ کرے: عام حالت میں وضو کے دوران کلی کرتے وقت خوب غرغرہ کرنا چاہیے یعنی حلق تک پانی پہنچانا ضروری ہے، لیکن روزے کی حالت میں کلی کرتے ہوئے مبالغہ نہ کرے اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے۔حدیث نبوی ہے:

اسبغ الوضوء وخلل بين الاصابع وبالغ فى الاستنشاق الاان تكون صائماً (ابوداؤد ۱/ ۳۲۲،ترمذی ۱/ ۹۷ مشکوٰۃ ۴۶ واللفظ لہٗ)

خوب اچھی طرح وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت مبالغہ کرو، مگر جب تم روزے کی حالت میں ہو تو احتیاط کرو۔

سرمہ لگانا

روزے دار کیلئے آنکھ میں ڈراپس ڈالنا یا کوئی دوائی لگانا جائز نہیں، کیونکہ آنکھ اور حلق کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اس لیے آنکھ میں لگائی گئی دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہوتا ہے، جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ سرمہ لگانا جائز ہے، کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں خود بھی سرمہ استعمال فرمایا ہے، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

marfat.com

اکتحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو صائم (ابن ماجہ ص ۱۲۲، المواھب اللدنیہ ۴/ ۳۳۸، سبل الھدیٰ والرشاد ۸/ ۴۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا ہے

۲۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اشتکیت عینیّ افاکتحل وانا صائم قال نعم

(ترمذی ۱/ ۹۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۶ واللفظ لہ)

حضور میری آنکھ میں درد ہے کیا میں حالت روزہ میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں لگا سکتے ہو۔

۳۔ عن انس بن مالک انہ کان یکتحل وھو صائم ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

(ابوداؤد ۱/ ۳۲۳)

۴۔ حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) بھی روزے دار کو سرمہ لگانے کی اجازت دیتے تھے (ابوداؤد ۱/ ۳۲۴)

۵۔ امام اعمش فرماتے ہیں:

مارایت احد امن اصحا بنا یکرہ الکحل للصائم (ابوداؤد ۱/ ۳۲۳)

ہمارے احباب میں سے کوئی بھی روزے کی حالت میں سرمہ لگانا مکروہ نہیں جانتا۔

کان میں دوا ڈالنا: روزے کے دوران کان میں دوا ڈالنا درست ہے، اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ کان اور گلے کے درمیان رکاوٹ ہے، کان میں

marfat.com

ڈالی ہوئی چیز کا تعلق حلق کے ساتھ نہیں ہوتا۔

ناک میں دوا ڈالنے کا حکم: اگر روزے کی حالت میں ناک میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائیگا، کیونکہ ناک اور گلے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے، ناک میں ڈالی گئی دوا فوراً حلق میں پہنچ جاتی ہے۔اس لیے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

احتلام، حجامت اور کا حکم

اگر روزہ دار سویا اور سوتے میں ہی اسے احتلام ہوگیا یا اس نے روزے کے دوران حجامت بنوائی یا معدہ میں خرابی کے باعث، متلی آنے سے قے آ گئی تو اس صورت میں روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

ارشاد نبوی ہے:

ثلاث لا يفطرن الصائم الحجامة و القيئ و الاحتلام

(ترمذی ۱/۹۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

یعنی تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا حجامت، قے اور احتلام۔

۲۔ مزید ارشاد فرمایا:

من ذرعه القيئ وهو صائم فليس عليه قضاءٌ ومن استقاء عمدًا فليقض

(ابوداؤد ۱/۳۲۴، ترمذی ۱/۹۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۶ واللفظ لہ)

جس پر قے کا غلبہ ہوا اور قے آ گئی تو وہ روزے کی قضا نہ کرے اور جس نے جان بوجھ کر قے کی وہ قضا کرے۔

یعنی اگر خود بخود قے آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر جان بوجھ کر قے کی تو

marfat.com

روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسکی قضا لازم ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر قے کا کوئی ذرہ نگل لی جائے، تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بیوی سے بوس وکنار روزے کے دوران شوہر اپنی بیوی کا بوسہ بھی لے سکتا ہے اور ساتھ لیٹ بھی سکتا ہے، لیکن چونکہ عام آدمی کیلئے اپنی شہوت پر قابو پا دشوار ہوتا ہے، اس لیے خطرہ ہے کہ کہیں جماع نہ کر بیٹھے، جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے خود کو نفسانی خواہشات سے دور رکھے۔ بالخصوص جوان آدمی بوس وکنار سے بچے۔

o حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ واتاہ اخر فسألہ فنھاہ فاذا الذی رخص لہ شیخ واذا الذی نھاہ شاب (ابوداؤد ۱/۳۲۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۶ واللفظ لہ)

نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے روزے دار کیلئے مباشرت (بیوی کے پاس لیٹنے) کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے اجازت دی اور ایک دوسرے آدمی نے اسی عمل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے اسے روکا، جسے آپ نے اجازت عنایت فرمائی وہ بوڑھا تھا اور جسے منع فرمایا وہ جوان تھا۔

چونکہ جوان آدمی کیلئے زیادہ خطرہ ہوتا ہے اس لیے آپ نے اسے منع فرمایا۔

o حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ویباشر وھو صائم وکان املککم لاربہ (بخاری ۱/۲۵۸، مشکوٰۃ ۱۷۶ واللفظ لہ، ابوداؤد ۱/۳۲۴)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ بھی لیتے اور مباشرت بھی فرماتے تھے اور آپ تم سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر کنٹرول کرنے والے تھے۔

اگر جماع کر بیٹھے اگر روزے کی حالت میں کوئی جماع کر بیٹھے اور بیوی کی رضا بھی شامل ہو تو دونوں کا روزہ ختم اور کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر صرف مرد کی رضا تھی لیکن عورت کو مجبور کیا گیا ہو، تو مرد پر کفارہ و قضا لازم ہوگی جبکہ عورت پر صرف قضا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں روزے کے دوران بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں، میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستيطع ان تصوم شهرين متتا بعين قال لا قال فهل تجد اطعام ستين مكسينا قال لا الخ (بخاری ۱/۲۵۹)

یعنی کیا تو غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تو دو ماہ متواتر روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے؟ (تو انہیں کھانا کھلا دو) اس نے کہا نہیں۔

اس حدیث پاک میں روزے کا کفارہ ادا کرنے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ غلام آزاد کرنا (یہ آج کل ناممکن ہے)۔

۲۔ ساٹھ دنوں کے روزے رکھنا۔

۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

o...... اگر کوئی آدمی بھول کر جماع کر لے تو اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ ہی روزے کی قضا: **قال الحسن ومجاهد ان جامع ناسيا فلا شي عليه** (بخاری ۱/۲۵۹)

marfat.com

امام حسن اور امام مجاہد نے کہا ہے کہ جسنے بھول کر جماع کیا اس پر کچھ بھی لازم نہیں

مسافر اور مریض کا حکم اسلام دین فطرت ہے، اس میں بے جا شدت اور سختی نہیں ہے۔ دیگر امور میں آسانی کی طرح اسلام نے روزہ کے سلسلہ میں مریض، مسافر اور حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) پر بھی تخفیف کی ہے۔

o ارشاد قرآنی ہے:

ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر (البقرہ ۱۸۵)

اور جو بیمار اور مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے۔

اگر سفر میں دقت اور دشواری نہ ہو تو آدمی روزہ رکھ سکتا ہے ورنہ روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

o حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

اصوم فی السفر......قال ان شئت فصم و ان شئت فافطر

(بخاری ۱/۲۶۰ مشکوٰۃ ص ۱۷۷، ابوداؤد ۱/۳۲۷)

کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں، آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

o...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی مکۃ فی رمضان فصام حتی بلغ الکدید افطر فافطر االناس (بخاری ۱/۲۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں سفر کیا، جب آپ کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کرلیا، (یعنی وقت

marfat.com

سے پہلے ہی کھول لیا)۔اور لوگوں نے بھی افطار کرلیا۔

حائضہ، حاملہ اور مرضعہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

کا ن یصیبنا ذالک فنومر بقضاء الصوم ولا نومر بقضاء الصلوٰۃ

(مسلم ۱/۱۵۳، مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

یعنی جب ہمیں حیض کا عارضہ لاحق ہوتا تو ہم نماز اور روزہ بجا نہ لاتی تھیں اور ہمیں روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا، نماز قضاء کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔

یعنی حیض والی عورت نماز اور روزہ بجا نہ لائے، جب مخصوص دن گذر جائیں تو وہ نماز قضاء کرے گی لیکن روزہ قضاء نہ کرے۔

o حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حاضت لم تصل ولم تصم (بخاری ۱/۴۴)

جب عورت کو حیض آئے تو وہ نہ نماز پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی۔

o حدیث نبوی میں ہے:

ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوٰۃ والصوم عن المسافر وعن المرضع والحبلیٰ (ابن ماجہ ص ۱۲۱، مشکوٰۃ ۱۷۸، نسائی ۱/۳۱۸، ترمذی ۱/۸۹)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز کو معاف کردیا ہے اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزے کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔

o حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

marfat.com

رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم للحبلىٰ التي تخاف على نفسها ان تفطر وللمرضع التي تخاف على ولدها (ابن ماجہ ص۱۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کو روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے، جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہو اور دودھ پلانے والی کو بھی رخصت دی ہے جب اسے بچے کا اندیشہ ہو۔

چند دیگر مسائل

روزے کے چند متفرق مسائل درج ذیل ہیں:

o گرمی اور پیاس کی شدت دور کرنے کیلئے سر پر پانی ڈالنا یا ٹھنڈک حاصل کرنا درست ہے (مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

o کلی کے بعد پانی کا اثر اور ٹھنڈک نگل لینے سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

o دائمی مریض روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے

o عورت کو روزے کی حالت میں حیض یا نفاس آ گیا تو روزہ ختم ہو جائے گا خواہ دن کے کسی حصے میں بھی آئے، عورت بعد میں روزے قضاء کرے گی۔

o اگر کسی عورت کو ہمیشہ خون آتا ہو تو وہ حیض کے مخصوص دن نکال کر نماز، روزہ ادا کرے اور روزہ چھوڑنے کیلئے یہ کوئی عذر نہیں ہے۔

o بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا منہ میں چبانا مکروہ ہے، اگر کوئی ذرہ حلق میں پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں۔

marfat.com

o اگر عورت کا خاوند بد مزاج ہو تو وہ سالن کا ذائقہ معلوم کرنے کیلئے زبان سے چکھ کر فوراً تھوک دے، اسکا روزہ برقرار رہے گا۔

o اگر عورت کا بچہ بغیر چبائے روٹی وغیرہ نہیں کھا سکتا تو اسے چبا کر ٹکڑے کھلانا جائز ہے۔

o روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے سے مکمل احتراز کریں، جدید تحقیق کے مطابق اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

o سر یا جسم پر تیل ملنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

o حقہ، سگریٹ اور تمباکو استعمال کرنے سے روزہ فاسد ہو جائیگا۔

o اگر حلق میں غبار، مکھی یا دھواں وغیرہ داخل ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

o دانتوں سے خون نکلا اور اس کو نگل گیا اگر وہ تھوک پر غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔

o اگر رات سمجھ کر سحری کھا رہا تھا حالانکہ صبح ہو چکی تھی اسی طرح سورج کے متعلق خیال کیا کہ وہ غروب ہو چکا ہے اور روزہ کھول لیا، دونوں صورتوں میں روزہ ختم اور قضاء لازم ہو گئی۔

o مشت زنی سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ختم ورنہ مکروہ ہے، روزہ نہیں ٹوٹے گا

(ملخصاً در مختار علی ھامش رد المختار ص ۱۰۷ تا ۱۱۴ جلد ۲)

مسائل کی مزید تفصیلات کیلئے، علمائے اہلسنت سے رابطہ کریں یا بہار شریعت جلد اول پانچواں حصہ کا مطالعہ کریں۔

روزہ کی فرضیت وفضیلت

فرضیت: اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی طرح ماہِ رمضان

marfat.com

المبارک کے روزے بھی مسلمانوں پر فرض کیے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔

o دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (البقرہ ۱۸۵)

پس تم میں سے جو کوئی (رمضان کا) مہینہ پائے تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے......

احادیث مبارکہ میں جابجا ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کو بیان کیا گیا ہے، چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں!......

o شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبال رمضان کے طور پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اسکے یہ الفاظ قابل غور ہیں!......

یآ ایها الناس قد اظلکم شهر عظیم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر شهر جعل الله صيامه فريضة الحديث

(شعب الایمان ۲۱۶/۷، مشکوٰۃ ۱۷۴)

لوگو! ایک عظمت و رفعت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہے وہ برکت وخیر والا مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں۔

marfat.com

o حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تبارک وتعالیٰ فرض صیام رمضان علیکم

(مسند احمد ۱/۱۹۱، ۱۹۵، نسائی ۱/۳۰۸، شعب الایمان ۷/۲۲۲)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔

o حضرت زید بن نعیم حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اربع فرضھن اللہ فی الاسلام ...... الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصیام رمضان وحج البیت (مسند احمد ۴/۲۰۱، الترغیب والترھیب ۱/۳۸۴)

چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں (کلمہ کے بعد) فرض کیا ہے نماز، زکوٰۃ، ماہ رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔

ماہِ رمضان کے روزے کس دور میں نازل ہوئے؟

حقیقت سے ناواقف حضرات کے ذہنوں میں یہ بات ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازیں اور چھ ماہ کے روزے عطا فرمائے تھے، جو کہ بعد میں پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے رہ گئے تھے۔ یہ ایک افسانہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

کیونکہ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا حکم، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد، دوسرے سال ماہ شعبان المعظم میں، غزوہ بدر سے ایک ماہ پہلے نازل

marfat.com

ہوا اور غزوہ بدر سترہ رمضان المبارک کو ہوا تھا (کتب سیر)
تو معلوم ہوا کہ روزوں کی فرضیت سترہ شعبان المعظم کو نازل ہوئی، واللہ اعلم۔
جس مہینے قبلہ تبدیل ہوا تھا اس سے اگلے ماہ روزوں کا حکم نازل ہوا
(مرقاۃ، اشعۃ اللمعات، وغیرہ)

فضیلت و برکت رمضان المبارک کے روزوں کی فضیلت و برکت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **لعلکم تتقون** (البقرہ ۱۸۳)
یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھنے سے تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری ملے گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه (بخاری ۱/۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایمان اور ثواب کی نیت سے ماہِ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

۲۔ ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

یا رسول الله ان شهدت ان لا اله الا الله وانك رسول الله وصلیت الصلوات الخمس و ادیت الزکوٰة وصمت رمضان وقمتهٗ فممن انا؟ قال من الصدیقین والشهدآء
(صحیح ابن حبان ۶/۱۸۴، ابن خزیمہ ۳/۳۴۰، الترغیب والترھیب ۲/۱۰۶)

یا رسول اللہ! اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور زکوٰۃ ادا کروں اور ماہِ رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو

marfat.com

میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: صدیقوں اور شہیدوں سے۔

۳۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالىٰ فرض صيام رمضان عليكم وسننت لكم قيامهٗ فمن صامه وقامه ايمانا واحتسابا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه (ابن ماجہ، کنز العمال)

(نسائی ۱/ ۳۰۸، شعب الایمان ۷/ ۲۲۲، مسند احمد ص ۱۹۱، ۱۹۵ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیئے ہیں اور میں نے اس کا قیام تمہارے لیئے سنت مقرر کیا ہے، پس جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے اور اسکا قیام کیا تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

یعنی جس طرح اپنی ولادت کے وقت پاک وصاف تھا ایسے ایمان وثواب کی نیت سے روزے رکھنے کی وجہ سے گناہوں سے پاک اور صاف ہو جائے گا۔

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صام رمضان وعرف حدوده وتحفظ مما كان ينبغي له ان يتحفظ كفّر ماقبلهٗ

(مسند احمد ۳/ ۵۵ واللفظ لہ، سنن کبریٰ ۴/ ۳۰۴، شعب الایمان ۷/ ۲۳۰، مسند ابو یعلی برقم ۱۰۵۸)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس آدمی نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز کی حفاظت

marfat.com

دنگہداشت کرنا چاہیے تھی اسکی نگہبانی کی ،تو اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

یعنی جو شخص روزے کے دوران ان تمام چیزوں سے بچتا رہا جن سے بچنا ضروری تھا اور روزے کے تقاضوں کو پورا کیا تو ان روزوں کی وجہ سے اس کے پہلے سارے گناہ معاف کیے جائیں گے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الصيام والقرآن يشفعان للعبد يقول الصيام اى رب منعتهٔ الطعام والشهوات بالنهار فشفعني فيه ويقول القرآن منعته النوم بالليل فشفعني فيه فيشفعان

(المستدرک ا/۵۵۴،مسند احمد ۲/۱۷۴،مشکوٰۃ ۱۷۳،مجمع الزوائد ا/۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے اور قرآن بندے کیلئے سفارش کریں گے، روزے کہیں گے پروردگار! ہم نے اسے دن کے وقت کھانے اور شہوات پوری کرنے سے باز رکھا، لہٰذا تو اس کے حق میں ہماری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا پروردگار! میں نے اسے رات کو نیند سے دور رکھا لہٰذا تو اسکے حق میں میری سفارش قبول فرما، تو ان دونوں کی عرض قبول کی جائے گی......

یعنی دونوں کی سفارش کو قبول فرما کر بندے کو جنتی ہونے کا حکم سنایا جائے گا۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله كل عمل ابن ادم له الا الصيام فانه لى و انا اجزى به والصيام جنة واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابّه احد اوقاتله فليقل انى امرؤ صائم والذى

marfat.com

نفس محمد بیدہ لخلوف فی الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فرح واذا لقی ربه فرح لصومہ

(بخاری ۱/۲۵۵، واللفظ لہ مسلم ۱/۳۶۳، مشکوۃ ۱۷۳، ابن ماجہ ۱۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے تمام اعمال اس کیلئے ہیں مگر روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں اسکی جزاء دوں گا، روزہ (گناہوں اور نفسانی خواہشات سے بچنے کیلئے) ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ نہ جھگڑے اور نہ ہی برا کلام کرے، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرنا چاہے، تو وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ (قدرت) میں محمد کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، ایک جب افطاری کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسری جب رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ (اس کے انعام واکرام پر) خوش ہوگا۔

۷۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجنۃ بابا یقال له الریان یدخل منه الصائمون یوم القیامة لا یدخل منه احد غیرهم یقال این الصائمون فیقومون لایدخل منه احد غیرهم فاذا دخلوا اغلق فلم یدخل منه احد (بخاری ۱/۲۵۴، واللفظ لہ مسلم ۱/۳۶۴، ابن ماجہ ۱۱۹)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہا جاتا ہے، قیامت کے دن روزے دار اس دروازے سے داخل ہوں

marfat.com

گے، ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا، آواز دی جائے گی روزے دار کدھر ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے، اس دروازہ سے ان کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا، جب وہ اس دروازے سے داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا اور اس میں کوئی اور داخل نہ ہوگا۔

فائدہ واضح رہے کہ ریان، فعلان کے وزن پر ہے جس کا ماخذ ریّ ہے اس کا معنی ہے سیراب ہونا، ریان کا مطلب ہے بہت زیادہ سیراب کرنے والا۔ چونکہ روزے داروں نے محض اللہ کی رضا کیلئے بھوک اور پیاس برداشت کی ہوگی اس لیے ان کیلئے ایک ایسا دروازہ مخصوص کیا گیا ہے، جو انہیں خوب سیراب کردیگا ان کی بھوک اور پیاس کو یکسر مٹا دیگا اور وہ کبھی بھوکے اور پیاسے نہ ہوں گے۔

۸۔ ایک روایت میں ارشاد ہے:

اتاکم رمضان شهر برکة، یغشاکم الله فیه فیحط فیه الخطایا ویستجیب فیه الدعاء ینظر الله تعالیٰ الی تنا فسکم فیه ویباهی بکم الملائکة فاروا الله من انفسکم خیراً فان الشقی من حرم فیه رحمة الله عزوجل (الترغیب والترهیب)

یعنی (لوگو!) تمہارے پاس برکت والا مہینہ آ چکا ہے اس میں تم پر رحمت چھا جائے گی، پس تمہاری خطائیں معاف ہوں گی اور دعائیں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری نیکیوں کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرمائے گا، پس تم خدا کو اپنی طرف سے نیکیاں پیش کرو، سو بدبخت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوا۔

marfat.com

o حضرت ام عمارہ بنت کعب سے روایت ہے:

ان النبی ﷺ دخل علیها فدعت له بطعام فقال لها کلی فقالت انی صائمة فقال النبی ﷺ ان الصائم اذا اکل عنده صلّت علیه الملائکة حتی یفرغوا (رواہ احمد والترمذی ا/۹۷ وابن ماجہ ۱۲۶ والدارمی، مشکوٰۃ ۱۸۱)

بے شک نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کیلئے کھانا تیار کیا، آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کہا: میرا روزہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو لوگوں کے فارغ ہونے تک فرشتے اس پر نزول رحمت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

نفلی روزوں کی فضیلت

روزہ فرضی ہو یا نفلی یہ جسم کی پاکیزگی، روح کی بالیدگی، بدن کی طہارت، باطن کی نفاست، رضائے خداوندی، خوشنودیٔ مصطفوی، فلاح اخروی اور سعادت سرمدی کا ذریعہ ووسیلہ ہے۔

o ارشاد نبوی ہے:

لکل شی زکوٰة وزکوٰة الجسد الصوم (ابن ماجہ ۱۲۶، مشکوٰۃ ۱۸۰)

ہر چیز کو کوئی چیز پاک کرتی ہے اور جسم کی طہارت روزہ سے ہے۔

o ایک حدیث میں ہے:

الصیام جنة (بخاری ا/۲۵۵، مسلم ا/۳۶۳، ابن ماجہ ۱۱۹، مشکوٰۃ ۱۷۳)

یعنی (نفسانی خواہشات اور گناہوں سے بچنے کیلئے) روزہ ڈھال ہے۔

marfat.com

o ایک مقام پر فرمایا:

ان خصاء امتی الصیام (شرح السنۃ ص، مشکوٰۃ ص ۶۹، مسند احمد ص)

بے شک روزہ میری امت کیلئے خواہشات کو توڑنے والا ہے۔

یعنی روزہ نفسانی خواہشات مٹانے کیلئے ممد و معاون ہوتا ہے۔

o حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ بعّد اللہ وجھه عن النار سبعین خریفاً (مسلم ۱/۳۶۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ واللفظ لہ ابن ماجہ ۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو آدمی اللہ کے راستے میں (رضائے الٰہی کیلئے) ایک دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر آگ سے دور کر دے گا۔

o اسی مضمون کی ایک روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(ابن ماجہ ۱۲۳)

o حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ جعل اللہ بینه وبین النار خندقا کما بین السمآء والارض (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ کی رضا کیلئے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق بنا دے گا۔

o حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صام یوماً ابتغاء وجہ اللہ بعّدہ اللہ من جھنم کبعد غراب طائر وھو

marfat.com

فرخ حتی مات ھرماً (شعب الایمان ص، مشکوۃ ص ۱۸۱، الترغیب والترہیب ص)

جس نے اللہ تعالٰی کی خوشنودی چاہتے ہوئے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالٰی اسے جہنم سے اتنا دور فرما دیتا ہے، جتنا کہ ایک کوے کا بچہ اڑے اور اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مر جائے۔

جس طرح اتنی طویل مدت میں ایک کوا بہت دور تک پہنچ جائے گا، ایسے ہی رضائے الٰہی کے حصول کیلئے صرف ایک دن کا روزہ رکھنے والا اس قدر جہنم سے دور ہو جائیگا۔

o حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے ایک دن رضائے الٰہی کیلئے روزہ رکھا تو اللہ تعالٰی اس کے اور جہنم کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق بنا دے گا۔ (الترغیب والترھیب ۲/۴۸۹)

نفلی روزہ کی قضا:

واضح رہے کہ نفلی روزے کی نیت زوال سے قبل جب چاہے کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھائی ہو (مسلم ۱/۳۶۴، مشکوۃ ۱۸۱)

o اگر نفلی روزہ پورا کرنے سے پہلے ہی افطار کر دیا تو بعد میں اس کی قضا دینا ہوگی۔ (ترمذی ۱/۹۲-۹۱، ابوداؤد ۱/۳۳۳، مشکوۃ ۱۸۱)

نفلی روزوں کا بیان

قارئین کی روحانی ضیافت کے لیے احادیث مبارکہ میں مذکور نفلی روزوں کا بیان پیش خدمت ہے، تاکہ اھل ذوق ان ایام میں روزے رکھ کر روحانی تسکین کا سامان کر سکیں۔

marfat.com

ایام بیض کے روزے:

ایام بیض چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو کہا جاتا ہے، بیض کا معنی ہے سفیدی اور ایام دنوں کو کہتے ہیں: چونکہ چاند کی مذکورہ تاریخوں میں چاندنی از اول تا آخر مکمل رات ایک جیسی ہی رہتی ہے، اس لیے انہیں ایام بیض (سفیدی کے دن) کا نام دے دیا گیا ہے (نووی بر مسلم ۱/۳۶۲)

اور ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے نیچے تشریف لائے تو آپ کا جسم سیاہی مائل ہو چکا تھا، حضرت جبرئیل امین کے کہنے پر آپ نے ان تاریخوں کے روزے رکھے تو آپ کا جسم مبارک روشن اور سفید ہو گیا، اس لئے ان دنوں کو ایام بیض کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ہر ماہ چاند کی ان تاریخوں میں روزے رکھنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو!......

۱۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:......

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اباذر اذاصمت من الشهر ثلاثة ايام فصم ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة

(ترمذی ۱/۹۵ نسائی ۱/۳۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ واللفظ لہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! جب تو مہینے میں تین دنوں کے روزے رکھنا چاہے تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھ۔

۲۔ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بصيام ايام البيض ثلاث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة (ابوداؤد ۱/۳۳۲، نسائی ۱/۳۲۹)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم صیام ثلاثہ ایام من کل شهر ورکعتی الضحیٰ وان اوتر قبل ان انام

(بخاری ۱/۲۶۶، ۱/۱۵۷ مسلم ۱/۲۵۰، ابوداؤد ۱/۲۰۳، ترمذی ۱/۹۵)

میرے خلیل (حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ ہر مہینے تین دنوں (ایام بیض) کے روزے رکھوں، چاشت کی دو رکعت ادا کروں اور سونے سے قبل وتر پڑھ لوں۔

۴۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے، میں انہیں پوری زندگی ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ ہر ماہ تین روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعت پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی (مسلم ۱/۲۵۰، ابوداؤد ۱/۲۰۳)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... صوم ثلاثة ایام من کل شهر صوم الدهر کله (بخاری ۱/۲۶۶، مسلم ۱/۳۶۷، مشکوۃ ۱۷۹ واللفظ لہ)

ہر ماہ تین روزے رکھنا پورے سال کے روزوں کے برابر ہے۔

۶۔ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: **اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ**

marfat.com

وسلم یصوم من کل شهر ثلاثة ایام قالت نعم فقلت من ای الشهر کان یصوم قالت لم یکن یبالی من ای ایام الشهر یصوم ......

(مسلم ۱/۳۶۷، ابوداؤد ۱/۳۳۲ص، ترمذی ۱/۹۵، مشکوٰۃ ۱۷۹)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ تین دنوں کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا: آپ کس ماہ میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ کسی ماہ کیلئے خصوصی اہتمام نہیں کرتے تھے۔ (بلکہ ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے)

عاشورآء اور تاسوعآء کا روزہ

عاشورآء دسویں تاریخ اور تاسوعآء نویں تاریخ کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد ماہ محرم الحرام کی نو اور دس تاریخ ہے، ابتداء اسلام میں دس محرم کا روزہ فرض تھا، جب رمضان المبارک کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور استحباب و جواز باقی رہا۔

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر بصیام یوم عاشورآء فلما فرض رمضان کان من شآء صام و من شآء افطر ......

(بخاری ۱/۲۶۸ واللفظ لہ، مسلم ۱/۳۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے جب رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے تو پھر جو چاہتا روزہ رکھ لیتا جو چاہتا چھوڑ دیتا۔

اب قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے نویں دسویں یا دسویں گیارہویں محرم کا روزہ مستحب اور اجر عظیم کا موجب ہے فرض واجب نہیں۔

marfat.com

چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورآء وامر بصیامہ
(بخاری ۱/۵۶۲۔۴۸۱، مسلم ۱/۳۵۹ ابوداؤد، مشکوٰۃ ۱۷۸ واللفظ لہ)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کو روزہ رکھا اور اسکے رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

۲۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل......عن صوم یوم عاشورآء فقال یکفر السنۃ الماضیۃ (مسلم ۱/۳۶۸ واللفظ لہ، مشکوٰۃ ۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دس محرم کے روزے کے متعلق عرض کیا گیا (کہ اسکا ثواب کتنا ہے) تو آپ نے فرمایا اس سے گذشتہ سال کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع (مسلم ۱/۳۵۹، مشکوٰۃ ۱۷۹ واللفظ لہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ (بھی) ضرور رکھوں گا۔

۴۔ ایک روایت میں آپنے فرمایا:

صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیھود (مرقاۃ ۴/۲۸۸)

نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔

marfat.com

۵۔ مزید ارشاد فرمایا: صوموا قبله یومًا او بعدهٔ یومًا (مسند احمد ۱/۲۴۱)
دس محرم سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔

شوال کے چھ روزے ماہِ شوال میں چھ روزے بھی مسنون ہیں۔ یہ روزے عید الفطر کے فوراً بعد بھی رکھے جا سکتے ہیں اور پورے مہینے کے کسی دنوں میں بھی اکٹھے بھی درست ہیں متفرق بھی، البتہ عید الفطر کے دن ان کا آغاز کر دینا ممنوع، مکروہ اور خلاف شرع ہے۔ ان چھ روزوں کی فضیلت درج ذیل ہے۔

o حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعهٔ ستًا من شوال كان كصيام الدهر

(مسلم ۱/۳۶۹، ترمذی ۱/۹۴، ابوداؤد ۳۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ واللفظ لہ ابن ماجہ ص ۱۲۴)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھے تو یہ سال کے روزوں کے برابر ہے۔ یعنی اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

o رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

انه قال من صام ستة ايام بعد الفطر كان تمام السنة من جآء بالحسنه فله عشر امثالها (ابن ماجہ ص ۱۲۴)

آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے عید الفطر کے بعد چھ دنوں کے روزے رکھے اسے تمام

marfat.com

سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا، کیونکہ جو ایک نیکی کرتا ہے اسے مزید دس نیکیاں ملتی ہیں۔

لہٰذا ماہِ رمضان کے روزے رکھنے سے دس ماہ کے روزوں کا اور شوال کے چھ دن روزے رکھنے سے دو ماہ (ساٹھ دنوں) کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا موقف اور وھابیوں کی خرد ماغی

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ فقہ حنفی کی مقبولیت اور شہرت دوام کی وجہ سے غیر مقلد وھابی لوگ آئے دن امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور فقہ حنفی کے خلاف اپنے دل کا غبار نکالتے رہتے ہیں، آئے دن کوئی نیا شوشہ چھوڑ کر لوگوں کو فقہ حنفی سے بیزار کرنا چاہتے ہیں، لیکن شاید نصرت خداوندی اور تائید ایزدی پر ان کا ایمان نہیں، اس لیے کہ

فانوس بن کر جسکی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیسے بجھے جسے روشن خدا کرے

مخالفین جس قدر زور و شور سے اسے مٹانا چاہتا ہے حنفی مسلک اس قدر ہی پھیل رہا ہے، ویسے بھی حق کو دبا دینے سے وہ کب دبتا ہے، خواہ دنیا اس سے روگردانی بھی کر لے۔ حق فرد واحد کے پاس ہو وہ حق ہی ہوتا ہے، خاص کر فتنوں کے زمانوں میں حق چند افراد تک محدود ہو کر رہ جائے گا، جہالت و بطالت کے بڑھ جانے سے، اھل حق کا کچھ نہیں بگڑتا، ارشاد خداوندی ہے:

لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك كثرة الخبيث (المآئدہ ۱۰۰)

پاک اور ناپاک برابر نہیں ہو سکتے اگر چہ ناپاکوں کی کثرت تمہیں تعجب میں ہی کیوں نہ ڈالے۔

marfat.com

احادیث مبارکہ میں بھی قرب قیامت میں گمراہوں، بے دینوں اور بد مذہبوں کی کثرت ہونے کا ذکر ہے، اپنی روش پر چلتے ہوئے وھابی حضرات اس حوالے سے بھی لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں کہ ''شوال کے چھ روزے امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرام ٹھہرے، لیکن امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چھ روزوں کی بڑی فضیلت بیان فرمارہے ہیں، قارئین حضرات! فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے ہے اور اس کے بالکل برعکس قولِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ نے پڑھ لیا ہے اب دیکھیں آپ کی غیرتِ ایمانی کا تقاضا کیا ہے؟

(تحفۂ رمضان ص ۱۳۵ از عبدالغفور اثری)

پہلی بات: یہ ہے کہ ان عقل کے اندھوں، بصیرت سے محروموں اور فقہ حنفی کے جانی دشمنوں کو اگر یہ قول مل گیا کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں اور اسے نقل کر کے لوگوں کی غیرت ایمانی سے کھیلنا شروع کر دیا۔ اگر ان کی غیرت ایمانی اور شرم وحیاء مردہ نہیں ہوئی تھی، تو امام صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھا اور پھر عوام الناس کو یہ بھی بتا دیتے کہ امام ابوحنیفہ اس قول میں منفرد نہیں، بلکہ امام مالک اور دیگر کئی اکابر علیہم الرحمۃ کا بھی یہی موقف ہے۔ ملاحظہ ہو! امام نووی لکھتے ہیں:

وقال مالك وابو حنيفة يكره ذلك قال مالك فى المؤطا مارايت احدا من اهل العلم يصومها (نووی بر مسلم ۱/۳۶۹)

یعنی امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ یہ روزے مکروہ ہیں اور امام مالک نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو بھی یہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

marfat.com

اب بتایئے! اکیلے امام ابو حنیفہ کا کیا قصور ہے؟ امام مالک اور ان کے دور کے تمام اھل علم یہ روزے نہیں رکھتے تھے اور ملاحظہ کیجئے!......

امام مالک علیہ الرحمۃ کا یہ قول موطا امام مالک ص ۲۵۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی، باب جامع الصیام میں درج ذیل الفاظ سے موجود ہے:

قال یحییٰ سمعت مالکا یقول فی صیام ستة ایام بعد الفطر من رمضان انه لم یرا حدا من اهل العلم والفقه یصومها ولم یبلغنی ذلك عن احد من السلف و ان اهل العلم یکرهون ذلك ویخافون بدعته وان یلحق برمضان مالیس منه اهل الجهالة والجفاء لوراؤا فی ذلك رخصة عنه اهل العلم ورأو هم یعملون ذلك۔

یعنی امام مالک کے شاگرد یحییٰ نے کہا ہے کہ میں نے امام مالک سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ عید الفطر کے بعد چھ روزوں کے متعلق کسی بھی عالم اور فقیہ کو نہیں دیکھا کہ وہ یہ روزے رکھتا ہو، اور نہ ہی اکابر (صحابہ وتابعین کرام) سے اس کے متعلق مجھے کوئی روایت پہنچی ہے، اھل علم انہیں مکروہ جانتے ہیں اور انہیں خدشہ تھا کہ کہیں یہ بدعت نہ ہوں، اور یہ کہ کہیں جہالت وجفا والے لوگ انہیں ماہِ رمضان سے ملا کر ان کی فرضیت کا گمان نہ کرلیں، لہٰذا اگر ہمارے بزرگ ان کے متعلق کوئی اجازت دیکھتے تو انہیں ضرور رکھتے لیکن ان کے نزدیک ان روزوں کی کوئی اجازت نہیں۔

اب فرمایئے! اکیلے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا کیا جرم ہے؟ یہاں تو امام مالک اور دیگر اکابرین، صحابہ تابعین اور تبع تابعین بھی ان روزوں کو مکروہ، بدعت ناجائز اور ممنوع قرار دے رہے ہیں، لیکن اس نجدی شاطر نے بجائے

marfat.com

ان لوگوں کے اس موقف کو بھی ظاہر کرنے کے اپنی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی کو بالکل ملیا میٹ کرتے ہوئے بجائے حضرت امام مالک سے برأت کا اعلان کرے کے انہیں بڑے طمراق سے اپنا امام تسلیم کرلیا ہے۔ دیکھئے یہ دریدہ دھن مصنف عبدالغفور اثری اپنی کتاب "ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟" کے ص ۴۶ پر لکھتا ہے حضرت امام مالک اہلحدیث کے امام ہیں" اب فیصلہ قارئین کے ہاتھ ہے، محض امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے بغض وعداوت کی بنا پر ان کا کوئی غیر مستند قول کسی کتاب سے نقل کر کے لوگوں کو اشتعال دلانا اور امام مالک اپنی تصنیف میں بذات خود شوال کے چھ روزوں کی پرزور تردید کریں، تو انہیں اپنا امام گردانا کیا غیرتِ ایمانی اور شرم وحیا سے عاری ہونے کی کھلی دلیل نہیں؟

کم ازکم جو جواب امام مالک کے قول کا تھا وہی جواب امام ابوحنیفہ کا سمجھ لیتے، لیکن اگر وھابی لوگ انصاف کا دامن تھام لیں تو وھابیت ونجدیت کا شعار وعلامت ختم ہو جائے، پھر انہیں گستاخِ رسول اور گستاخ اولیاء کون کہے، پھر یہ اپنے اندرونی بغض وعداوت اور عناد وشقاوت کا اظہار کیسے کریں، محض مسائل میں اختلاف تو اکابر میں بھی تھا لیکن بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنا، ان کی عزتوں سے کھیلنا، ان کی عظمتوں کا انکار کرنا تو وھابیوں کو ورثہ میں ملا ہوا ہے۔ اور اگر یوں کہہ لیا جائے کہ یہ چیزیں ان کی گھٹی میں شامل ہیں تو بے جانہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ وھابیوں کا شور وغوغا صرف فقہ حنفی اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے قلبی عداوت اور اندرونی منافقت کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ سچے ہیں تو امام مالک، سلف صالحین اور دیگر اکابر پر بھی وہی فتویٰ چسپاں کریں جو فتویٰ حضرت امام ابوحنیفہ پر لگانے کی مزموم کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی اندرونی کیفیت دنیا پر واضح ہو جائے۔

marfat.com

دوسری بات:

یہ ہے کہ اگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذکورہ قول درست بھی مان لیا جائے تو اسکا یہی مطلب ہوگا کہ جس طرح امام مالک اور دیگر اکابرین کو ان روزوں کی فضیلت کی کوئی روایت نہیں ملی، اس طرح حضرت امام صاحب تک بھی ان کی فضیلت کے متعلق کوئی حدیث نہیں پہنچی۔ اس لیے آپ نے دیگر بزرگوں کی طرح ان کی کراہیت کا قول کیا ہے، نہ یہ کہ آپ نے حدیث کو دیکھ کر اس کے مقابلے میں اپنا فتویٰ دیا ہے۔ استغفر اللہ۔

یہ وھابیوں کی خام خیالی ہے، اگر آج کا غیر مقلد ملاں لوگوں کو یہ باور کراتا ہے کہ ہم حدیث کے خلاف عمل نہیں کر سکتے تو امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی عظیم ہستی سے یہ قطعاً ممکن نہیں کہ حدیث کی موجودگی میں اس کی مخالفت کریں اگر غیر مقلدین میں دم خم ہے تو کوئی ایک حوالہ پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ امام صاحب نے حدیث کو دیکھ کر بھی اس کی مخالفت کی ہو۔ ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین۔ واذ لافلعنة الله علی الکاذبین۔

اور یہ بات تو وھابیوں کے بڑوں کو بھی بالآخر لکھنا ہی پڑی کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ حدیث صحیح تو رہی ایک طرف حدیث ضعیف کے مقابلے میں بھی قیاس کرتے ہوئے اپنا فتویٰ نہیں دیتے تھے، بلکہ حدیث پر عمل کرتے تھے ملاحظہ ہو!..... (فتاویٰ اہلحدیث ۱/۱۳ اور درس صحیح بخاری ۱۰۱ تا ۱۰۶)

لہٰذا وھابیوں کو اپنی اس مخالفانہ چال اور جارحانہ روش سے باز آجانا چاہیے۔ ورنہ قبر اور حشر میں اس کی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہو جائیں۔

marfat.com

تیسری بات

اصل بات یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے بعض مسائل میں مختلف اقوال مروی ہوتے ہیں، اس میں یہ دیکھنا چاہئے کہ مستند اور معتبر قول کونسا ہے جسے محقق احناف نے ترجیح دی ہو، محققین احناف نے جس قول کی تائید کی ہو اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ دریں مسئلہ میں بھی کچھ اس قسم کی ہی کیفیت ہے۔ امام صاحب سے مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن محقق علماء واھل مذہب نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ روزے مستحب اور مبذوب ہیں، اور امام صاحب کے دیگر اقوال کی تطبیق وتاویل کی ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ

ماہ ذوالحجہ کی نو تاریخ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے حاجیوں کیلئے عرفہ کے دن (میدان عرفات میں) روزہ رکھنا منع ہے۔ (ابوداؤد ۱/ ۳۳۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

جبکہ دیگر مسلمانوں کیلئے یہ روزہ بڑی فضیلت کا حامل ہے:

۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ ...... وسئل عن صوم یوم عرفة قال یکفر السنة الماضیة والباقیة (مسلم ۱/ ۳۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا (کہ اسکا ثواب کس قدر ہے) تو آپ نے فرمایا یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۲۔ دوسری روایت میں ہے:

صیام یوم عرفة احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبله

marfat.com

والسنة التی بعدہٗ (مسلم۱/۳۶۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

عرفہ کے روزے کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ (اسکی وجہ سے) گذشتہ اور آئندہ (دو سالوں) کے گناہ مٹا دے گا۔

محرم کے روزے

گذشتہ صفحات میں نو دس اور گیارہ محرم کے روزے کی فضیلت بیان ہو چکی ہے، لیکن ان دنوں کے علاوہ محرم کے باقی دنوں کے روزوں کا بھی بڑا اجر اور عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم وافضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلاۃ اللیل

(مسلم ۱/۳۶۸، مشکوٰۃ واللفظ لہٗ ابوداؤد ۱/۳۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں اور فرض نماز کے بعد رات کی نماز (تہجد وغیرہ) افضل ہے۔

اشھر حرم کے روزے

اشھر کا معنیٰ ہے مہینے اور حرم کا معنی محترم۔ یعنی وہ مہینے جن کا دور جاھلیت میں بھی احترام کرتے ہوئے، ان میں جنگ وجدال اور تباہی وفساد سے رکا جاتا تھا، یہ چار مہینے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض منھا اربعۃ حرم (التوبۃ ۳۶)

marfat.com

یعنی اللہ کے ہاں آسمانوں اور زمین کی تخلیق وقت ہی بارہ ماہ مقرر تھے، جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں ان چار مہینوں کے نام درج ذیل ہیں: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔

ان چار ماہ میں بھی روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۔ حضرت مجیبہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے چچا یا ان کے والد کا واقعہ ہے کہ:

انه اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انطلق فاتاه بعد سنة وقد تغيرت حاله وهيأتهُ فقال يا رسول الله اماتعرفنى قال ومن انت قال انا الباهلى الذى جئتك عام الاول قال فما غَيَّرَكَ وقد كنت حسن الهيأة قلت ما اكلت طعاما منذ فارقتك الا بليل فقال رسول الله ﷺ لم عذبت نفسك ثم قال صم شهر الصبر ويوماً من كل شهر قال زدنى فان بى قوة قال صم يومين قال زدنى قال صم ثلاثة ايام قال زدنى قال صم من الحُرُم واترك صم من الحرم واترك صم من الحرم واترك وقال باصابعه الثلاثة فضمّها ثم ارسلها (ابوداؤد/۳۳۰)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پھر چلے گئے اور ایک سال کے بعد دوبارہ آئے اس وقت ان کی حالت وھیئت متغیر ہو چکی تھی۔ تو آپ نے فرمایا، تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں باھلی ہوں جو گذشتہ سال حاضر ہوا تھا، آپ نے فرمایا تیری ھیئت خوبصورت تھی یہ تبدیلی کیسے آئی؟ انہوں نے کہا کہ جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں، کھانا چھوڑ دیا ہے، صرف رات کو کھاتا ہوں، آپ نے فرمایا تو نے خود کو تکلیف کیوں پہنچائی ہے؟ پھر فرمایا صبر والے مہینے (رمضان) کے روزے

marfat.com

رکھاور ہر ماہ ایک دن کا روزہ رکھ لے، عرض کیا کچھ بڑھا دیں آپ نے فرمایا (ہر ماہ) تین دنوں کے روزے رکھ لو، کہا اور بڑھا دیں آپ نے فرمایا حرمت والے مہینوں کے روزوں رکھو اور (کبھی) چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں کے روزے رکھو اور (کبھی) چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں کے روزے رکھو اور (کبھی) چھوڑ دو۔ آپ نے اپنی تین انگلیوں سے ارشاہ فرمایا، انہیں ملایا اور پھر کھول دیا۔

معلوم ہوا حرمت والے مہینوں کے روزے رکھنا بھی پسندیدہ اور مستحب ہے۔

۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

من صام ثلاثة ايام من شهر حرام الخميس والجمعة والسبت كتب له عبادة سنين (طبرانی اوسط ص)

جس نے حرمت والے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھا اس کے لیے دوسال کی عبادت (کا ثواب) لکھا جائیگا۔

۳۔ دوسری روایت میں ہے:

من صام فی كل شهر حرام الخميس والجمعة والسبت كتبت له عبادة سبع ماة سنة (ابن شاھین فی ترغیبہ ص، تاریخ دمشق ۵/ ۳۹۷، کنز العمال)

جس نے کسی حرمت والے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے دن کا روزی رکھا تو اس کیلئے سات سو سال کی عبادت (کا ثواب) لکھا جائے گا۔

رجب کے روزے:

ماہ رجب المرجب میں روزے رکھنے کے متعلق بھی رغبت دی گئی ہے، بالخصوص

marfat.com

ستائیسویں رجب (شب معراج) کے دن کا روزہ بھی باعث فضل واجر ہے۔

۱۔ عثمان بن حکیم انصاری بیان کرتے ہیں:

سالت سعید بن جبیر عن صوم رجب ونحن یومئذٍ فی رجب فقال سمعت ابن عباس یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم الخ (مسلم ۱/۳۶۵)

میں نے سعید بن جبیر سے رجب کے روزے کے متعلق سوال کیا، اور ان دنوں ہم رجب کا روزہ رکھتے تھے، تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رجب کا) روزہ رکھتے تھے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔......

ان رجب شهر عظیم تضاعف فیه الحسنات من صام یومًا منه کان کصیام سنة۔ (رواہ الرافعی عن ابن عباس مرفوعاً، الطبرانی فی المعجم الکبیر، مجمع الزوائد ص ۳/۱۸۸)

بے شک رجب بڑی عظمت والا مہینہ ہے، جس میں نیکیاں بڑھا دی جاتی ہیں جس نے اس میں ایک دن کا روزہ رکھا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے پورے سال کا روزہ رکھا۔

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

ان فی الجنة نهراً یقال له رجب مآؤہ اشد بیاض من اللبن واحلیٰ من العسل من صام یوما من رجب سقاہ اللہ من ذلك النهر

(رواہ البیهقی فی الالقاب ص وابن حبان فی المجروحین ۲/۲۳۷، شعب الایمان ص وابن الجوزی فی الوھبات ۲/۵۵۵، شعب الایمان)

بے شک جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے اسکا پانی دودھ سے

marfat.com

سفید اور شہد سے میٹھا ہے، جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے پانی پلائے گا۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

رجب شهر عظيم يضاعف الله فيه الحسنات فمن صام يوما من رجب فكانما صام سنة ومن صام منه سبعة ايام غلقت عنه (سبعة) ابواب جهنم ومن صام منه ثمانية ايام فتحت له ثمانية ابواب الجنة ومن صام منه عشرة ايام لم (يسال الله) شيئاً الا اعطاه اياه ومن صام منه خمسة عشر ايام نادیٰ مناد من السمآء قد غفر الله لك مامضى فاستأنف العمل ومن زاد زاده الله وفي رجب حمل الله نوحًا في السفينة فصام رجب وامر من معه ان يصوموا فجرت بهم السفينة ستة شهر اخر ذلك يوم عاشورآء اهبط على الجودى فصام نوح ومعه قومه والوحش شكر الله عزوجل الخ (شعب الایمان ۳/۳۶۸)

رجب عظمت والا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں (کے ثواب) کو بڑھا دیتا ہے جو رجب کے ایک دن کا روزہ رکھے گا۔ اسے سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا، جو اس میں سات روزے رکھے گا اس کیلئے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جو اس میں آٹھ روزے رکھے گا اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو اس میں دس دنوں کے روزے رکھے گا وہ خدا سے جو کچھ مانگے گا وہ اسے عطا فرمائے گا اور جو اس میں پندرہ دنوں کے روزے رکھے گا تو آسمانوں سے پکارنے والا پکارے گا، اللہ نے تیرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں

marfat.com

اب نئے سرے سے عمل کر (اور انہیں بخشوالے) اور اس میں زیادہ روزے رکھے گا، اللہ اس کو زیادہ عطا فرمائے گا، رجب میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کیا تو انہوں نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی روزے کا حکم کیا، تو کشتی انہیں لے کر چھ ماہ تک چلتی رہی آخری دن دس محرم (عاشورآء) کا تھا، جس دن وہ جودی (پہاڑ) پر اترے تو حضرت نوح علیہ السلام نے، ان کی قوم نے اور جانوروں نے بطور شکرانہ روزہ رکھا۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

صوم اول یوم من رجب کفارة ثلاث سنین والثانی کفارة سنتین والثالث کفارة سنة ثم کل یوم شهر۔

(اخرجه ابو محمد الخلال فی فضائل رجب عن انس مرفوعا کنزالعمال)

رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ تین سال کے گناہوں کو مٹاتا ہے اور دوسری تاریخ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تیسری تاریخ کا روزہ ایک سال کے گناہوں کو بخشواتا ہے پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔

۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

من صام اول یوم من رجب عدل ذلك بصیام سنة ومن صام سبعة ایاما اغلق عنه سبعة ابواب النار ومن صام من رجب عشرة ایام نادیٰ مناد من السمآء ان سل تعطه (ابو نعیم ص ابن عساکر)

جس نے رجب کے پہلے دن کا روزہ رکھا تو اسے ایک سال کے روزوں کے برابر سمجھا جائے گا اور جس نے سات روزے رکھے تو اس کیلئے آگ کے ساتوں

marfat.com

ازے بند کیے جائیں گے اور جس نے رجب کے دس دنوں کے روزے رکھے تو
ان سے آواز آتی ہے مانگ تجھے دیا جائے گا۔

حضرت سعید بن ابوراشد سے مرفوعا بیان ہے:

من صام یومًا من رجب کان کصیام سنة ومن صام سبعة ایام
قت عنه سبعة ابواب جهنم ومن صام ثمانیة ایام فتحت له ثمانیة
اب الجنة ومن صام عشرة ایام لم یسال الله شیئًا الا اعطاه ومن
ام خمسة عشر یوما نادی منا دمن السمآء قد غفرت لك ماسلف
ستانف العمل قد بدلت سیائك حسنات وفی رجب حمل نوح علیه
سلام فی السفینة فصام نوح وامر من معه ان یصوموا وجرت بهم
سفینة ستة اشهر اخر ذلك لعشر خلون من المحرم (طبرانی ص)

جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا وہ سال کے روزے کے برابر ہوگا،
س نے سات روزے رکھے اس کیلئے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں
گے جس نے آٹھ روزے رکھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے
جائیں گے اور جو دس دن کے روزے رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا وہ اسے
عطا فرمائے گا اور جو پندرہ دن کے روزے رکھے گا تو آسمان سے ندا دینے والا ندا دے
گا کہ تیرے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے لہٰذا نئے عمل کر اور تیری غلطیوں کو نیکیوں میں بدل
دیا گیا ہے، رجب میں نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو انہوں نے خود روزہ رکھا اور
ساتھیوں کو روزے کا حکم کیا، وہ چھ ماہ تک چلتی رہی اور دس محرم کو کنارے لگی۔

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے:

marfat.com

من صام يوما من رجب عدل صيامه شهرا ومن صام منه سبعة
ايام غلقت عنه ابوب الجحيم السبعة ومن صام منه ثمانية ايام فتحت
له ابواب الجنة الثمانية ومن صام منه عشرة ايام بدلت سيأته حسنات
ومن صام ثمانية عشر يومًا نادٰى مناد ان الله قد غفر لك ما مضى
فاستانف العمل (تاريخ بغداد)

جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا وہ ایک مہینے کے روزے کے برابر ہوگا اور جس نے سات دنوں کے روزے رکھے تو اس کیلئے جہنم کے ساتوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جس نے آٹھ دنوں کے روزے رکھے تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جس نے دس دنوں کے روزے رکھے تو اس کی غلطیاں، نیکیوں میں بدل دی جائیں گی اور جس نے اٹھارہ دنوں کے روزے رکھے تو آسمان سے پکارنے والا پکارے گا، اللہ تعالیٰ نے تیرے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں، لہٰذا نئے عمل شروع کر۔

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوع روایت میں ہے رجب کی ستائیسویں رات اور ستائیسویں دن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فی رجب یوم و لیلة من صام ذلك الیوم وقام تلك اللیلة كان
كمن صام الدهر ماة سنة وقام مائة سنة وهو لثلاث بقین من رجب
وفیه بعث الله تعالیٰ محمدا صلی الله علیه وسلم

(شعب الایمان ۳/۳۷۴، مسند فردوس)

ماہِ رجب میں ایک دن اور ایک رات ایسی ہے کہ جس نے اس دن کا روزہ

marfat.com

رکھا اور اس رات کا قیام کیا گویا اس نے ایک سو سال کا روزہ رکھا اور ایک سو سال کا قیام کیا اور وہ دن رجب کا ستائیسواں دن ہے اور رات رجب کی ستائیسویں رات ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو (معراج کیلئے) روانہ فرمایا۔

o امام ابوداؤد نے "باب فی صوم رجب" کے عنوان سے رجب کے روزوں کی ترغیب دی ہے (ابوداؤد ا/۳۳۰)

o امام نووی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ (نووی بر مسلم ا/۳۶۵)

نوٹ: مذکورہ روایات میں رجب کے روزوں کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کی وجہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس قسم کی تمام روایات جن میں سارے گناہوں کی معافی کا ذکر ہو اس سے مراد انسان کے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے نہیں بخشے جاتے۔

ضروری وضاحت:

ان روایات پر محدثین کی طرف سے جرح بھی کی گئی ہے، لیکن جمہور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضعیف روایت فضائل اعمال کیلئے کافی ہوتی ہے اور بالخصوص جب کسی عمل کی فضیلت متعدد ضعیف احادیث سے ثابت ہو جائے تو تعدد طریق کی وجہ سے وہ روایت قوی اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ رجب کے روزوں کے متعلق بھی متعدد روایات ہیں، جن کی بناء پر ماہِ رجب کے روزوں کی فضیلت ثابت اور معتبر ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کا ان کے خلاف آستین چڑھانا باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com

شعبان کے روزے ماہِ شعبان المعظم بھی بڑی برکت وفضیلت کا حامل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بڑے اہتمام سے روزے رکھا کرتے تھے اور آپ نے امت کو بھی اسکی ترغیب دی ہے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں!۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من شھر اکثر من شعبان فانہ کان یصوم شعبان کلہ (بخاری ۱/۲۶۴ واللفظ لہ، مسلم ۱/۳۶۵، موطا امام مالک ۱/۲۵۳، ترمذی ۱/۹۲، نسائی اول ۳۲۱، ابوداؤد ۱/۳۳۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے شعبان میں آپ (چند دنوں کے علاوہ) پورے ماہ کے روزے رکھتے۔

۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قلت یا رسول اللہ لم اراك تصوم شھرا من الشھور ما تصوم من شعبان قال ذلك شھر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شھر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم (نسائی، اول رقم ۳۲۲)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شعبان کے علاوہ میں نے آپ کو اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس سے عام لوگ غافل ہیں، یہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے، اس میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزے کی حالت میں پیش کیے جائیں گے۔

o شعبان المعظم کے دیگر روزوں کے علاوہ پندرہ شعبان (شب براۃ) کا

marfat.com

روزہ بھی مسنون ومستحب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا نھارھا (ابن ماجہ ص ۱۰۰، مشکوۃ ۱۱۵، شعب الایمان ۲/ ۳۷۸، کنز العمال ۱۲/ ۳۱۴، الترغیب والترھیب ۲/ ۲۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس میں قیام کرو اور صبح کو روزہ رکھو۔

پندرہ شعبان کی فضیلت درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے حضرت ابوبکر، حضرت عائشہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت عوف بن مالک، حضرت عثمان بن ابوالعاص، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابوثعلبہ، حضرت ابوامامہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت انس بن مالک، حضرت امام حسن، حضرت کعب، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھم اجمعین

تفصیل کیلئے دیکھیئے:

۱۔ تحقیقی محاسبہ اور محققانہ فیصلہ ......از غلام مرتضی ساقی مجدی غفرلہ

۲۔ فضیلت شب برأت ......از مولانا محمد کاشف اقبال مدنی

۳۔ فضائل شب برأت ولیلۃ القدر ......از امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

ترجمہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی

ان کتب میں مخالفین کے اعتراضات کا بھی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

ہفتہ اور اتوار کا روزہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

marfat.com

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر مایصوم من الایام ویقول انهما یوما عید للمشرکین فانا احب ان اخالفهم (مسند احمد ص مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دنوں سے زیادہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ یہ (ہفتہ اور اتوار) دونوں مشرکین کی عید کے دن ہیں، وہ ان میں کھاتے پیتے ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا پسند کرتا ہوں۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم من الشهر السبت والاحد الخ (ترمذی ۱/۹۳، مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے میں ہفتے اور اتوار اور سوموار کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سوموار اور جمعرات کا روزہ:

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم الاثنین والخمیس (ترمذی ۱/۹۳، نسائی ۱/ ۳۲۸، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ واللفظ لہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تعرض الاعمال یوم الا ثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم (ترمذی ۱/۹۳، مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش

marfat.com

کیے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں میرے اعمال اس حالت میں پیش کیے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔

۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يا مرنى ان اصوم ثلثة ايام من كل شهر اولها الاثنين والخميس (ابوداؤد ۱/ ۳۳۱، نسائی ۱/ ۳۲۸، مشکوٰۃ ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہر ماہ تین روزے رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے جن میں پہلا روزہ سوموار کا اور (یا) جمعرات کا ہو۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصوم الاثنين والخميس فقيل يا رسول الله انك تصوم يوم الاثنين والخميس فقال ان يوم الاثنين والخميس يغفر الله فيهما لكل مسلم الا ذاهجرين يقول دعهما حتى يصطلحا (مسند احمد ص، ابن ماجہ ۱۲۴، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ و اللفظ لہ)

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے آپ سے عرض کیا گیا (یا رسول اللہ!) آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان (کے صغیرہ گناہوں) کو بخش دیتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو (دنیوی امور کی وجہ سے) ایک دوسرے سے ناراض ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو جبتک یہ آپس میں صلح نہ کرلیں۔

۵۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوم الاثنين فقال فيه

marfat.com

ولدت وفیہ انزل علی (مسلم ۱/ ۳۶۸، مشکوٰۃ ۱۷۹، واللفظ لہٗ، ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا (کہ آپ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟) تو آپ نے فرمایا اس دن میرا میلاد ہوا تھا اور اسی میں مجھ پر وحی اتاری گئی (میں ان دونوں نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھتا ہوں)

فائدہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار کا روزہ رکھ کر اپنا میلاد خود بھی منایا ہے عام طور پر وھابی، دیوبندی مولوی جو چیلنج کرتے پھرتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد منایا ہے تو ثابت کرواں کا یہ چیلنج جہالت وبغض وعداوت یا قلت تدبر وعدم مطالعہ پر مبنی ہے جلسہ اور محفل کے انداز میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ذکر میلاد ثابت ہے۔ جس کی تفصیل ہماری کتاب ''جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' یا ''آؤ میلاد منائیں'' میں ملاحظہ فرمائیں!

o...... جاھل لوگ عوام الناس کو ورغلانے کیلئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں میلاد النبی صلی اللہ علی وسلم کے دن کی کوئی فضیلت بیان نہیں ہوئی، اگر یہ دن اتنا ہی عظمت والا ہوتا تو اسکے متعلق کوئی روایت تو موجود ہوتی اگر ان میں انصاف ودیانت کی کوئی رمق موجود ہو تو وہ دیکھ لیں کہ ان احادیث مبارکہ میں کھلے لفظوں میں ''یوم میلاد'' یعنی سوموار کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے، عقیدت ومحبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اگر مزید تلاش کیا جائے تو متعدد روایات اور بھی مل سکتی ہیں۔ لیکن

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کو رکو کیا آئے نظر کیا دیکھے

marfat.com

چند دلائل ہم نے آؤ میلاد منائیں میں بھی نقل کر دیے ہیں۔

صوم داؤدی کی فضیلت: احادیثِ مبارکہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے، امت مسلمہ کو اس کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عبد الله...... صم افضل الصوم صوم داؤد صیام یوم وافطار یوم

(بخاری ۱/۲۶۵، مسلم ۱/۳۶۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! افضل روزہ رکھو جو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، ایک دن روزہ رکھنا اور دن افطار کرنا۔

۲۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم قال...... کیف من یصوم یوماً ویفطر یومًا قال ذلك صوم داؤد (مسلم ۱/۳۶۷، مشکوٰۃ ۱۷۹)

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے آپ نے فرمایا (بہت اچھا ہے) کیونکہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔

فائدہ ان دونوں احادیث مبارکہ میں صوم داؤد، (داؤد علیہ السلام کا روزہ) کہہ کر روزے پر حضرت داؤد علیہ السلام کا نام بولا گیا ہے۔ حالانکہ روزہ ان

marfat.com

کیلئے نہیں خدا کیلئے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ روزہ ان کا معمول تھا اس لیے اس نسبت کی وجہ
سے اس پر حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے دیا گیا ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کا معمول ہے کہ کسی خصوصی نسبت کی وجہ سے کسی چیز پر کسی بزرگ کا نام لیا جاتا ہے، تو اہل بدعت (دیوبندی، وھابی حضرات) کی طرف سے فوراً فتویٰ آجاتا ہے کہ چونکہ اس پر غیر اللہ کا نام آگیا ہے لہٰذا یہ چیز حرام ہے۔ معاذ اللہ۔

حالانکہ یہ سراسر جہالت اور نادانی ہے کیونکہ محض کسی چیز پر غیر اللہ (مخلوق کا) نام آنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ورنہ دنیا کی کوئی چیز بھی حلال نہ رہے گی، دینی اشیاء پر بھی (مخلوق کا) نام آتا ہے مثلاً مساجد و مدارس، کتب احادیث اور دیگر مقتدر امور پر مخلوق کا نام آتا ہے لہٰذا مخالفین ہمت کر کے ان کی حرمت کا فتویٰ بھی صادر کرنے کی جسارت کریں ورنہ اپنے باطل فتووں سے گریز کریں۔ وما علینا الا البلاغ

marfat.com

ممنوع روزوں کا بیان

ہر چند کہ روزہ خدا کا محبوب و پسندیدہ عمل ہے، لیکن کچھ ایسے ایام بھی ہیں جن میں روزہ رکھنا شرعاً منع ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال بھر روزہ رکھنا

۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فقال عمر یا رسول الله کیف من یصوم الدهر کله قال لا صام ولا افطر الخ (مسلم ۱/۳۶۷، مشکوٰۃ ص۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ آدمی کیسا ہے جو پورا سال روزہ رکھے آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا اور اس نے افطار کیا۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لا صام من صام الدهر** (بخاری ۱/۲۶۵، مسلم ۱/۳۶۶، مشکوٰۃ ص۱۷۹)

اسکا کوئی روزہ نہیں جسنے ہمیشہ روزہ رکھا۔

عیدین کا روزہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر (بخاری ۱/۲۶۷، مسلم ۱/۳۶۰، مشکوٰۃ ص۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

marfat.com

٥ انہی سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاصوم فی یومین الفطر والاضحی (بخاری ۱/۲۶۸، مسلم ۱/۳۶۰، مشکوٰۃ ۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں روزہ نہیں ہے۔

ایام تشریق کے روزے: 9 ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کے پانچ دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں، 9 ذوالحجہ کے روزے کی فضیلت پر مستقل حدیث صحیح موجود ہے جبکہ باقی ایام تشریق کے روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ حضرت نبیشہ ھذلی سے مروی ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایام التشریق ایام اکل وشرب وذکر الله (مسلم ۱/۳۶۰، مشکوٰۃ ۱۷۹، ترمذی ۱/۹۶، ابوداؤد ۱/۳۲۸، ۳۲۹، نسائی ۲/۴۳)

ایام تشریق کھانے، پینے اور ذکر خداوندی کے دن ہیں۔ (ان میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے)

میدان عرفہ میں یوم عرفہ کا روزہ

حاجیوں کیلئے میدان عرفات میں یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ رکھنا منع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن صوم یوم عرفة بعرفة (ابوداؤد ا/۳۳۱ مشکوٰۃ ۱۷۹ واللفظ لہ، نسائی ۲/۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفہ میں عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

marfat.com

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذاا نتصف شعبان فلا تصوموا (ابوداؤدا/۳۱۹،ترمذی ۹۲،ابن ماجہ ص،مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نصف شعبان ہوجائے تو پھر روزہ نہ رکھو۔

یادرہے بعض جاہلین زمانہ اس حدیث کو پندرہ شعبان کے روزہ کی نفی میں پیش کرتے ہیں جو کہ باطل ہے کیونکہ حدیث پاک میں پندرہ کے بعد کی نفی ہے......اور پندرہ شعبان کے روزے پر متعدد احادیث اوپر گذر چکی ہیں۔

استقبال رمضان کا روزہ

رمضان المبارک کے استقبال اور پیشوائی کے طور پر روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یتقد من احدکم رمضان بصوم یوم اویو مین الاان یکون رجل کان یصوم صومًا فلیصم ذلك الیوم (بخاری ا/۲۵۶،مسلم ا/۳۴۸،مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص صرف رمضان المبارک کا استقبال کرتے ہوئے ایک دن قبل یا دو دن قبل روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اگر کوئی آدمی ہمیشہ ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔

یعنی اگر کسی آدمی کا معمول تھا کہ وہ ہر سوموار کا روزہ رکھتا ہے اور اتفاق سے شعبان کے آخری دنوں میں سوموار کا دن آرہا ہے تو وہ اپنے معمول کے مطابق سوموار کا روزہ رکھ سکتا ہے،صرف رمضان کے استقبال کے طور پر ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے۔

marfat.com

یوم شک کا روزہ

شعبان کی تیسویں (30) رات کو خیال ہوتا ہے کہ شاید آج رمضان کا چاند نکل آئے، اگر کوئی حتمی صورت سامنے نہ آ سکے تو اگلے روز کو "یوم شک" کہتے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

من صام اليوم الذی تشك فيه فقد عصی ابا القاسم صلی الله عليه وسلم (ابوداؤد ۱/۳۱۹، ترمذی ۱/۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ لہٰذا یوم شک کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

صرف جمعۃ المبارک کا روزہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يصوم احد کم يوم الجمعة الا ان يصوم قبله او يصوم بعدهٗ (بخاری ۱/۲۶۶، مسلم ص ۱/۳۶۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ واللفظ لہٗ، ابوداؤد ۱/۳۲۹)

تم میں سے کوئی بھی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن قبل یا ایک دن بعد (بھی) روزہ رکھے۔

o انہی سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يکون فی صوم يصومهٗ احد کم (مسلم ۱/۳۶۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا، دنوں میں جمعہ کے دن کو روزے کیلئے خاص نہ کرلو مگر یہ کہ کوئی مسلسل اس تاریخ کا روزہ رکھتا ہو تو جمعہ کے دن کا روزہ رکھ لے۔

صرف ہفتہ کا روزہ: حضرت عبداللہ بن بسر اپنی ہمشیرہ حضرت صماء سے روایت کرتے ہیں: **ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تصوموا يوم السبت الا فيما افترض عليكم فان لم يجد احدكم الا لحاء عنبة اوعود شجرة فليمضغه ......**

(مسند احمد ص، ابوداؤد ۱/۳۲۹، ترمذی ۱/۹۳، ابن ماجہ ۲۵/مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرض روزہ کے علاوہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو اگر تم میں کوئی آدمی انگور کی بیل یا درخت کی ٹہنی کے علاوہ کچھ نہ پائے تو اسے ہی چبالے۔

علامہ ملا علی قاری کی وضاحت

امام ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مذکورہ احادیث (جن میں جمعہ اور ہفتہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قالوا النهى عن الافراد كما فى الجمعة والمقصود مخالفة اليهود فيهما والنهى فيهما للتنزيه عند المجهور وما افترض يتناول المكتوب والنذر وقضاء الفائت وصوم الكفارة وفى معناه ما وافق سنة مؤكدة كعرفة ويوم عاشورآء اووافق وردا او عشر ذى الحجة والمنهى عنه شدة الاهتمام والعناية به حتى كانه يراه واجبا كما تفعلهٗ

marfat.com

الیھود قلت فعلیٰ ھذا یکون النھی للتحریم واما علی غیر ھذا الوجہ فھو للتنزیہ (مرقات، حاشیہ مشکوٰۃ ۱۸۰)

یعنی محدثین نے بیان کیا ہے کہ صرف ہفتہ اور جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنے کا مقصد یہودیوں کی مخالفت ہے اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ ممانعت تنزیہی (خلاف اولیٰ کے درجے میں) ہے۔ اور ان دنوں میں جو فرض روزہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اس سے مراد فرض، نذر، قضا شدہ، کفارہ کا روزہ اور دیگر وہ روزے آتے ہیں جو کہ سنت مؤکدہ ہیں مثلاً عرفہ (9 ذوالحجہ) اور دس محرم کا روزہ یا جو معمول میں ہو یا عشرہ ذوالحجہ کے روزے اور ورد کا روزہ، اس لیئے کہا گیا ہے کہ آدمی ان کا شدت سے اہتمام وانتظام نہ کرے کہ انہیں واجب کا درجہ دے دے، جیسے یہود کا طریقہ تھا میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں ممانعت تحریمی ہوگی اور باقی وجوہات میں تنزیہی ہوگی۔

یعنی اگر کوئی ہفتہ اور جمعہ کو روزہ رکھنا لازمی خیال کرے تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ خلاف اولیٰ ہے۔

مرد کا نفلی روزہ

عورت کے حقوق اور ازدواجی تقاضوں کو غصب کرتے ہوئے مرد کو نفلی روزہ رکھنا منع ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ الم اخبر انک تصوم النھار وتقوم اللیل فقلت بلیٰ یارسول اللہ قال فلا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدک علیک حقا وان لعینیک علیک حقاً

marfat.com

وان لزوجك عليك حقا وان لزورك عليك حقًا الخ

(بخاری ۱/۲۶۵، مسلم ۱/۳۶۶، مشکوۃ ص ۱۷۹)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا، مجھے بتایا گیا ہے کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن بھر روزے سے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، قیام بھی کرو اور آرام بھی کرو، کیونکہ تمہارے جسم، تمہاری آنکھوں، تمہاری بیوی اور تمہارے دوستوں کا تم پر حق ہے۔

عورت کا نفلی روزہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:......

لا تصوم المرأة وبعلها شاهد الا باذنه (بخاری ۲/۷۸۲)

عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

marfat.com

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف کا معنی و مفہوم

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اعتکاف کا لغوی معنی ہے تعظیم کی نیت سے کسی چیز کے پاس ٹھہرنا اور شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں، قرآن مجید ہے سواء ن العاکف فیہ والباد (الحج) برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا، نیز فرمایا فَاَتَوْا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم (الاعراف ۱۳۸) بنی اسرائیل ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کے گرد تعظیم سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں آیتوں میں اعتکاف کا لغوی معنی مستعمل ہے اور قرآن مجید میں ہے ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد (البقرۃ ۱۸۷) اور اپنی بیویوں سے مباشرت (جنسی تقرب اور ازدواجی تلذذ حاصل) نہ کرو، جب تم اعتکاف میں ہو اس آیت میں اعتکاف کا شرعی معنی مراد ہے (المفردات ۳۴۳)

o امام نووی لکھتے ہیں:

الاعتکاف ھو فی اللغۃ الحبس والمکث واللزوم وفی الشرع المکث فی المسجد من شخص مخصوص بصفۃ مخصوصۃ (نووی بر مسلم ۱/۳۷۱)

لغت میں اعتکاف کا معنی بند ہونا، ٹھہرنا اور لازم ہونا ہے اور شریعت میں کسی مخصوص شخص کا مخصوص طریقہ کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے۔

marfat.com

o علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

الاعتکاف فی اللغة الحبس والمکث واللزوم والاقبال علی شیٔ وفی الشرع عبارة عن المکث فی المسجد ولزومه علی وجه مخصوص (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

لغت میں اعتکاف بند ہونے، ٹھہرنے، لازم ہونے اور کسی چیز پر متوجہ ہونے کو کہتے ہیں، جبکہ شریعت میں اعتکاف مسجد میں ٹھہرنے اور اسے مخصوص طریقہ پر لازم کر لینے سے عبارت ہے۔

o امام ابوبکر حصاص لکھتے ہیں:

اعتکاف کا لغوی معنٰی ہے ٹھہرنا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے مسجد میں رہنا، روزہ سے رہنا، جماع کو بالکل ترک کرنا اور اللہ عزوجل سے توبہ کی نیت کرنا اور جب تک یہ معانی نہ پائے جائیں شرعاً اعتکاف متحقق نہیں ہوگا، لیکن مسجد میں رہنے کی شرط صرف مردوں کے اعتبار سے ہے عورتوں کیلئے یہ شرط نہیں ہے، ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے۔ (احکام القرآن ۱/۲۴۲)

اعتکاف کی حکمت

اعتکاف میں بندہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا مجاور بن کر اس کا قرب حاصل کرتا ہے، دنیا کی مصروفیات اور آسائشوں سے کنارہ کش ہوتا ہے اور دنیاوی لذتوں کو چھوڑ کر عبادت کی مشقتوں کو اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کیلئے اس کے گھر میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ جاتا ہے۔

marfat.com

حضرت عطا خراسانی کہتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جو کسی سخی داتا سے بھیک لینے کیلئے اس کے دروازے پر دھرنا دیکر بیٹھ جائے کہ جب تک داتا مجھے بھیک نہیں دے گا میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا، اسی طرح جو شخص مسجد میں اعتکاف کرتا ہے گویا کہ وہ شخص اللہ کے گھر کی چوکھٹ تھام کر بیٹھ گیا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک تو مجھے بخش نہیں دے گا میں تیرے دروازے سے نہیں اٹھوں گا۔

جن جگہوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہے اعتکاف میں بندہ ان نسبتوں کی تعظیم کرتا ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ تک رسائی نہیں ہو سکتی تو جن جگہوں کی اللہ تعالیٰ کیطرف نسبت ہے بندہ ان جگہوں پر آسن جما کر بیٹھ جاتا ہے اور دن رات اس کے نام کی مالا جپتا رہتا ہے۔ اعتکاف کے ذریعہ بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت، ذوق وشوق اور اس کی عبادت کا اظہار ہوتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۳/ ۲۲۰ از مولانا سعیدی)

ایسے ہی اعتکاف کی یہ بھی بنیادی حکمت ہے کہ بندہ اپنی تمام تر دنیوی مشغولیات ترک کر کے خدا کی عبادت سے اپنی لو لگاتا ہے، تو دن رات کی محنتوں، مشقتوں، عبادتوں، ریاضتوں اور مجاہدوں سے انسان کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ باطن، سکون قلب اور روحانی سرور کی دولت بآسانی میسر آجاتی ہے۔

دس دن کا مجاہدہ اور مراقبہ انسان پر اپنے گہرے نقوش مرتب کرتا ہے جن کی بدولت انسان کا قلبی میلان اور ذہنی رجحان عبادت و ریاضت کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ یوں انسان حضور مع اللہ علی الدوام کے مرتبہ کی طرف پیش قدمی کرتا ہے۔

marfat.com

اعتکاف کی اقسام

علماء نے اعتکاف کی تین قسمیں بیان کی ہیں نفلی، مسنون، واجب۔

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی مسجد میں داخل ہو تو وہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہرنا چاہے اتنی دیر کیلئے اعتکاف کا ارادہ کرلے۔ اس اعتکاف کے لیے کسی وقت کی تعیین نہیں اور نہ ہی روزہ رکھنا شرط ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب تک مسجد میں رہے اس کو اعتکاف کا اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

نفلی اعتکاف کرنے والا جب چاہے مسجد سے باہر جا سکتا ہے، اس پر کوئی پابندی نہیں، نماز جنازہ کیلئے جا سکتا ہے، مریض کی عیادت کیلئے نکل سکتا ہے، بلا ضرورتِ شرعی، غسل کر سکتا ہے۔ جونہی وہ مسجد سے نکلے گا اسکا اعتکاف پورا ہو جائے گا، اب اگر دوبارہ مسجد میں آئے تو دوبارہ اعتکاف کا ارادہ کرلے، ایسے ہی وہ جب چاہے جتنی دیر چاہے اعتکاف کی نیت کر کے اسکا اجر و ثواب کما سکتا ہے اور یہ اعتکاف ایک منٹ سے لے کر ایک مہینہ تک کا بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال کے بیس دنوں کا نفلی اعتکاف فرمایا تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اعتکف عشرین من شوال (ابوداؤد ۱/۳۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

نوٹ: یاد رہے کہ اگر پورے دن کے اعتکاف کا ارادہ ہو تو پھر روزہ بھی رکھے۔

احادیث مبارکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

- لااعتکاف الا بصوم (ابوداؤد ۱/۳۳۵)
دارقطنی بیہقی روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔

- حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے
المعتکف یصوم (بیہقی)
اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے۔

- اور حضرت ابن عمر کا مقولہ، لا اعتکاف الابصوم (موطا امام مالک)
اعتکاف روزے کے بغیر نہیں، اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔

ایک دن اعتکاف کرنے کی فضیلت درج ذیل حدیث سے واضح ہوتی ہے
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اعتکف یوما ابتغآء وجه الله تعالیٰ جعل الله بینهٗ وبین النار ثلاث خنادق ابعد مابین الخافقین (المجعم الا وسط، شعب الایمان، مجمع الزوائد ۸/۱۹۲، الترغیب والترھیب ۲/۱۵۰، المستدرک ۴/۲۷۰)

جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا۔ جو زمین و آسمان سے زیادہ چوڑی ہوں گی۔

اگر ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس دن یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی فضیلت کیا ہوگی۔

marfat.com

مسنون اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کا (راتوں سمیت) اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر علاقے بھر سے چند افراد یہ اعتکاف کرلیں تو سب کی جانب سے ادا ہوگیا، ورنہ تمام اہل علاقہ گنہگار ہوں گے۔

اسکا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو، غروب آفتاب کے قبل سے عید الفطر کے چاند طلوع ہو جانے تک ہے۔ اگر کوئی اعتکاف کرنے والا بیس رمضان المبارک کو سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں نہ پہنچ سکے تو اسکا اعتکاف نہ ہوگا۔ اب اگر وہ نفلی اعتکاف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے کیونکہ وہ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ فرمایا ہے۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ (بخاری ۱/۲۷۱، مسلم ۱/۳۷۲، مشکوۃ ۱۸۳، ابوداؤد ۱/۳۳۴)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے (آخری دس دنوں) کا اعتکاف فرماتے تھے حتی کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان

(ابوداؤد ۱/۳۳۴، ابن ماجہ ۱۲۸)

marfat.com

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے۔

۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان (ابوداؤد ۳۳۴، ابن ماجہ ۱۲۷)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف کل رمضان عشرۃ ایام

(ابوداود ۱/۳۳۴، ابن ماجہ ۱۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رمضان کے (آخری) دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان (ترمذی ۱/۹۹، مشکوۃ ۱۸۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے یہ انکشاف ہوا ہے کہ آخری

marfat.com

عشرے میں اعتکاف کروں، اس لیے جتنے لوگ میرے ساتھ اعتکاف میں ہیں وہ اعتکاف ہی میں رہیں۔ (بخاری ۱/۲۷۰، سنن کبریٰ ۴/۳۱۹)

معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے رہے ہیں۔

اس اعتکاف کے مسائل کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

واجب اعتکاف

اگر کوئی آدمی یہ نذر مان لے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا، یا فلان فلاں دن کا اعتکاف کروں گا، جب اسکا کام پورا ہوگا تو اس پر ان مخصوص دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولیوفوا نذورھم (الحج ۲۹)

اور چاہیے کہ وہ اپنی نذروں کو پورا کریں۔

فضائل اعتکاف

سطور ذیل میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کے فضائل و برکات پیش خدمت ہیں۔

اس اعتکاف کی سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشہ عمل فرمایا اور عمر بھر اسے بغیر عذر ترک نہیں فرمایا۔ لہٰذا اس اعتکاف کا سنت ہونا ہی اس کی فضیلت کیلئے کافی ہے۔ جبکہ احادیث مبارکہ میں اس کے متعلق

marfat.com

مزید فضایل بھی وارد ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علی بن حسین اپنے والد حضرت امام حسین (رضی اللہ عنھما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اعتکف عشرا فی رمضان کان کحجتین و عمرتین (المعجم الکبیر ۳/ ۱۳۸، برقم ۲۸۸۸، شعب الایمان ۷/ ۵۲۵، رقم الحدیث ۶۸۰، مجمع الزوائد ۳/ ۱۲۳)

جس نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اسے دو حج اور دو عمروں کا اجر ملے گا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المعتکف وھو یعتکف الذنوب ویجزیٰ لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا۔
(ابن ماجہ ۱۲۸، مشکوۃ ۱۸۳، شعب الایمان ۷/ ۵۲۳)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اسے تمام نیکیوں کا اجر و ثواب اسی طرح دیا جاتا ہے، جیسے نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے۔

یعنی اگر کسی شخص کی عادت تھی کہ وہ غریبوں کو نوازتا تھا، یتیموں کے سروں پر دستِ شفقت رکھتا تھا، سوالیوں کو دیتا تھا، بے آسراؤں کا آسرا اور بے نواؤں کا ہمنوا بنتا تھا، مسلمانوں کے جنازوں میں شمولیت کرتا تھا، مریضوں کی بیمار پرسی کرتا تھا اور علاوہ ازیں جتنے بھی وہ خیر و برکت اور فلاح و بھلائی کے کام سرانجام دیتا تھا، جسے اعتکاف کرنے کی بناء پر انجام نہیں دے سکتا، تو اسے مژدہ ہو، ایسے شخص کو اللہ تعالی

marfat.com

اعتکاف کی حالت میں ان امور خیر کا ثواب بالکل ایسے ہی عطا فرماتا ہے جیسے وہ ان امور کو سرانجام دے رہا ہو اور اس کے اجر و ثواب میں ذرہ بھر کمی نہیں ہوتی۔

۳۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المسجد بيت كل تقى، وتكفل الله لمن كان المسجد بيته بالروح والرحمة والجواز على الصراط على رضوان الله الى الجنة۔

(المعجم الاوسط، مسند بزار، مجمع الزوائد ۲/۱۳۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں: مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور جس نے مسجد کو اپنا ٹھکانہ بنالیا (اس میں اعتکاف کیا) تو اللہ تعالیٰ اسے سکون قلب، رحمت اور پل صراط سے گذر کر جنت میں داخل ہونے کی خوشنودی عطا فرماتا ہے۔

اجتماعی اعتکاف:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اجتماعی اعتکاف بھی ثابت ہے۔

ا۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ میرے دوست تھے، میں نے ان سے سوال کیا، تو انھوں نے بتایا کہ

اعتكفنا مع النبى صلى الله عليه وسلم العشر الاوسط من رمضان فخرج صبيحة عشرين فخطبنا وقال انى اريت ليلة القدرثم انسيتها اوفالتمسوها فى العشر الاواخر فى الوتر فانى رايت انى اسجد فى مآء وطين فمن كان اعتكف مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلير

marfat.com

جع فرجعنا۔ (بخاری۱/۲۷۰، مسلم۱/۳۷۰ مشکوۃ ۱۸۳ سنن کبریٰ ۴/۳۱۹)

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رمضان المبارک کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا، آپ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کی صبح کو باہر تشریف لائے اور ہمیں مخاطب فرمایا کہ مجھے شب قدر دکھلائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی یا میں بھول گیا، تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں لہٰذا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اعتکاف کیا تھا وہ واپس لوٹ آئے تو ہم واپس آ گئے۔

۲۔ دوسری روایت میں ہے، کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے درمیانی دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے جب بیسویں رات گذر جاتی تو آپ اکیسویں رات کو اپنے گھر واپس تشریف لے آتے اور جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی گھروں کو لوٹ جاتے، ایک سال رمضان کی رات کو آپ اعتکاف کی جگہ وہاں تشریف فرما رہے، جہاں واپس تشریف لاتے تھے، آپ نے لوگوں کو خطاب فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ حکم فرمایا اور فرمایا کہ میں اس درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتا تھا۔

ثم بدالی اجاور هذه العشر الاواخر فمن كان اعتكف معی فليثبت فی معتكفه (بخاری۱/۲۷۰، مسلم۱/۳۷۰، مشکوۃ ۱۹۳، سنن کبریٰ ۴/۳۱۹)

پھر میرے لیے ظاہر ہوا کہ میں اس آخری عشرے میں اعتکاف کروں، پس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ اپنے اعتکاف کی جگہ پر ٹھہرا رہے۔

marfat.com

اجتماعی اعتکاف کے فوائد

اجتماعی اعتکاف کے کثیر فوائد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اجتماعی اعتکاف میں اجتماعی عبادت و ریاضت، ذکر و فکر کا موقع ملتا ہے اور اجتماعی عبادت شرعاً مطلوب و محمود ہے۔

۲۔ باہمی مل کر دعاو پکار ہوتی ہے جو کہ مقبول و منظور ہے۔

۳۔ ایک دوسرے کو سیکھنے سکھانے کا موقع ملتا ہے، جس کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم ہے۔

۴۔ جو لوگ ناواقف اور ناآشنا ہوتے ہیں دوسروں کی دیکھا دیکھی انہیں بھی واقفیت و آشنائی اور آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۔ دور حاضر میں عام طور پر قلوب واذہان عبادت سے دور یا کم از کم معمولی توجہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اجتماعی اعتکاف کی برکت سے جب دوسرے لوگ عبادت وریاضت میں مشغول ہوتے ہیں تو جو لوگ سستی اور کاہلی کا شکار ہوں وہ بھی چاروناچار عبادت کی طرف راغب ہو ہی جاتے ہیں۔

مقصد اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کے دیگر مقاصد میں ایک عظیم اور مرکزی مقصد لیلۃ القدر کی تلاش ہے۔ درج ذیل احادیث مبارکہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم العشر الاوسط من رمضان يلتمس ليلة القدر الحديث۔ (مسلم ۱/۳۷۰، مشکوٰۃ ۱۸۲)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا آپ لیلۃ القدر کو تلاش کرتے تھے۔

یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب آپ کیلئے ابھی اسے ظاہر نہ کیا گیا، جب وہ دن گذرے تو آپ نے خیموں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا، پس انہیں اکھیڑ دیا گیا، پھر جب آپ کیلئے واضح کر دیا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے، تو آپ نے خیمے لگانے کا حکم دیا، تو دوبارہ خیمے لگائے گئے، پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے، تو فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے لیےلیلۃ القدر کو ظاہر کر دیا گیا تھا اور میں اس لیے باہر آیا کہ تمہیں اس کی خبر دوں تو دو آدمی آئے جو ایک دوسرے سے حق طلبی کر رہے تھے اور ان دونوں کے ساتھ شیطان تھا (یعنی وہ نہایت ناپسندیدہ انداز میں جھگڑ رہے تھے) تو (ان کی سزا کے طور پر) میں اسے بھول گیا ہوں، لہٰذا تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو، اور اسے ۲۰ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۵ ویں رات میں ڈھونڈو۔ (ایضاً)

۲۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتكف العشر الاول من رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط فى قبة تركية على سدّتها حصير قال فاخذ الحصير بيده فنحّاها فى ناحية القبة ثم اطلع رأسه فتكلم الناس فدنوا منه فقال انى اعتكف العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتكف العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لى انها فى العشر الاواخر فمن احبّ منكم ان يعتكف فليعتكف فاعتكف الناس معه قال وانى اريتها ليلة وتر الحديث۔ (مسلم ۱/۳۷۰، مشکوٰۃ ۱۸۲)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے کا اور پھر دوسرے عشرے کا چھوٹے چمڑے کے خیمے میں اعتکاف کیا، آپ نے چٹائی پکڑ کر قبہ کی ایک طرف رکھی پھر سر مبارک نکال کر لوگوں سے کلام کیا وہ آپ کے قریب ہوئے آپ نے فرمایا میں نے پہلے اور دوسرے عشرے کا اعتکاف اس رات کو پانے کیلئے کیا تھا، پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ آخری عشرے میں ہے لہذا جو اعتکاف پسند کرے وہ اعتکاف کرے اور مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے۔

دس سے زائد دنوں کا اعتکاف:

رمضان المبارک میں آخری عشرے کا اعتکاف مسنون ہے اگر کوئی شخص اس میں زائد دنوں کا اعتکاف کرنا چاہے تو اس کیلئے اس کی گنجائش موجود ہے۔

جیسا کہ گذشتہ احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف درمیانی عشرے، آخری عشرے اور پورے رمضان المبارک کا اعتکاف بھی منقول ہے یہاں یہ کہہ کر اس بات کو رد نہ کر دیا جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا عمل تھا اور بعد میں آپ نے اسے ترک فرما دیا تھا، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف کل رمضان عشرة ایام فلما کان العام الذی قبض فیه اعتکف عشرین یوما الحدیث (ابوداؤد ۱/۳۳۴، ابن ماجہ ۱۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے، جب وہ سال آیا جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا تو آپ نے اس سال بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔

marfat.com

افضل اعتکاف جواز کی حد تک تو ہر مسجد میں اعتکاف کرنا درست ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے **وانتم عاکفون فی المساجد (البقرہ)**

اور تم مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہو۔

لیکن مساجد کی فضیلت میں تفاوت سے اعتکاف کی فضیلت بھی مختلف ہوگی۔

لہٰذا سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو مسجد حرام میں کیا جائے، پھر وہ جو مسجد نبوی میں ہو پھر وہ اعتکاف جو بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں ہے، پھر وہ مساجد ہیں جو مرکزی اور جامع ہوں، جہاں باقاعدہ اذان جماعت اور خطبہ وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہو، مساجد کی یہ متفاوت فضیلت درج ذیل حدیث نبوی میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

آدمی کیلئے اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ہے، قبیلے کی مسجد میں ۲۵ نمازوں کے برابر، جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو وہاں پچاس کے برابر، مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار کے برابر، میری مسجد نبوی میں پچاس ہزار کے برابر اور مسجد حرام (بیت اللہ) میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر اجر و ثواب رکھتا ہے (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۷۲)

اعتکاف کی شرائط

اعتکاف کیلئے درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے اگر وہ شرائط نہ پائی جائیں تو اعتکاف درست نہ ہوگا۔ مثلاً

۱۔ اعتکاف کی نیت ہو۔ ۲۔ واجب اور مسنون اعتکاف میں روزہ بھی رکھے۔ ۳۔ مسلمان ہو۔ ۴۔ عاقل ہو۔ ۵۔ مرد جنابت (ناپاکی، غسل کے لازم ہونے) سے اور عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ ۶۔ بیوی سے مباشرت، اسے چھونا اور بوسہ لینا

marfat.com

ترک کرنا بھی شرط ہے۔

نوٹ: بالغ ہونا اور مرد ہونا اعتکاف کیلئے شرط نہیں، اس لیے باشعور اور سمجھ دار نابالغ بچہ بھی اعتکاف کرسکتا اور عورت بھی اعتکاف کرسکتی ہے، ایسے ہی اگر عورت حیض نفاس سے تو پاک ہے لیکن اسے استحاضہ (بیماری کا خون) آتا ہو تو وہ بھی اعتکاف کرسکتی ہے۔ کیونکہ یہ خون عبادت سے نہیں روکتا بلکہ ایسی عورت پر نماز، روزہ بھی عام عورتوں کی طرح فرض ہوتا ہے۔

مسائل اعتکاف اعتکاف ایک مسنون عمل ہے، اس کو اپناتے ہوئے سنت طریقہ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے، یہ بطور رسم اور عادت کے نہیں، بلکہ بطور سنت اور عبادت کے سرانجام دینا چاہیے۔ اعتکاف کے چند مسائل درج ذیل ہیں۔

مسجد میں خیمہ لگانا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان فکنت اضرب له خِبآءً فیصلی الصبح ثم یدخله

(بخاری ۱/۲۷۲، مسلم ۱/۳۷۱، مشکوٰۃ ص ابن ماجہ ۱۲۸، ابوداود ۱/۳۳۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے، میں آپ کیلئے خیمہ لگا دیتی، آپ (اکیس رمضان کی) صبح کی نماز ادا فرماتے اور اس میں چلے جاتے۔

یعنی بیس رمضان المبارک بعد نماز مغرب سے نماز فجر تک خیمے سے باہر مسجد کے اندر ہی عبادت میں مصروف رہتے اور اکیس رمضان کی نماز فجر پڑھ کر خیمے میں تشریف لے جاتے۔

marfat.com

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتكف العشر الاول من رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط فى قبة تركية على سدتها حصير الحديث (مسلم ۱/۳۷۲، مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر آپ نے ایک ترکی خیمے میں درمیانی عشرے کا اعتکاف فرمایا، جس کے دروازے پر چٹائی لگی ہوئی تھی۔

۳۔ دوسری روایت میں ہے:

اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم العشر الاوسط من رمضان يلتمس ليلة القدر قبل ان تبان له قال فلما انقضين امر بالبنآء فقوض ثم انبيت انها فى العشر الاواخر فامر بالبنآء فاعيد الحديث (مسلم ۱/۳۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا، جس میں آپ لیلۃ القدر کا علم دیئے جانے سے پہلے اس کو تلاش کرتے رہے۔ جب درمیانی عشرہ مکمل ہو گیا تو آپ نے خیمہ کھولنے کا حکم دیا، پھر آپ کو علم دیا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے، آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا اور دوبارہ اسمیں تشریف لائے۔

ان روایات سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیلئے خیمہ لگوایا کرتے تھے۔

اعتکاف گاہ میں چارپائی رکھنا اگر معتکف ضرورت محسوس کرے تو جائے اعتکاف میں چارپائی بھی رکھ سکتا ہے۔

marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان اذا اعتکف طرح لهٗ فراشهٗ اویوضع له سریره وراء اسطوانة التوبة (ابن ماجہ ۱۲۸ مشکوٰۃ ۱۸۳)

نبی کریم ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو آپ کیلئے بستر یا کبھی چارپائی بچھائی جاتی، ستون توبہ کے پیچھے۔

جگہ مخصوص کرنا ویسے تو مسجد میں جس مقام پر بھی جگہ مل جائے، وہاں اعتکاف کرنا درست ہے لیکن اگر بغیر کسی اختلاف اور فتنہ کے کسی جگہ کو اپنے لیے خاص کرلیا جائے تو بھی درست ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استن توبہ کے پاس اعتکاف کی جگہ مخصوص تھی اور دوسری روایت میں حضرت نافع بیان کرتے ہیں:

رنی عبد الله المکان الذی کان یعتکف فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم من المسجد (مسلم ۱/۳۷۱، ابن ماجہ ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد میں وہ مخصوص جگہ دکھائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرماتے تھے۔

خیمے میں کب داخل ہو؟ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذاارادان یعتکف صلی الفجر ثم دخل معتکفهٗ (مسلم ۱/۳۷۱۔ واللفظ لهٗ، ابوداؤد، ابن ماجہ ۱۲۸، مشکوٰۃ ۱۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر

marfat.com

اعتکاف گاہ میں داخل ہوتے۔

o دوسری روایت میں آپ نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کیلئے خیمہ لگاتی تو (مغرب سے فجر تک مسجد میں رہتے) فجر پڑھ کر اسمیں داخل ہوجاتے۔ (بخاری ۱/۲۷۲)

معتکف کونسے اعمال نہیں کرسکتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد (البقره)

جب تم اعتکاف کی حالت میں ہوتو اپنی بیویوں سے (رات کے وقت) بھی جماع نہ کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے:

السنة على المعتكف ان لا يعود مريضاً ولا يشهد جنازه ولا يمس المرأة ولايبا شرها ولا يخرج لحاجة الالما لا بدمنه

(ابوداؤد، شعب الایمان ۷/۵۲۱ برقم ۳۶۷۶، مشکوٰۃ ۱۸۳)

سنت یہ ہے کہ معتکف (مسجد سے نکل کر) مریض کی عیادت نہ کرے، جنازہ نہ پڑھے، عورت کو (شہوت کیساتھ) نہ چھوئے، نہ اس سے جماع کرے اور کسی ضروری حاجت (یعنی بول وبراز وغسل جنابت) کے علاوہ مسجد سے باہر نہ نکلے۔

o آپ فرماتی ہیں:

كان النبى صلى الله عليه وسلم يعود المريض وهو معتكف فيمر كماهو فلا يعرّج ليسال عنه (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۱۸۳)

نبی کریم جب اعتکاف فرماتے (تو اگر قضائے حاجت کے لئے نکلتے) تو مریض کی عیادت کرتے، لیکن اپنی حالت پر رہتے، راستے سے ہٹ کر اس سے نہ پوچھتے۔

marfat.com

یعنی دوران راہ اگر کوئی بیمار مل جاتا تو راستے سے ہٹے بغیر چلتے چلتے اس سے حال دریافت فرما لیتے۔

o مزید فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایدخل البیت الا لحاجۃ اذا کانوا معتکفین (ابن ماجہ ۱۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے علاوہ گھر میں نہیں داخل ہوتے تھے جب وہ اعتکاف کرتے ...... حاجت سے مراد بول و براز اور غسل جنابت یا کھانا لانا ہے

o دوسری روایت میں ہے **کان لا ید خل البیت الالحاجۃ الانسان اذا کان معتکفا** (بخاری ۱/۲۷۲، مسلم واللفظ لہ) کہ آپ اعتکاف کی حالت میں حاجت انسانی کے علاوہ گھر میں نہ آتے۔

کنگھی کرنا

معتکف حالت اعتکاف میں سر میں کنگھی بھی کرسکتا ہے۔

o ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں: **کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصغی الی راسہ وھو مجاور فی المسجد فارجلہ وانا حائض** (بخاری ۱/۲۷۱)

نبی کریم مسجد میں معتکف ہوتے آپ اپنا سر انور میری طرف جھکاتے اور میں حالت حیض میں آپ کے سر میں کنگھی کرتی۔

o دوسری روایت میں ہے: **وان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لید خل علی راسہ وھو فی المسجد فارجلہ** (بخاری ۱/۲۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میرے کمرے میں داخل کرتے اور میں آپ کو

marfat.com

کنگھی کرتی اور آپ مسجد میں ہی ہوتے۔

سر دھلانا اعتکاف کے دوران مسجد میں رہتے ہوئے اگر معتکف اپنا سر دھونا چاہے تو جائز ہے اگر وہ مسجد سے نکل گیا تو اسکا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبى صلى الله عليه وسلم يخرج راسه من المسجد وهو معتكف فاغسلهٔ وانا حائض (بخاری ا/۲/۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے اعتکاف کے دوران اپنا سر انور میری طرف کرتے میں حالت حیض میں ہی آپ کا سر دھوتی تھی۔

مسئلہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر معتکف کے جسم کا کچھ حصہ مسجد سے باہر ہو جائے تو اسکا اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ جب تک پورا جسم باہر نہ ہو۔

ضرورت کے وقت مسجد کے دروزے تک آنا:

اگر کسی مسجد کا دروازہ حدود مسجد سے باہر ہو تو وہاں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر دروازہ مسجد سے متصل، مسجد کی حدود میں ہو، تو بوقت ضرورت معتکف دروازے تک جا سکتا ہے، بلکہ باہر والے شخص سے کلام بھی کر سکتا ہے، اگر اس پر کوئی الزام داعتراض ہو، اور وہ اپنی صفائی دینا چاہے تو دروازے کے پاس جا کر دے سکتا ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا (حضور کی زوجہ) نے مجھے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے آپ کے اعتکاف کے دوران مسجد میں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آئیں۔ کچھ دیر آپ کے پاس گفتگو کی، پھر اٹھیں تاکہ واپس جائیں تو نبی

marfat.com

کریم ﷺ بھی ان کیساتھ کھڑے ہو گئے تا کہ انہیں واپس چھوڑ آئیں حتی کہ جب وہ مسجد کے دروازے "باب ام سلمہ" کے پاس پہنچیں تو انصار قبیلہ کے دو مرد (اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما) وہاں سے گذرے، ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا، تو نبی کریم نے انہیں فرمایا ذرا ٹھہرو! یہ (تمہاری روحانی ماں) صفیہ بنت حیی ہے۔ انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ! یا رسول اللہ! اور اسے بڑا دشوار جانا، آپنے خیال کیا ہے کہ شاید ہم بدگمانی کریں گے۔ آپ نے فرمایا بے شک شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بری چیز نہ ڈال دے۔ (بخاری ۱/۲۷۲)

اس حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے کے قریب آکر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو الوداع کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے ان سے گفتگو بھی فرمائی۔

معتکف کا اپنی زوجہ سے ملاقات کرنا اعتکاف کے دوران اگر معتکف کی زوجہ اس سے ملنے آئے تو اس سے ملاقات کرنا درست ہے، ہاں اسے شہوت کیساتھ چھونا نہیں چاہئے، مذکورہ بالا حدیث پاک سے واضح ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وملاقات کیلئے حاضر ہوئیں اور آپنے ان سے ملاقات بھی فرمائی اور دروازے تک الوداع بھی کیا۔

دوسری روایت میں یہ جملے ہیں:

كان النبى صلى الله عليه وسلم فى المسجد وعنده ازواجه فرحن (بخاری ۱/۲۷۳)

marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے اور آپ کے پاس آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما ملنے آئیں، پھر چلی گئیں۔

گرمی کی وجہ سے غسل کا حکم دوران اعتکاف آدمی کیلئے غسل جنابت (احتلام کے بعد کا غسل) کے علاوہ محض اپنے جسم کو ٹھنڈک پہنچانے، گرمی کم کرنے اور پسینے کی بدبو دور کرنے کیلئے غسل کرنا درست نہیں ہے۔

اگر وہ اس غرض سے مسجد سے باہر جائیگا تو اسکا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ہاں اگر اپنے سر کو حدود مسجد سے باہر نکال دے اور خود مسجد میں ہی رہے تو کوئی دوسرا اسکا سر دھوڈالے تو درست ہے۔ ایسا ہی اگر مسجد میں پانی گرائے بغیر حدود مسجد میں غسل کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

بعض دیگر مسائل

o معتکف بالکل خاموش نہ رہے، بلکہ جب بات کرے تو بھلائی کی بات کرے، عبادت کی نیت سے چپ رہنا گناہ ہے، لیکن بری گفتگو سے خاموشی بہتر ہے۔

o اگر جان بوجھ کر یا بھول کر جماع کر بیٹھا، شہوت سے اپنی بیوی کو چھولیا یا مسجد سے باہر نکل آیا، تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔

o اگر ضرورت ہو تو وہ کھانا لانے کیلئے گھر جاسکتا ہے۔

o اگر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اعتکاف فاسد ہوگیا، بھول کر کھایا تو باقی رہے گا

o اعتکاف شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا مسنون ہو یا واجب دونوں کو توڑ دینے سے اسکی قضاء لازم ہے۔

marfat.com

o اگر اعتکاف کی نذر مانی تو جتنے دن کا کہا اسمیں اتنی راتیں بھی شامل ہوں گی۔

o ہاں اگر صرف ایک دن کا اعتکاف نذر مانا تو اس میں رات شامل نہ ہوگی۔

o اگر اعتکاف فاسد ہوگیا تو جتنے دن کا فاسد ہوا اتنے دن کی قضاء کرے گا۔

مثلاً اگر ایک دن کا فاسد ہوا تو ایک دن کی قضا ہوگی اور اگر زیادہ دنوں کا اعتکاف فاسد ہوا تو زیادہ کی قضا کرے۔

o جن علاقوں میں کرایہ پر جگہ لے کر یا مدرسہ کو مسجد قرار دے لیا جاتا ہے وہ شرعاً مسجد نہیں ہیں وہاں اعتکاف کرنا درست نہیں ہے۔

o اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ کیلئے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے

o اگر مسجد میں قضائے حاجت کیلئے جگہ نہیں ہے تو جہاں میسر ہو جاسکتا ہے خواہ قریب یا دور، لیکن فارغ ہوتے ہی واپس لوٹ آئے بلاوجہ ٹھہرا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔

o دوران اعتکاف منہ کو چھپانا ضروری نہیں۔ اگر معتکف چاہے تو خیمہ سے باہر نکل کر لوگوں سے جائز گفتگو بھی کر سکتا ہے، وعظ ونصیحت اور درس وتدریس وامامت خطابت کے فرائض بھی سرانجام دے سکتا ہے۔

o معتکف خوشبو، تیل، سرمہ لگا سکتا ہے، حجامت بنوا سکتا ہے بشرطیکہ مسجد سے باہر نہ جائے اور مسجد بھی آلودہ نہ ہو۔

o خیمہ لگانا ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی اعتکاف درست ہے، صحن مسجد میں سو بھی سکتا ہے۔

o اگر دوران اعتکاف احتلام ہو تو کچھ حرج نہیں فوراً غسل کر کے لباس بدل لے یا دھو کر وہی پہن لے۔

marfat.com

o اعتکاف کے دوران سگریٹ یا حقہ نوشی درست نہیں، کیونکہ اس سے بدبو پھیلتی ہے اور اگر حدود مسجد سے نکل کر یہ کام کرے گا، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

خواتین کا اعتکاف اگر خواتین بھی اعتکاف کرنا چاہیں، تو کر سکتی ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہٗ من بعدہٖ (بخاری ۱/۲۷۱، مسلم ۱/۳۷۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۳)

بے شک نبی کریم ﷺ وفات تک رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے ہیں، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کیا۔

اس سے معلوم ہوا کے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اعتکاف کیا ہے۔

o حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اعتکفت مع رسول اللہ ﷺ امرأۃ من ازواجہٖ مستحاضۃ الحدیث (بخاری ۱/۲۷۳)

رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آپ کی ایک زوجہ مطہرہ نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا، صرف ایک زوجۂ رسول نے آپ کی ظاہری زندگی میں اعتکاف کیا تھا، باقی ازواج نے آپ کے وصال کے بعد اعتکاف کیا، یہی وجہ ہے کہ پہلی روایت میں بعد کا ذکر ہے اور اس روایت میں ظاہری زندگی کا بیان ہے، بعض حضرات جنہیں یہ دعوائی بھی ہے کہ ہم صرف قرآن و سنت پر چلتے ہیں ہمارے لیئے کسی امتی کی بات حجت و دلیل نہیں، وہ محض

marfat.com

الفاظ کی کھینچا تانی سے خواتین کے مسجد میں اعتکاف کرنے پر استدلال کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں، جسکا معنی ''مسجد میں اعتکاف کرنا'' ہو، جسے یہ دعویٰ ہو، وہ اپنے دعویٰ کو صریح روایت سے ثابت کرے، صرف حرف ''مع'' کے لفظ سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اسمیں متعدد معانی کا احتمال ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خواتین کے مسجد میں اعتکاف پر ناراض ہونا

احادیث مبارکہ میں متعدد اسناد کیساتھ، صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کے مسجد میں لگائے ہوئے خیموں کو ناراضگی اور ناپسندیدگی سے نہ صرف اکھڑوا دیا، بلکہ آپ نے اپنا اعتکاف بھی ترک فرما دیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں:

فلما انصرف رسول الله ﷺ من الغداة ابصر قباب فقال ماهذا فاخبر خبر هن فقال ماحملهن على هذا البر انزعو ها فلا اراها فنزعت فلم يعتكف فى رمضان حتى اعتكف فى آخر العشر من شوال

(بخاری ۱/۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۴)

جب رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت واپس (خیمے والی جگہ پر) آئے، اور آپنے چار خیمے (حضرت عائشہ، حفصہ، زینب اور اپنا خیمہ) دیکھے تو فرمایا: انہیں کس نے اس چیز پر ابھارا ہے؟ کیا یہ (ان کا مسجد میں بیٹھنا) نیکی ہے؟ (صحابہ!) ان کے خیمے اتار دو، میں اسے درست نہیں سمجھتا، چنانچہ خیمے اتار دیئے گئے اور آپ نے اعتکاف نہ کیا، پھر شوال کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا۔

marfat.com

اس روایت میں کھلے لفظوں میں مسجد میں اعتکاف کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی اس حد تک ناراضگی موجود ہے، کہ خیموں اکھیڑ دیئے، فرمایا کیا یہ نیکی ہے؟ اور خود بھی اعتکاف چھوڑ دیا مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں:

فقال البر یردن فامر بخبائه فقوض وترك الاعتكاف الحديث

(مسلم ص ۱/ ۳۷۱)

آپنے (ازواج کے خیموں کو دیکھ کر) فرمایا کیا یہ نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں؟ (یہ کوئی نیکی نہیں) پھر آپنے خیموں کو اتار دینے کا حکم فرمایا، تو انہیں اتار دیا گیا اور آپنے بھی (احتجاجا) اعتکاف ترک کر دیا۔

معلوم ہوا نیکی کا ارادہ کر کے مسجد میں اعتکاف کیلئے خیمے لگانے والیوں کے خیموں کو اتروا دینا سنت ہے، جس پر وھابی لوگ عمل نہیں کرتے۔

اس کے تحت امام نووی لکھتے ہیں:

قال القاضی قال رسول الله ﷺ هذا الكلام انكارا لفعلهن وقد كان ﷺ اذن لبعضهن فی ذلك كما رواه البخاری (نووی ۱/ ۳۷۲)

حضرت قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے یہ کلام ان کے عمل کا انکار کرنے کیلئے فرمایا، حالانکہ آپنے اس سے قبل ایک زوجہ کو اجازت دی تھی جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے۔

اجازت دے کر بعد میں انکار فرما دیا، جس سے واضح ہے کہ آپ اپنے حکم اور اجازت کو خود ہی منسوخ اور ممنوع قرار دے دیا

اسی حدیث کے فوائد میں محدثین نے صراحت کی ہے کہ آپنے ازواج

marfat.com

مطہرات کے اس عمل کو نا گوار کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں عام مسلمان، دیہاتی اور منافقین ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اور ازواج (یا اعتکاف والی خواتین) کو اپنی طبعی حاجات کی وجہ سے بار بار مسجد میں آنا جانا پڑتا ہے اور ہر قسم کے لوگوں کے سامنے ان کا آنا جانا ہوگا، اس لیئے آپ نے ان کے خیمے اکھڑ وادیئے۔ ملاحظہ ہو! (نووی وغیرہ)

عورتوں کو مسجدوں میں اعتکاف بیٹھانے پر زور دینے والوں کیلئے دعوت فکر ہے کہ اگر بقول تمہارے رسول اللہ ﷺ نے ازواج کو اجازت دی تھی، تو پھر آپکا خیموں کو اکھیڑنا، اسے نیکی سمجھنے پر ڈانٹنا اور اتنی ناراضگی کا اظہار فرمانا کہ اپنا اعتکاف بھی چھوڑ دینا، کیا سب مسئلہ کی حقیقت کو کھول کر نہیں رکھ دیتا؟

مخالفین کا عمل وھابی حضرات جب دلائل دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ کیساتھ ازواج نے اعتکاف کیا، اور جب عمل کرتے ہیں، تو اپنے دلائل کو بھی رد کر دیتے ہیں ان سے پوچھیے کہ

- کیا وھابیوں نے اپنی بیوی کا خیمہ اپنے خیمے کیساتھ لگا کر کبھی اعتکاف کیا؟
- کیا دیگر خواتین کے خیمے مردوں کیساتھ لگاتے ہیں؟......
- کیا خون استحاضہ والی بیوی کو اعتکاف کرایا؟......
- اگر تم اپنے عمل پر بضد ہو تو ایک ایسی صحیح، صریح، مرفوع روایت دکھا دو جسمیں تمہارا عمل مذکور ہو، کہ عورتیں چھت پر اعتکاف کریں اور مرد نیچے، عورتوں کے خیمے الگ ہوں اور مردوں کے الگ، یا ان روایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زوجہ وغیرہ کو ساتھ لے کر ایک ہی جگہ اعتکاف کر کے اس سنت کو زندہ کرو ورنہ اسکا نام لینا چھوڑ دو

marfat.com

اعتراف حقیقت خدا کا شکر ہے کہ گو ہمارے کہنے پر نہیں، بلکہ اپنے اعمال کا خمیازہ بھگت کر اور خواتین کو مساجد میں اعتکاف کرانے کے برے نتائج دیکھ کر اب تو مخالفین کے ایوانوں میں بھی اہلسنت کی آواز گونجنے لگی ہے اور انہوں نے بھی چاروناچار کہہ ہی دیا ہے کہ عورتیں گھروں میں اعتکاف کریں۔ ملاحظہ ہو!

۱۔ تجلیات رمضان ص ۱۲۵ پر لکھا ہے:

نوٹ: عورتیں بدستور گھروں میں اعتکاف کریں۔

۲۔ ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم برطانیہ جلد ۱۳ شمارہ ۴ ص ۲۳ پر موجود ہے

عورتوں کیلئے گھروں میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔

۳۔ عبدالغفور اثری نے تسلیم کیا ہے کہ

''بعض اہل حدیث علماء نے بھی عورتوں کو اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دے رکھی ہے (تحفہ رمضان ۸۷)

نوٹ: مذکورہ دونوں حوالے بھی یہیں سے ہی ماخوذ ہیں......

قارئین کرام! یہ ان لوگوں کے فتوے ہیں جنکا نعرہ ہے کہ ہماری آواز صرف قرآن وحدیث ہے، اگر یہ بات درست ہے تو مان جائیں، کہ احناف کا موقف درست ہے لہذا غیر مقلدین اپنے دعوے پر نظر ثانی کریں۔

مسائل برائے خواتین عورت نے اپنے گھر میں جہاں نماز کیلئے جگہ مخصوص کر رکھی ہے، وہاں اعتکاف کرے، اگر کوئی جگہ خاص نہیں کی تو اسے خاص کر لے، اعتکاف کیلئے شوہر سے اجازت لے، قضائے حاجت اور کھانے کے علاوہ

marfat.com

اس جگہ سے باہر نہ نکلے، اگر اسی دوران حیض یا نفاس آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا، جتنے دن باقی رہ گئے تھے، اتنے دنوں کی قضا کرے، قضائے حاجت سے فارغ ہو کر فوراً اپنی جگہ پر آ جائے۔

مسائل کی تفصیل کیلئے بہار شریعت جلد اول حصہ ۵ کا مطالعہ کریں

آخری عشرہ کے فضائل

یوں تو پورا رمضان المبارک ہی انوار و برکات کا حامل ہے، اسکا ہر لحہ اور ہر گھڑی بے مثال ہے، لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرے کو جو انفرادیت اور ممتاز حیثیت حاصل ہے، وہ اپنی جگہ مسلّم اور محتاج بیاں نہیں یہ عشرہ اپنے خصوصی انعامات وتجلیات کی وجہ سے ممتاز اور لاجواب ہے

یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں اس عشرے کے انفرادی امور، امتیازی فضائل اور جداگانہ مسائل بیان کیئے گئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

جہنم سے آزادی کا عشرہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وھو شھر اولہٗ رحمۃ واوسطہٗ مغفرۃ واخرہ عتق من النار (مشکوٰۃ ۱۷۴)

اور وہ (رمضان المبارک) ایسا مہینہ ہے کہ اسکا پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا عشرہ مغفرت وبخشش کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے۔

اس حدیث پاک میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کو دوزخ سے آزادی اور جہنم سے رستگاری کا عشرہ قرار دیا گیا ہے۔

marfat.com

کثرت عبادت کا عشرہ: حضور اکرم ﷺ ہر گھڑی ہر لمحہ اور ہر ساعت یا
خداوندی میں بسر فرماتے ، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں

كان النبى ﷺ يذكر الله على كل احيانه (بخاری ۱/۴۴، مسلم ۱/۱۶۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

اس کے ضمن میں امام نووی لکھتے ہیں:

يكون معظم المقصود انه صلى الله عليه و آله وسلم كان يذكر الله تعالىٰ متطهرا او محدثا و جنبا وقائماً وقاعداً مضطجعاً وماشياً والله علم ۔ (نووی بر مسلم ۱/۱۲۶)

اس قول کا بنیادی مقصد یہ بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وضو سے اور وضو کے بغیر، جنابت کی حالت میں، کھڑے، بیٹھے، لیٹے اور چلتے ذکر خدا کرتے تھے۔

لیکن رمضان المبارک میں اس کا خصوصی اہتمام ہوتا، اور آخری عشرے میں تو مزید بڑھ جاتا۔

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذادخل العشر احيى الليل وايقظ اهله وجد و شد المئزر (مسلم ۱/۳۷۲، واللفظ لہ، بخاری ۱/۲۷۱، مشکوۃ ۱۸۲)

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو بیدار رہتے، اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے، خوب محنت کرتے اور کمر ہمت باندھ لیتے، (ازواج سے جدا ہو جاتے)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

marfat.com

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوقظ اھلہ فی العشر الاواخر من رمضان (ترمذی ۱/۹۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں اپنے اھل خانہ کو (بھی) بیدار کرتے تھے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا مزید فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر مالا یجتھد فی غیرہ (ترمذی ۱/۹۸، مسلم ۱/۳۷۲، مشکوٰۃ ۱۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں عبادت میں پہلے سے زیادہ اہتمام فرماتے۔

امام نووی لکھتے ہیں: ففی ھذا الحدیث انہ یستحب ان یزداد من العبادات فی العشر الاواخر من رمضان واستحباب احیاء لیالہ بالعبادات (نووی بر مسلم ۱/۳۷۲)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب بیداری کرتے ہوئے عبادات بجالانا مستحب ہے۔

وھابیوں اور دیوبندیوں کی حدیث میں شرمناک تحریف لفظی

امام ابوھابیہ نواب صدیق حسن خان نے حدیث مذکور یوں لکھی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی رمضان مالا یجتھد فی غیرہ (الانتقاد الرجیح ص ۶۱)

اور مفتی ملت دیوبندیہ، رشید احمد لدھیانوی کراچوی نے بھی اس حدیث کو یونہی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو! احسن الفتاوٰی جلد نمبر ۳۔

marfat.com

جبکہ یہ ان دونوں چچیرے بھائیوں کی حدیث مذکور میں زبردست تحریف اور شرمناک ردوبدل ہے...... کیونکہ حدیث بالا میں "فی رمضان" کا جملہ نہیں ہے......

مغفرت کا عشرہ: اس عشرے کی آخری رات کو روزے داروں کو مغفرت و بخشش کی نوید سنادی جاتی ہے لہٰذا یہ مغفرت و بخشش کا بھی عشرہ ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی چیزیں ملی ہیں، جو کسی نبی کو بھی مجھ سے قبل نہیں ملیں، ان پانچوں میں سے آخری بات کا بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:

واما الخامسة فانه اذا كان اخر ليلة غفر لهم جميعاً فقال رجل من القوم اهي ليلة القدر فقال لا الم ترالى العمال يعملون فاذا فرغوا من اعمالهم وفوا اجورهم (شعب الایمان ۷/۲۱۱، الترغیب والترھیب ۲/۹۲)

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جب رمضان المبارک کی آخری رات آتی ہے تو ان تمام (روزہ داروں) کو بخش دیا جاتا ہے، ایک آدمی نے عرض کیا: حضور کیا یہ کام لیلۃ القدر کو ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ مزدور اپنا کام کرتے ہیں پس جب وہ اپنے کاموں سے فارغ ہوتے ہیں تو انہیں ان کا پورا بدلہ دے دیا جاتا ہے۔

۲۔ اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ملاحظہ ہو (مسند احمد ۲/۲۹۲، شعب الایمان ۷/۲۱۰)

marfat.com

ان روایات سے واضح ہے کہ روزے داروں کو ان کا اجر و ثواب آخری عشرے کی آخری رات کو عطا فرما دیا جاتا ہے۔

۳۔ ایک روایت میں ہے، کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف نظر رحمت فرما لیتا ہے تو اسے عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ہوتے ہیں ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد فرماتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء)

اعتکاف کا عشرہ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کے دن ہیں، ہمارے نبی رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ اس عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ **کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان فلم یعتکف عاما فلما کان فی العام المقبل اعتکف عشرین**

(ترمذی ۱/۹۹، مشکوٰۃ ۱۸۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، آپ نے ایک سال اعتکاف نہ کیا جب اگلا سال آیا تو بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان فسافر عاماً فلما کان من العام المقبل اعتکف عشرین یوماً۔

(ابن ماجہ ۱۲۷، ابوداؤد ص، مشکوٰۃ ۱۸۲)

marfat.com

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے آپ نے ایک سال سفر اختیار کیا (جسکی وجہ سے اعتکاف نہ کیا) تو آئندہ سال بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

اس حوالے سے متعدد روایات گذر چکی ہیں۔

لیلۃ القدر کا عشرہ اس عشرے کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس میں وہ عظیم وجلیل رات ہے جسے ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا شرف حاصل ہے۔اس عشرے کا اعتکاف بھی لیلۃ القدر کو پانے کیلئے کیا جاتا ہے اور اسی عشرے میں اسے تلاش کرنے کا حکم ہے جیسا کہ

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان (بخاری،۱/۲۷۰،ترمذی)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

التمسوها في العشر الاواخر في الوتر۔ (بخاری،۱/۲۷۰)

(آپ نے فرمایا) اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ

شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کرو اگر کوئی کمزور ہو یا مجبور ہو جائے تو آخری

marfat.com

ہفتہ (عشرہ) میں اس پر (نیند کی وجہ سے) غلبہ نہیں ہونا چاہیے۔ (تفسیر مظہری ۱۰/۳۱۴)

طاق راتوں سے مراد رمضان المبارک کی اکیسویں (۲۱)، تیئسویں (۲۳) پچیسویں (۲۵)، ستائیسویں (۲۷)، اور انتیسویں (۲۹) راتیں ہیں۔

o حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليلة القدر فى العشر البواقى من قامهن ابتغآء حسبتهنّ فان الله تبارك وتعالىٰ يغفرله ماتقدم من ذنبه وما تأخر الحديث (مسند احمد ۵/۳۲۴، مجمع الزوائد ۳/۱۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہے جو ان میں قیام کرے، ثواب کے ارادہ سے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

ان روایات میں لیلۃ القدر کیلئے کسی ایک رات کو خاص نہیں گیا تا کہ مسلمان لیلۃ القدر کے فیوض وبرکات کے حصول کیلئے جدوجہد کریں، رمضان المبارک کی زیادہ راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کریں اور اپنی محنت ولگن کا بدلہ پا کر اللہ تعالیٰ کی نوازشات سے بہرہ ور ہوسکیں۔

نزول قرآن رمضان المبارک کے اسی آخری عشرے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کی ایک رات "لیلۃ القدر" میں قرآن مقدس جیسی عظیم نعمت کا نزول بھی ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا انزلنا ہ فی لیلۃ القدر (القدر)

بے شک ہم نے لیلۃ القدر میں اسے (قرآن کو) اتارا ہے۔

اختتام نزول قرآن لطف یہ ہے کہ اسی عشرے کو لیلۃ القدر میں مسلمانوں

marfat.com

کو قرآن جیسی لازوال دولت نصیب ہوئی۔ غارِ حرا کی خلوتوں میں جب خدا کا محبوب محوِ عبادت تھا، تو قرآن مجید کی پہلی وحی (سورہ علق کی ابتدائی آیات) سے نزول قرآن کا آغاز کیا گیا۔ اور تئیس سال کے طویل عرصے میں موقع بموقع، لحہ بہ لحہ، ضرورت کے مطابق قرآن نازل ہوتا رہا جب اس ضابطۂ حیات کی تکمیل اور اتمام کا وقت آیا تو وہ بھی حسن اتفاق سے رمضان المبارک کے اسی آخری عشرے کی لیلۃ القدر کا بابرکت موقع تھا۔ گویا نزول قرآن کا آغاز اور تکمیل قرآن دونوں آخری عشرے کے مبارک لمحات میں ہوئے۔

یوم قیام پاکستان پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے جو کہ بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل ہوا یہ عظیم ملک، مقدس خطہ اور مبارک قطعہ بھی ہمیں رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ستائیسویں تاریخ کو حاصل ہوا تھا۔ آج ہم خود کو پاکستان کے باشندے قرار دیتے ہوئے ''جشن آزادئ پاکستان'' تو بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ لیکن افسوس! کہ ہم مغربی تہذیب اور انگریزی تاریخ کے اس قدر دلدادہ ہو چکے ہیں کہ ہم نے ۱۴ اگست کو ہی اس کام کیلئے مختص کر رکھا ہے، ہمارے اکثر لوگوں کو اتنا بھی یاد نہیں کہ اسلامی کیلنڈر کے مطابق قیام پاکستان کا کونسا مہینہ ہے۔ خدا کرے کہ ہم حقیقت شناس بنیں۔ اور قیام پاکستان کے مقصد ''نفاذ اسلام'' کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ملک کو اسلامی اسٹیٹ بنا سکیں۔

جمعۃ الوداع جمعہ سال کے کسی بھی مہینے کا ہو، اس کی خیر وبرکت کے کیا کہنے، لیکن رمضان المبارک کا جمعہ اور وہ بھی جمعۃ الوداع، یعنی بالکل آخری جمعہ جو کہ نور علیٰ نور ہے اس کی فضیلت کو جاننے کیلئے درج ذیل روایت پر غور فرمائیں امام ابو

marfat.com

لیث سمرقندی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں ہر روز افطار کے وقت دس لاکھ ایسے دوزخیوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو، جمعرات اور دن کو ہر گھڑی دس لاکھ جہنمی آزاد کیئے جاتے ہیں اور جمعۃ الوداع کے موقع پر جتنے دوزخی یکم رمضان سے اب تک آزاد کیے جا چکے تھے ان تمام کی گنتی کے برابر دوزخی آزاد کیے جاتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

گناہ گارو! خطا کارو، سیاہ کارو، مبارک ہو، اٹھو، کمر ہمت باندھو، رمضان المبارک کا آخری عشرہ......اعتکاف کا حسین لمحہ......لیلۃ القدر کا پرنور موقعہ ......اسکا آخری جمعہ اور رمضان کی آخری ساعت تمہاری مغفرت، بخشش، معافی، دوزخ سے آزادی اور جہنم سے رستگاری کیلئے موجود ہے اسے ضائع مت کرو، اسے گنوانہ لو، ورنہ پچھتاتے رہو گے، دیکھو باران رحمت وکرم کس قدر موسلا دھار بن کر نازل ہو رہی ہے، اے مسلمان! ہمت نہ ہار بلکہ

؎ اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

فضیلت لیلۃ القدر

یوں تو پورا رمضان المبارک ہی برکتوں اور سعادتوں کا مہینہ ہے، لیکن اس کی ایک رات جسے لیلۃ القدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کی عظمت کا اندازہ اس امر سے کر لیا جائے کہ صرف اسی ایک رات کی قدر و منزلت بیان کرنے کیلئے قرآن مجید

marfat.com

میں پوری سورت القدر نازل ہوئی اسی رات میں قرآن مجید نازل ہوا، اس رات میں فرشتوں اور جبرئیل امین کا نزول ہوتا ہے، اس ایک رات کو ہزار مہینوں (تراسی سال اور چار ماہ) سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور یہ امت محمدیہ کیلئے خصوصی عطیہ ہے۔

لیلۃ القدر صرف امت محمدیہ کو عطا ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وھب لا متی لیلۃ القدر لم یعطھا من کان قبلھم (تفسیر درمنثور ۶/۳۷۱، کنزالعمال ۸/۵۳۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے لیلۃ القدر میری امت کو عطا فرمائی ہے ان سے پہلے لوگوں کو عطا نہیں فرمائی۔

شان نزول لیلۃ القدر کیوں نازل ہوئی، اس کے متعلق اھل علم نے متعدد اور مختلف واقعات ذکر کیے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ امام مالک علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُری اعمار الناس قبلہ اوماشآء اللہ من ذالک فکانہ تقاصر اعمار امتہٖ ان لّا یبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیر ھم فی طول العمر فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ (موطا امام مالک ۲۶۰، تفسیر کبیر، مظہری وغیرہ)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں، جو خدا نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمر کو کم سمجھا، کہ میری امت کے لوگ (اپنی تھوڑی عمر

marfat.com

میں)ان لوگوں کے برابر عمل نہیں کرسکیں گے، جو وہ اپنی طویل عمر میں کریں گے۔ تو اللہ نے آپ کو ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

۲۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاهد العدو بالنهار حتی یمسی ففعل ذالك الف شهر فانزل الله هذه الآية ليلة القدر خير من الف شهر قيام تلك الليلة خير من عمل ذالك الرجل

(تفسیر ابن جریر ۳/ ۱۲۷)

بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جو رات کو قیام کرتا حتی کہ صبح ہو جاتی، پھر دن کے وقت دشمن کے ساتھ جہاد کرتا حتی کہ رات ہو جاتی، اس نے یہ عمل ہزار ماہ تک جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بہتر ہے تو اس ایک رات کا قیام اس آدمی کے عمل (عبادت) سے بہتر ہے۔

۳۔ حضرت مجاہد سے مروی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

ان النبی صلی الله علیه وسلم ذکر رجلاً من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل الله الف شهر فعجب المسلمون من ذالك فانزل الله عزوجل انا انزلناه فی لیلة الی قوله خیر من الف شهر التی لبس ذالك الرجل فی سبیل الله الف شهر (سنن کبریٰ ۴/ ۳۰۶ تفسیر کبیر)

نبی کریم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار ماہ خدا کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھا اور (اور جہاد کرتا رہا) تو مسلمانوں کو اس کے اس عمل پر بڑا تعجب ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے انا انزلنا فی لیلۃ القدر کو خیر من الف شہر تک نازل فرما

marfat.com

کر بتا دیا کہ اس میں عبادت کرنا اس آدمی سے بہتر ہے جس نے ہزار ماہ جہاد کیلئے ہتھیار پہنا تھا۔

۴۔ یہی روایت حضرت یحییٰ بن نجیح رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے

(تفسیر قرطبی ص ۱۳۲، جلد ۱۰، ج ۲۶، تفسیر عزیزی)

لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے لیلۃ القدر رمضان المبارک میں

ہے کسی اور ماہ میں نہیں، اس پر قرآن وحدیث کی واضح تصریحات موجود ہیں

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انا انزلنا فی لیلۃ القدر (القدر)

ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔

۵۔ دوسرے مقام پر فرمایا: شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن (البقرہ)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔

دونوں آیتوں کو ملانے سے واضح ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے، جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔

۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا...... فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان، تو آپ نے فرمایا: وہ رمضان میں ہے۔ (مسند احمد ۵/۳۱۸)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا اسمع عن لیلة القدر فقال ھی فی کل رمضان (ابوداؤد ۱/۱۹۷، مشکوۃ ۱۸۲)

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا گیا میں سن رہا تھا آپ نے فرمایا وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔

۵۔ حضرت زر بن حبیش نے حضرت ابی بن کعب سے عرض کیا:

اخبر نی عن لیلۃ القدر یا ابا المنذر فان صاحبنا سئل عنہا فقال من یقم الحول یصیبہافقال رحم اللہ ابا عبد الرحمان واللہ لقد علم انہافی رمضان (ابوداؤد ا/۱۹۵)

اے ابو منذر! مجھے لیلۃ القدر کے متعلق خبر دیجئے! کیونکہ ہمارے دوست (حضرت عبداللہ بن مسعود) فرماتے ہیں جو پورا سال قیام کرے وہ اسے پالے گا (یعنی ان کے خیال میں لیلۃ القدر پورے سال میں ہے) تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبدالرحمان پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وہ جانتے ہیں کہ بے شک وہ رمضان میں ہے۔

۵۔ یہ روایت مسلم اور ترمذی ا/۹۸ پر بھی ہے

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں

لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگاروں پر مزید کرم فرماتے ہوئے اسکا تعین بھی فرمادیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان رجالا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اروالیلۃ القدر فی المنام السبع الاواخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراروئیاکم قدطواطأت فی السبع الاواخر فمن کان متحر یہا فلیتحر

marfat.com

ھافی السبع الاواخر۔ (مسلم ۱/۳۶۹، بخاری مشکوٰۃ ۱۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کو (رمضان کے) آخری ہفتہ میں لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہار خواب آخری سات راتوں کے موافق ہے، پس جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۲۔ ایک روایت میں ہے:

رای رجل ان لیلة القدر لیلة سبع وعشرین فقال النبی صلی الله علیه وسلم ارٰی رؤیا کم فی العشر الاواخر فاطلبو ھا فی الوتر منھا (مسلم ۱/۳۶۹)

ایک شخص نے رمضان کی ستائیسویں رات میں لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری دس دنوں میں واقع ہوا ہے، پس لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۳۔ ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لیلة القدر ان ناسًا منکم قدارو انھا فی السبع الاول واری ناس منکم انھا فی السبع الغوابر فالتمسو ھا فی العشر الغوابر (مسلم ۱/۳۶۹)

میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگوں نے شب قدر کو (رمضان المبارک کے) ابتدائی سات دنوں میں دیکھا اور کچھ لوگوں نے آخری سات دنوں میں دیکھا، تم اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

marfat.com

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اریت لیلۃ القدر ثم ایقظنی بعض اھلی فانسیتھا فالتمسوھا فی العشر الغوابر (مسلم ۱/۳۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے گھر کے کسی فرد نے جگایا اور میں بھول گیا اب اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، پھر جب بیس راتیں گذر جاتیں اور اکیسویں شب کی آمد ہوتی تو آپ گھر جاتے اور آپ کے ساتھ جو صحابہ اعتکاف کرتے وہ بھی گھر جاتے پھر ایک ماہ آپ نے اسی رات میں اعتکاف کیا جس شب میں آپ پہلے گھر چلے جاتے تھے (یعنی اکیسویں رات میں اعتکاف فرمایا) آپ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ احکام آپ نے لوگوں کو بیان کیے پھر آپ نے فرمایا پہلے میں اس (درمیانی) عشرے میں اعتکاف کرتا تھا پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں اس آخری عشرے میں اعتکاف کروں جو شخص میرے ساتھ بیٹھا ہے وہ اپنے اعتکاف کی جگہ میں رات بسر کرے، مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی، فالتمسوھا فی العشر الاواخر فی کل وتر۔ تم اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ (مسلم ۱/۳۶۹، ابوداؤد ۱/۱۹۶)

۶۔ ایک روایت میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر ایک ترکی خیمہ میں رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا،

marfat.com

جس کے دروازے پر چٹائی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ چٹائی ہٹائی اور خیمہ کے ایک کونے میں کردی، پھر خیمہ سے سر باہر نکالا اور لوگوں سے مخاطب ہوئے لوگ آپ کے قریب ہوگئے، آپ نے ان سے فرمایا: میں اس رات کی تلاش میں پہلے عشرے میں اعتکاف کرتا تھا، پھر میں درمیانی عشرہ میں بیٹھا، پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) آیا میری طرف وحی کی گئی کہ یہ (لیلۃ القدر) آخری عشرے میں ہے تم میں سے جس شخص کو پسند ہو تو وہ اعتکاف کرے، لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا آپ نے فرمایا میں نے شب قدر کو طاق راتوں میں دیکھا ہے (مسلم ۱/ ۳۷۰، مشکوۃ ۱۸۱، بخاری)

۷۔ ایک روایت میں یوں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا جس میں آپ لیلۃ القدر کا علم دیئے جانے سے پہلے اس کو تلاش کرتے تھے۔ جب درمیانی عشرہ مکمل ہوگیا تو آپ نے خیمہ کو کھولنے کا حکم دیا پھر آپ کو علم دیا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہے آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا پھر آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے آیا تھا، پھر دو شخص لڑتے ہوئے آئے جن کے ساتھ شیطان تھا پھر میں اس کو بھول گیا، اب یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی نویں، ساتویں، اور پانچویں رات میں ڈھونڈو۔

(مسلم ۱/ ۳۷۰، ابوداؤد ۱/ ۱۹۶)

۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحروا الیلۃ القدر فی

marfat.com

العشر الاواخر من رمضان (مسلم ۱/۳۷۰، بخاری، مشکوٰۃ ۱۸۱، ترمذی ۱/۹۸)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التمسو ھا فی العشر الاواخر من رمضان فی تاسعة تبقی وفی سابعة تبقی وفی خامسة تبقی۔ (ابوداؤد ۱/۱۹۶، بخاری، مشکوٰۃ ۱۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی جب نو (9) راتیں باقی رہ جائیں (اکیسویں رات میں) اور سات راتیں باقی رہ جائیں (ستائیسویں رات میں) اور جب پانچ راتیں باقی رہ جائیں تو (پچیسویں رات میں) تلاش کرو۔

۱۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول التمسوھا یعنی لیلة القدر فی تسع یبقن وفی سبع یبقین او فی خمس یبقین اوثلث او اخر لیلة (ترمذی ۱/۹۸، مشکوٰۃ ۱۸۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لیلۃ القدر کو (رمضان المبارک کے آخری عشرے کی) نویں رات، ساتویں رات، پانچویں رات، تیسری رات یا آخری رات میں تلاش کرو۔

یعنی 21ویں 23ویں 25ویں 27ویں 29ویں رات میں۔

marfat.com

۱۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلة القدر فتلاخی رجلان من المسلمین فقال خرجت لاخبرکم لیلة القدر فتلا حی فلا ن وفلان فرفعت وعسی ان یکون خیر الکم فالتمسوھا فی التاسعة والسابعة والخامسة (بخاری، مشکوٰۃ ۱۸۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دیں تو دو مسلمان لڑ رہے تھے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے آیا تھا جبکہ فلاں اورفلان جھگڑ رہے تھے اسلیے اسکا تعین اٹھالیا گیا ہے لہٰذا تم اسے (آخری عشرے کی) نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

۱۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لیلة القدر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فالتمسوھا فی العشر الاواخر فانھا فی وتر فی احدی وعشرین اوثلاث وعشرین اوخمس وعشرین اوسبع وعشرین اوتسع وعشرین اوفی آخر لیلة (مسند احمد ۳۱۸/۵، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ۷۵/۳)

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ رمضان میں ہے، تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو، ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں یا آخری رات میں ڈھونڈو۔

ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک

marfat.com

کی ہی آخری دس طاق راتوں میں ہے۔

ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے پر قرائن: لیلۃ القدر رمضان المبارک کی کونسی رات ہے، اسکے متعلق اھل علم کے اقوال کافی مختلف ہیں تاہم جمہور امت کا رجحان ستائیسویں رات کی طرف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اکیسواں قول یہ ہے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے، یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی روایت ہے اور جمھور علماء کا بھی یہی نظریہ ہے فتح الباری ۴/۲۶۶

حضرت زر بن حبیش تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سالت ابی ابن کعب فقلت ان اخاك ابن مسعود یقول من یقم الحول یصب لیلة القدر فقال رحمه الله ارادان لایتکل الناس اما انه قد علم انها فی رمضان وانها فی العشر الاواخر وانهالیلة سبع وعشرین ثم حلف لا یستثنی انها لیلة سبع وعشرین الحدیث

(مسلم ص ۱/۳۷۰، ترمذی ۱/۹۶، ابوداود، مشکوۃ)

میں نے حضرت ابی بن کعب سے عرض کیا آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جو آدمی پورے سال میں رات کو قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا (یعنی لیلۃ القدر پورے سال کی کوئی ایک رات ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انکا ارادہ تھا کہ کہیں لوگ (صرف رمضان المبارک کی راتوں پر ہی) اکتفا نہ کرلیں (اور قیام چھوڑ دیں) ورنہ وہ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں

marfat.com

ہے اور اس کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے، پھر حضرت ابی بن کعب نے مضبوط قسم اٹھائی کہ وہ یقیناً رمضان المبارک کی 27 ویں رات ہے۔

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ القدر قال لیلۃ القدر لیلۃ سبع وعشرین (ابوداود، صحیح ابن حبان ۸/۴۳۷، سنن کبری ۴/۳۱۲، معجم کبیر ۱۹/۳۰۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں:

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اس وقت دیگر صحابہ کرام بھی انکے ہاں موجود تھے آپ نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو، تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ کونسی رات ہو سکتی ہے؟ بعض نے کہا کہ وہ اکیسویں رات ہے، بعض نے تیئویں رات، بعض نے پچیسویں اور بعض نے ستائیسویں رات کے متعلق اظہار خیال کیا، میں خاموش بیٹھا رہا، حضرت عمر نے فرمایا کیا وجہ ہے آپ کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا: آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب وہ بات مکمل نہ کرلیں، تم نہ بولنا، آپ نے فرمایا: میں نے آپ کو اسی لیے پیغام بھیجا تھا کہ آپ بھی کچھ بولیں، تب حضرت ابن عباس نے کہا:

انی سمعت اللہ یذکر السبع فذکر سبع سموت ومن الارض مثلھن وخلق الانسان من سبع ونبت الارض سبع فقال عمر ھذا: خبر

marfat.com

تنی ماعلم ارأیت مالا اعلم قولك نبت الارض سبع قال قلت قال الله عزوجل انا شققنا الارض شقا فانبتنا فیھاحبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکھة وابا۔ قال فالحوائق غلب الحیطان من النخل والشجر وفاکھة وابافالاب ماانبت الارض مما یاکل الدواب والانعام ولایا کله الناس فقال عمر لا صحابه اعجزتم ان تقولوا کما قال ھذا الغلام الذی لم شؤن رأسه والله انی لاری القول کما قلت

(شعب الایمان ص ۳۳۰ جلد ۳)

میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات کا ذکر فرمایا ہے (گویا سات کا عدد اسکا پسندیدہ ہے) چنانچہ اس نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا ذکر فرمایا۔ اور انسان کو سات درجات میں پیدا فرمایا۔ اور زمین کی جڑی بوٹیاں سات ہیں (لہٰذا شب قدر بھی آخری عشرے کے ساتویں عدد یعنی ستائیسویں رات کو ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چیزیں آپ نے ذکر کی ہیں ان کا تو ہمیں علم ہے، میرے علم میں آپ کی یہ بات نہیں آئی کہ زمین کی جڑی بوٹیاں بھی سات ہیں۔ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے زمین کو پھاڑا، تو ہم نے اسمیں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون، اور کھجور اور گنجان باغ، اور میوے اور چارہ پیدا کیا، میں نے کہا، حدائق سے مراد کھجوروں، درختوں اور میووں کے گنجان باغات ہیں۔ اور اب سے مراد زمین سے نکلنے والا چارہ ہے، جسے جانور کھاتے ہیں، اور انسان نہیں کھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جو بات اس بچے نے کی ہے، جس کے سر پر بال بھی مکمل نہیں ہو پائے، تم وہ بات کہنے سے عاجز رہے۔ اور بخدا میرا بھی یہی خیال ہے جو انہوں نے کہا ہے۔

marfat.com

۴۔ حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں، سات آسمان (ہفتہ کے) سات دن بنائے۔ زمانہ بھی سات کے عدد میں گھومتا ہے انسان کی تخلیق بھی سات درجات میں فرمائی۔ انسان سات زمینی چیزیں کھاتا ہے سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے طواف میں سات چکر ہیں اور شیاطین کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ۲۴۳)

۵۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورہ فاتحہ کی سات آیتیں) عطا فرمائی، جن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے نکاح حرام کیا وہ بھی سات قسم پر ہیں، قرآن مجید میں سات قسم کے لوگوں کے حصے بیان فرمائے ہیں اور صفا و مروہ کے بھی چکر سات ہی ہیں۔ (درمنثور)

۶۔ امام رازی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے جن کا حاصلِ ضرب ستائیس ہے اس لیے یہ رات ستائیسویں شب ہے۔ (تفسیر کبیر ۳۲/۳۰)

۷۔ حضرت عبدہ بن ابی لبابہ تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو سمندر کا پانی چکھا تو وہ نہایت شریں تھا (شعب الایمان ص ۳۳۲ جلد ۳)

۸۔ امام رازی لکھتے ہیں:

حضرت عثمان ابن ابو العاص کا ایک غلام تھا جو سال ہا سال سے جہازوں کی ملاحی کرتا تھا ایک دن اسے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات میں ایک چیز میرے تجربے میں آئی ہے کہ میری عقل حیران ہے کہ دریائے شور کا پانی سال میں ایک رات میٹھا ہو جاتا

marfat.com

ہے، حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے بتانا، تاکہ میں معلوم کروں کہ وہ کونسی رات ہے اور اسکی عظمت کیا ہے اس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کے متعلق کہا کہ یہ وہی رات ہے (تفسیر کبیر)

۹۔ یہ واقعہ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی نے تفسیر عزیزی میں بھی درج کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ یحیی بن ابی میسرہ بیان کرتے ہیں:

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو بیت اللہ کا طواف کیا مجھے دکھائی دیا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں (یعنی یہی لیلۃ القدر ہے) کیونکہ اسی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے (شعب الایمان ص ۳۳۴ جلد ۳)

۱۰۔ ابو عثمان الزاہد کہتے ہیں میں نے ابو محمد مصری کو مکہ مکرمہ میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں مصر کی ایک مسجد میں معتکف تھا میرے پاس ابو علی اللعکی تشریف لائے تھے، مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے تکبیر و تہلیل کرتے ہوئے اتر رہے ہوں چنانچہ میں بیدار ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ آج کی رات ضرور لیلۃ القدر محسوس ہوتی ہے یہ ستائیسویں رات کی بات ہے (فضائل الاوقات ۲۴۹)

۱۱۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

قرآن مجید کی سورۃ القدر میں ہی حتی مطلع الفجر میں ھی ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ (تفسیر کبیر ۳۲/۳۰)

marfat.com

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمت

اگر شب قدر کو مخفی بھی مان لیا جائے تو اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمتوں کی وجہ سے مخفی رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ بندے پر کس عبادت سے راضی ہوا اسے مخفی رکھا، کس گناہ سے ناراض ہوا اسے مخفی رکھا، تا کہ بندہ ہر عبادت میں کوشش کرے اور ہر گناہ سے بچے۔

ولی کی علامت کو مقرر نہیں کیا گیا اسے مخفی رکھا تا کہ انسان ہر نیکو کار کی تعظیم کرتے قبولیت توبہ کو پوشیدہ رکھا تا کہ بندہ مسلسل توبہ کرتا رہے۔

موت اور قیامت کے وقت کو چھپائے رکھا تا کہ بندہ ہر گھڑی گناہوں سے باز رہے اور نیکی کی کوشش کرے اور اسی طرح لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی یہ حکمت ہے کہ لوگ رمضان المبارک کی ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں (تفسیر کبیر ۳۲/۲۸)

شب قدر کے فضائل

شب قدر کی فضیلت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر کو نازل فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا انزلنا ه فی لیلة القدر o وما ادراك ماليلة القدر o ليلة القدر خير من الف شهر o تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر o سلام هی حتى مطلع الفجر۔o

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ لیلۃ

marfat.com

القدر کیا ہے؟لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح (جبرئیل) اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں، سراسر سلامتی والی ہے، وہ فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

احادیث مبارکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایماناً واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ و من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری ص ۲۷۰ جلد ا، مسلم ص ۲۵۹ جلد ا مشکوۃ ۱۷۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس کے پہلے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اسکے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ نے فرمایا:

فمن قامھا ابتغآء ھا ایمانا واحتسابا ثم وقفت لہ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ وما تأخر (مسند احمد ص ۳۱۸ جلد ۵، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۱۷۵ جلد ۳)

جسے شب قدر کو تلاش کرتے ہوئے ایمان اور ثواب کی نیت سے اس میں قیام کیا پھر وہ اسے دی بھی گئی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر الحدیث**

(مشکوۃ ۱۷۴، شعب الایمان ص ۲۱۶ جلد ۷)

اس ماہ میں ایک ایسی رات (لیلۃ القدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

marfat.com

۴۔ ایک روایت میں ہے:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیلة القدر فی العشر البواقی من قامهن ابتغآء حسبتهنّ فان الله تبارك وتعالیٰ یغفرله ماتقدم من ذنبه وما تأخر الحدیث (مسند احمد ص ۳۲۴ جلد ۵، مجمع الزوائد ص ۱۷۵ جلد ۳)

رسول اللہ نے فرمایا لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے جو ان میں ثواب کی نیت سے قیام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔

نزول ملائکہ اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرائیل امین کا خصوصی نزول ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام الآیه (القدر)

یعنی اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے اذن سے ہر کام کی سلامتی لے کر اترتے ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان لیلة القدر نزل جبریل علیه السلام فی کبکبة من الملائکة یصلون علی کل عبد قائم اوقاعد یذکر الله عزوجل (الحدیث) (شعب الایمان ص ۳۴۳ جلد ۳، مشکوٰۃ ۱۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں اترتے ہیں اور ہر اس بندے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے خدا کا ذکر کرتا ہے۔

marfat.com

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

اذا کانت لیلة القدر یا مر اللہ عزوجل جبریل علیہ السلام فیھبط فی کبکبة من الملائکة الی الارض ومعھم لواء اخضر فیر کز اللواء علی ظھر الکعبة ولہ مائة جناح منھا جناحان لاینشرھما الافی تلک اللیة فنشرھما فی تلک اللیة فیجاوز والمشرق الی المغرب فیحث جبریل علیہ السلام الملائکة فی ھذہ اللیلة فیسلمون علی کل قائم وقاعد ومصل وذاکر ویصافحو نھم فیؤ مون علی دعائھم حتی یطلع الفجر فاذ اطلع الفجر ینادی جبریل معاشر الملائکة الرحیل الرحیل فیقولون یا جبریل فماصنع اللہ فی حوائج المومنین من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول نظر اللہ الیھم فی ھذة اللیلة فعفا عنھم وغفر لھم الا اربعة فقلنا یا رسول اللہ من ھم قال مدھن خمرو عاق والدیہ وقاطع رحم ومشاحن قلنا وما المشاحن قال ھو المصارم

(فضائل الاوقات ۲۵۱، الترغیب والترھیب ص)

جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے، تو وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں، ان کے پاس سبز جھنڈا ہوتا ہے، جسے وہ کعبہ کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل کے سو پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں، جنہیں وہ صرف اس رات میں کھولتے ہیں تو وہ مشرق سے مغرب تک دراز ہو جاتے ہیں پھر جبرئیل اس رات فرشتوں کو ابھارتے ہیں کہ وہ

marfat.com

ہر کھڑے، بیٹھے، نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کیلئے سلامتی کی دعا کریں اور ان سے مصافحہ کریں، تو وہ ان کی دعاوں پر آمین کہتے ہیں فجر طلوع ہونے تک، پس جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو جبرئیل پکارتے ہیں، اے فرشتو! کوچ کرو، کوچ کرو، تو وہ پوچھتے ہیں: اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی حاجات کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے، جبرئیل کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس رات میں انہیں نظر رحمت سے دیکھا ہے اور انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا ہے، سوائے چار افراد کے ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ چار افراد کونسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان رشتے توڑنے والا اور مشاحن ہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! مشاحن کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا مصارم یعنی کینہ پرور۔

۳۔ ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام اس رات عبادت کرنے والے ایمانداروں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں جسکی نشانی یہ ہے کہ دل نرم پڑ جاتے ہیں، آنکھیں بہہ جاتی ہیں اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں (تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۵ جلد ۴)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک طویل روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

جب لیلۃ القدر آتی ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو حکم فرماتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ساکنوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین کی طرف چلے جاؤ، چنانچہ وہ سات ہزار فرشتے نور کے نیزے لے کر زمین پر نازل ہوتے ہیں تو حضرت جبرئیل اپنا جھنڈا زمین پر گاڑ دیتے ہیں اور فرشتے چار مقامات پر اپنے نیزے نصب کرتے ہیں، کعبہ کے قریب، روضہ نبوی کے قریب، مسجد اقصیٰ کے قریب اور مسجد طور سینا کے قریب پھر حضرت

marfat.com

جبرئیل فرشتوں سے فرماتے ہیں: بکھر جاؤ، وہ پھیل جاتے ہیں اور کوئی مکان، کوئی حجرہ ،کوئی گھر اور کوئی کشتی ایسی نہیں چھوڑتے جس میں کوئی مومن مرد یا عورت ہو مگر اس تک پہنچ جاتے ہیں، ہاں جس گھر میں کتا، سور، شرابی زانی یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے۔ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس اور تکبیر کرتے رہتے ہے اور امت محمد یہ کیلئے دعائے بخشش۔ جب فجر کا وقت ہوتا ہے تمام فرشتے آسمان طرف چلتے ہیں آسمان دنیا (پہلے آسمان) کے فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ضروریات کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بخش دیا ہے اور ان کی شفاعت سے گناہ گاروں کو معاف فرمانے کا وعدہ کیا ہے یہ سن کر آسمان دنیا کے فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس اور حمد وثنا بلند آواز سے کرتے ہیں اور اس امت کو جو بخشش اور رضا مندی نصیب ہوتی ہے اس پر اسکا شکر ادا کرتے ہیں پھر وہ اگلے آسمان والے فرشتوں کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کا استقبال کرتے ہیں اسی طرح ساتوں آسمانوں پر استقبال ہوتا ہے اور نعمت خداوندی کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ بعد ازیں حضرت جبرئیل فرماتے ہیں تمام فرشتے اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاؤ چنانچہ وہ اپنے اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہی کے فرشتے بھی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں، سدرہ المنتہیٰ کے فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کہاں تھے؟ وہ پہلے آسمان والے فرشتوں کی طرح کا جواب دیتے ہیں تو وہ بھی خدا کی تسبیح وتقدیس اور حمد وثناء میں اپنی زبانیں حرکت میں لاتے ہیں اور بلند آواز سے یہ عمل بجالاتے ہیں، ان کی آوازوں کو جنت الماوٰی کے فرشتے سن لیتے ہیں، پھر جنت نعیم، جنت عدن، جنت فردوس اور پھر عرش الٰہی ان کی

marfat.com

آوازیں سنتا ہے اور اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد وثناء میں اپنی آواز بلند کرتا ہے اور نعمت خداوندی پر شکر بجالاتا ہے، اللہ تعالیٰ خوب جاننے کے باوجود فرماتا ہے، اے میرے عرش! تو اپنی آواز کو کیوں بلند کرتا ہے؟ وہ عرض کرتا ہے مولا! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے امت محمد یہ کے عبادت گذاروں کو بخش دیا ہے، اور ان کی شفاعت کو گناہگاروں کے حق میں قبول فرمالیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے عرش تو نے سچ کہا، امت محمد یہ کیلئے میرے پاس نوازش اور انعام واکرام کی اس قدر کثیر چیزیں ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا

(تفسیر مجمع البیان ص ۵۲۰ جلد ۱۰، روح المعانی ص ۳۲۴ جلد ۱۵، تفسیر قرطبی ص ۱۳۷ جلد ۱۰ ج ۲۰)

شب قدر کی خصوصی دعا

لیلۃ اللہ کی اصل عبادت قیام، یعنی نماز ہے اس لیئے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ واستغفار میں کوشش کرنی چاہیئے، بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں، مختلف نوافل ذکر کیئے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں، تو کونسی دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا یہ دعا مانگنا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی ......

(مسند احمد ص ۲۰۸ ج ۶، المستدرک ص ۵۳۰ ج ۱، ترمذی ص ۱۹۱ ج ۲، ابن ماجہ ۲۸۲، شعب الایمان ص ۳۳۹ ج ۳)

marfat.com

اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، تو مجھے بھی معاف فرما!

شب قدر کی علامت:

بعض روایات میں شب قدر کی چند علامات بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ:

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں، ہے کہ: یہ ایک نرم، چمکدار رات ہے نہ گرم نہ سرد، اسکی صبح کو سورج کمزور اور سرخ طلوع ہوتا ہے (شعب الایمان ص ۲۴۰ ج ۳، ابن خزیمہ ص ۳۳۱ ج ۳)

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

وہ چمکدار کھلی ہوتی ہے، صاف وشفاف اور معتدل، نہ گرم نہ سرد گویا اس میں چاند کھلا ہوا ہے اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل برابر ٹکیہ کی طرح، جیسا کہ چودھویں رات کا چاند، شیطان اس دن کے سورج کیساتھ نہیں نکل سکتا۔ (مسند احمد ص ۳۲۴ ج ۵، مجمع الزوائد ص ۱۷۵ ج ۳)

۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ اسکی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے، (مسلم ص ۱۳۷ ج ۱، ابوداؤد ص، ترمذی ص)

شب قدر سے محروم لوگ: لیلۃ القدر خدا کا عظیم انعام ہے، اسے پانے کی کوشش کرنی چاہیے، اس سے محرومی بہت بڑی بے برکتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا كل محروم (ابن ماجہ ص ۱۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

جو اس رات سے محروم ہوگیا وہ ہر طرح کی بھلائی سے محروم ہوا اور اس کی

marfat.com

بھلائی سے بالکل بے نصیب ہی محروم ہوتا ہے۔

روایات میں موجود ہے کہ عادی شراب خور، والدین کا نافرمان، رشتے ناطے توڑنے والا اور کینہ پرور اس سے محروم رہتا ہے۔

نوید جانفزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے سارے رمضان میں عشاء باجماعت پڑھی اس نے لیلۃ القدر کو پالیا، (شعب الایمان ۳/۳۴۰)

o حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جسنے پورے رمضان میں عشاء باجماعت پڑھی اسنے لیلۃ القدر کا وافر حصہ پالیا۔ (ایضاً)

o حضرت سی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسنے پورا رمضان نماز عشاء جماعت سے پڑھی اسنے شب قدر کا قیام (کرنے کی فضیلت کو پایا) کرلیا۔ (شعب الایمان ۳/۳۴۰)

o حضرت سعید بن میسب کہتے ہیں: جو شخص شب قدر کو عشاء کی نماز باجماعت پڑھے اس نے اسکا ثواب حاصل کرلیا (ایضاً و موطا امام مالک ۲۶۰)

جب رمضان مکمل ہوتا ہے

ماہ رمضان المبارک جب آتا ہے تو رحمتوں کا انعام، برکتوں کا پیغام، افطاری، سحری اور تراویح کا پروگرام لاتا ہے اس کی نوازشوں اور عنایتوں کا کیا کہنا ارشاد نبوی ہے:

لو یعلم العباد مافی رمضان لَتَمَنَّتْ امتی ان یکون رمضان السنة کلھا ،

marfat.com

مسند ابی یعلی برقم(۱۸۰۷۶)

اگر بندوں کو معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان میں کیا برکات ہیں تو میری امت یہ

تمنا کرتی کہ سارا سال ہی رمضان رہے۔

ماہ رمضان المبارک خالق کائنات کا عظیم تحفہ اور بلند ترین عطیہ ہے جس کی لمحہ لمحہ قدر کرنی چاہیئے اور اس خدائی مہمان کی پوری پوری عزت کرنی چاہیئے۔

چشم حقیقت بین اور دل بینا اس حقیقت کا ادراک واحساس کرتا ہے کہ جب یہ عظیم المرتبت ماہ آتا ہے تو کس قدر خیر و برکت لاتا ہے اور جب وہ ہم سے رخصت ہو جاتا ہے تو اہل ایمان کس قدر عظیم دولت اور بیش بہا نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں ہمیں اس کی جدائی کو کتنی سنجیدگی سے محسوس کرنا چاہیے، اور اس پر کتنا زیادہ مغموم ہونا چاہیے، خدا جانے آئندہ سال یہ سنہری لمحات کسے نصیب ہوتے ہے، کون اگلے سال اسکا استقبال کر سکے گا یہ سنہری موقع دوبارہ کس خوش نصیب کو میسر آتا ہے کون خوش بخت اس کی خیرات، برکات اور انوار وتجلیات سے پھر سے شاد کام ہوتا ہے۔

الوداع، الوداع، الوداع ہے
ماہِ رمضان! بس الوداع ہے
چل دیا ہے جو تو رب کی جانب
اہل ایمان کے پرنم ہیں قالب
قلب عشرت بھی غم سے بھرا ہے
ماہِ رمضان! بس الوداع ہے

(عشرت گودھروی)

آخر رمضان المبارک کے چلے جانے پر غم کیوں نہ ہو؟ افسردگی کیوں نہ

marfat.com

دیتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے انھوں نے بادل نخواستہ ان پابندیوں کو قبول کر رکھا تھا، دل ارادہ یہی تھا کہ کب رمضان کی گنتی پوری ہوتی ہے، اور ہمیں آزادی ملتی ہے

یہی وجہ ہے کہ......

عید الفطر کا چاند نظر آتے ہیں، وہی عیش و طرب، وہی لہو، لعب، وہی عریانی و فحاشی، وہی بد اخلاقی و بد عملی، سرکشی و طغیانی اس میں کچھ فرق نہیں آیا، نفس کے تقاضے اور خواہشات نفسانی میں ذرا خلل واقع نہیں آیا، یاد خدا سے غافل، فکر آخرت سے عاری، شرم نبی سے تہی دامن، قبر کی تنگ و تاریک کوٹھری سے بے خوف، خدا کے عذاب و غضب سے پر امن میلوں، جھمیلوں، اور مخلوط تفریح گاہوں و سیر گاہوں میں شور شغب اور گلچھرے اڑاتے ہیں، احکام خداوندی کو پامال اور طریقہ نبوی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں عیش و طرب میں اپنے انجام اور مآل کو فراموش کر بیٹھتے ہیں۔

قرآن نے روزوں کی فرضیت کی علت غائی اور مقصد حقیقی تقویٰ و پرہیز گاری، بتلایا تھا، آخر ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کہ پورا رمضان بھوک، پیاس اور نفس کے تقاضوں کو ترک کر کے کیا ہم نے روزے کے مقصد کو حاصل کیا؟ ،کیا ہم خود کو متقی، پرہیز گار، کہہ سکتے ہیں؟، کیا تقویٰ کا کوئی معمولی حصہ اور جزء بھی ہمیں نصیب ہوا؟...... کیا پورے ماہ کی پریکٹس، ٹریننگ اور جدوجہد و محنت و مشقت کے باوجود ہماری ارواح...... اجسام...... افکار...... گفتار...... کردار...... رفتار اور خیالات و تصورات میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی؟......

اگر نہیں...... تو پھر ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم نے پورا ماہ محنت کر کے کیا کمایا؟، کیا حاصل کیا؟...... کیا پایا؟...... کس قدر رمضان المبارک سے مستفید و مستفیض

marfat.com

وئے ہیں، اور ہمیں رمضان میں رکھے گئے اپنے روزوں کے متعلق کیا رائے قائم کرنی چاہیے؟۔ یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

صدقہ فطر کی اہمیت

رمضان المبارک کی تکمیل پر عید الفطر سے قبل جو خیرات کی جاتی ہے، اسے "صدقۃ الفطر" اور "زکوٰۃ الفطر" کہا جاتا ہے

صدقہ کا معنی خیرات......اور فطر، کا معنی چھوڑ دینا، ترک کر دینا

کیونکہ روزوں کی تعداد پوری ہو جانے پر انہیں ترک کر دیا جاتا ہے اور انہیں چھوڑ دینے پر یہ صدقہ، ادا کیا جاتا ہے۔

صدقۂ فطر کا لزوم:

صدقہ فطر ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو عاقل، بالغ اور صاحب نصاب ہو، اس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ صدقہ فطر کا لزوم احادیث صحیحہ سے ثابت ہے...... چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں!

ا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ان رسول الله ﷺ فرض زكوٰة الفطر من رمضان على الناس صاعاً من تمر او صاعا من شعير على كل حر او عبد ذكر ا او انثى من المسلمين (مسلم، بخاری ص ۲۰۴ ج ا، مشکوٰۃ ۱۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سبب سے ہر مسلمان خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت پر ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور یا ایک صاع جَو صدقۂ فطر مقرر فرمایا

۲۔ ایک روایت میں ہے:

marfat.com

فرض النبی ﷺ صدقة رمضان علی الحرّو العبد و الذکر و الانثٰی (الحدیث) (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر آزاد اور غلام اور ہر مرد اور عورت پر رمضان کا صدقہ مقرر فرمایا ہے۔

نوٹ: بعض لوگوں کا فرض اور زکوٰۃ کے لفظوں سے اس کی فرضیت کا دعویٰ کرنا محض جہالت ہے، کیونکہ ان سے فرض کا ثبوت قطعی نہیں ہے، لفظ فرض، محض ثبوت و تقرر کیلئے بھی شائع وذائع ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخری دن فرمایا

اخرجوا صدقة صومکم فرض رسول اللہ ﷺ هذه الصدقة الحدیث (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ۱۶۰)

اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو، یہ صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔

۴۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ بعث منادیا فی فجاج مکة الاان صدقة الفطر واجبة علی کل مسلم ذکر اوانثیٰ الحدیث (ترمذی، مشکوٰۃ ۱۶۰)

نبی کریم ﷺ نے ایک منادی کو مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کرنے کیلئے بھیجا کہ آگاہ ہو جاؤ! بے شک صدقہ فطر ہر مرد و عورت مسلمان پر لازم ہے۔

فرض اور زکوٰۃ کے لفظوں سے ''فرضیت'' کشید کرنے والوں کو اس روایت کے ''صدقہ'' اور ''واجبہ'' کے الفاظ سے چشم پوشی کر کے اپنے کمزور مسلک کو ناقص سہارا

marfat.com

دینے کی مذموم کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

روزے لٹکے رہتے ہیں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ صوم شهر رمضان معلّق بين السمآء والارض ولا يرفع الابز كوٰة الفطر (الترغیب والترھیب ۲/۱۵۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان المبارک کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے رہتے ہیں، اور صدقہ فطر کے بغیر درجہ قبولیت حاصل نہیں کرتے۔

یعنی جب صدقہ فطر ادا کر دیا جائے تو روزے مقبول ہو جاتے ہیں۔

صدقہٗ فطر کا سبب:

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک صدقہ فطر کے وجوب کا سبب رمضان ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس کے وجوب کا سبب عید کا دن ہے، حتیٰ کہ جو بچہ عید کی صبح کو پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں:

فرض رسول الله ﷺ زكوٰة الفطر صَاعاً من تمر او صاعاً من شعير على كل عبد او حر صغير او كبير (مسلم/ بخاری/ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر فرمایا ہے، خواہ آزاد ہو یا غلام، بچہ ہو یا بڑا۔

چنانچہ بعض الناس کا یہ کہنا کہ چونکہ روزے میں کچھ کمی رہ جاتی ہے اور علی وجہ

marfat.com

الکمال روزہ نہیں رکھا جا سکتا اس لیئے اس کی تلافی کیلئے صدقہ ءفطر لازم ہے۔صحیح نہیں، یہ وجہ اور علت جامع اور کامل نہیں، کیونکہ صدقہ ءفطر بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنا ضروری ہے، حالانکہ وہ روزے کے مکلف نہیں اور مسلمانوں کے تمام بچے روزے رکھتے بھی نہیں ہیں، تو ان کیلئے یہ وجہ اور سبب معتبر و محقق نہیں ہوتا لہٰذا یہ موقف درست نہیں، تو ثابت ہوا کہ صدقہ فطر کے وجوب کا سبب روزے نہیں، عید ہے۔

صدقہ فطر کے فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

فرض رسول الله ﷺ زکوٰة الفطر طهرة للصيام من اللغو والرفث وطعمةً للمساكين (ابوداوٗد/مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو اس فائدے کیلئے مقرر کیا کہ روزے بے ہودگی اور بدکاری کی آمیزش سے پاک ہو جائیں اور مسکینوں کیلئے کھانے کا انتظام ہو،

یعنی روز صدقہ ءفطر کے دو بڑے فوائد ہیں:

۱۔ روزے کی حالت میں روزے دار سے لہو ولعب، بے ہودگی وفحش گوئی اور روزے کے تقاضوں کے برعکس جو افعال صادر ہوئے ہوں، صدقہ فطر کی وجہ سے روزے ان کی آمیزش سے پاک ہو جاتے ہیں۔

۲۔ عید الفطر ایک ملی تہوار اور مذہبی خوشی کا دن ہے، اس میں ہر مسلمان کو پورا پورا شریک ہونا چاہیئے، امت کے افراد میں غریب و مسکین حضرات بھی موجود ہیں، اگر وہ اپنی مفلسی اور غربت و ناداری کی حالت میں ہی رہیں تو ان کا اس اجتماعی خوشی میں شامل ہونا ممکن نہیں، لہٰذا مسلمان اپنے ان غریب اور تنگ دست بھائیوں کی امداد

marfat.com

کریں، صدقہ فطر ان تک پہنچادیں، تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں، تو صدقہ فطر مستحقین تک پہنچا دینے سے وہ لوگ بھی اپنی خوشیوں کا انتظام کرلیں گے۔

غرباء کیا کریں؟ صدقہ فطر اس مسلمان پر لازم ہے جو صاحب نصاب ہو، غریب، مسکین اور مفلس و نادار پر واجب نہیں ہے، کیونکہ **لا یکلف الله نفسا الا وسعها** (البقرہ) اللہ تعالیٰ ہر جان کو اس کی وسعت کے مطابق ہی حکم دیتا ہے۔

اور اسلام کا قانون بھی یہی ہے کہ زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ، اغنیاء سے لے کر غرباء و مساکین کو دیئے جاتے ہیں، جیسا کہ ذیل کی روایات میں ہے۔

۱۔ **تو خذ من غنیهم فترد علی فقیر هم** (بخاری ۲/۱۰۹۶)

یعنی مالداروں سے وصول کر کے غریبوں کو دی جاتی ہے۔

۲۔ **زکوٰۃ الفطر طهرة للصیام من اللغو الرفث وطعمةً للمساکین**
(ابوداؤد/مشکوٰۃ ۱۶۰)

یعنی صدقہ فطر روزوں کو پاک کرتا ہے اور مساکین کی خوراک ہے۔

جس سے واضح ہے کہ مسکین اور غریب لوگوں سے اس کی ادائیگی اٹھالی گئی ہے اور بجائے ادا کرنے کے وہ خود اس صدقہ کے حقدار ہیں۔

بعض لوگوں کا غرباء پر صدقہء فطر ''فرض'' قرار دینا درست نہیں، اگر بے چارے غرباء و مساکین پر بھی ادا کرنا فرض ہے، تو صدقہ فطر کے مصرف کے طور پر کوئی اور ہی مخلوق تلاش کریں، جو نہ امیر ہو اور نہ غریب۔ بات صرف یہ ہے کہ غرباء پر فرض نہیں، لیکن اگر کسی غریب کو اس قدر امداد پہنچی کہ وہ نصاب کا مالک ہوگیا تو اب وہ غریب رہا ہی نہیں، وہ امیر اور مالدار کے زمرے میں ہے، اب اس پر بھی صدقہ فطر

marfat.com

واجب ہوگا اسلیئے اسے صرف ماسبق کا اعتبار کرتے ہوئے غریب کہہ سکتے ہیں، اور اگر کوئی غریب اپنی طرف سے اس میں شمولیت کرتے ہوئے، اور صدقہ فطر کی برکات کو حاصل کرنے کی غرض سے ''فطرانہ'' ادا کرتا ہے تو اسے اس کا اختیار ہے، اور اسے فائدہ کیا ہوگا؟، حدیث نبوی میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ صاع من بر اوقمح علی کل اثنین صغیر او کبیر حر او عبد ذکر او انثیٰ اما غنیکم فیزکیه اللہ تعالیٰ واما فقیر کم فیزد اده اللہ تعالیٰ علیه اکثر مما اعطاه (ابوداؤد/۲۲۸ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک صاع گندم دو آدمیوں کی طرف سے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت...... اگر تمہارا غنی (ادا کرے) تو اللہ اسے پاک کردے گا اور اگر کم مالدار (ادا کرے) تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ واپس کر دے گا جو اس نے ادا کیا۔

اس حدیث شریف میں ''امیر'' کا لفظ زیادہ مالدار اور ''فقیر'' کا لفظ کم مالدار کیلئے مستعمل ہے۔ تفصیل کیلئے مرقاۃ ملاحظہ ہو۔

اور اگر اسے فقیر بمعنیٰ نادار، تنگ دست اور مفلس کے معنیٰ میں لیں تو پھر وہی مطلب ہے جو اوپر گذر چکا ہے کہ اس پر فطرانہ دینا لازم نہیں لیکن اگر ادا کرے گا تو اجر پائے گا۔

مخالفین کا عجیب وغریب قیاس اور قلابازی

وھابی حضرات اول تو غریبوں پر صدقہ فطر کو ''فرض'' ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں اور جب کچھ بن نہیں پڑتا، اور اپنے موقف کو کمزور ترین دیکھتے ہیں تو پھر یوں قلابازی لگاتے ہیں کہ:

marfat.com

صدقے کی ادائیگی ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے چاہے امیر ہو یا غریب، اس لیئے غرباء کو بھی اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیئے تاہم کوئی بالکل ہی غریب ہو اور کسی ایسی جگہ رہائش پذیر ہو کہ جہاں اسے دیگر مسلمانوں کی طرف سے تعاون نہ ملے تو اس کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے یا پھر وہ نصف صاع ادا کردے، شاید وہی اللہ تعالیٰ قبول فرمالے

(تحفۂ رمضان، ص ۱۰۴، ۱۰۵ از عبدالغفور اثری)

دیکھیئے وھابیوں کے نزدیک کیسا فرض ہے کہ جسمیں روزوں کی تطہیر، خدا کی رضا اور ثواب کی امید ہرگز نہیں، بلکہ اس کی ادائیگی محض اس غرض سے ہے کہ مجھے مال ملے۔ ان کے نزدیک اس ارادہ سے تو فطرانہ ادا کرنا فرض ہے اور اسکی گنجائش بھی ہے اور اگر کسی طرف سے تعاون ملنے کا گمان نہ ہو تو وھابی شریعت میں پھر غریب آدمی کیلیئے اس کی کوئی گنجائش نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ ایک طرف نصف صاع کی تمام روایات کو مرجوع، مردود اور درجہ اعتبار سے ساقط قرار دیا جارہا ہے۔ (ص ۱۰۷)

اور دوسری طرف محض، سینہ زوری، اور شریعت میں من مانی کرتے ہوئے اس کے اثبات کے لئے غرباء کو نصف صاع کی ادائیگی کی اجازت عنایت کررہے ہیں اور مستزاد یہ کہ کسی آیت یا روایت کی ضرورت نہیں۔ بس ایک ہی ''بات کہ مستند ہے میرا فرمایا ہوا''

کس جنس سے ادا کریں؟

شریعت کی طرف سے صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے کہ ایک صاع کھجور، منقّی، جو یا نصف صاع گیہوں میں سے جونسی جنس دینا چاہے، دے سکتا ہے۔ اگر گندم کا آٹا دینا

marfat.com

واجب ہوگا اسلیئے اسے صرف ماسبق کا اعتبار کرتے ہوئے غریب کہہ سکتے ہیں، اور اگر کوئی غریب اپنی طرف سے اس میں شمولیت کرتے ہوئے، اور صدقہ فطر کی برکات کو حاصل کرنے کی غرض سے ''فطرانہ'' ادا کرتا ہے تو اسے اس کا اختیار ہے، اور اسے فائدہ کیا ہوگا؟، حدیث نبوی میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ صاع من بر او قمح علی کل اثنین صغیر او کبیر حر او عبد ذکر او انثیٰ اما غنیکم فیزکیہ اللہ تعالیٰ واما فقیر کم فیزداہ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر مما اعطاہ (ابوداؤد/ ۲۲۸ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک صاع گندم دو آدمیوں کی طرف سے، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت...... اگر تمہارا غنی (ادا کرے) تو اللہ اسے پاک کردے گا اور اگر کم مالدار (ادا کرے) تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ واپس کر دے گا جو اس نے ادا کیا۔

اس حدیث شریف میں ''امیر'' کا لفظ زیادہ مالدار اور ''فقیر'' کا لفظ کم مالدار کیلئے مستعمل ہے۔ تفصیل کیلئے مرقاۃ ملاحظہ ہو۔

اور اگر اسے فقیر بمعنیٰ نادار، تنگ دست اور مفلس کے معنیٰ میں لیں تو پھر وہی مطلب ہے جو اوپر گذر چکا ہے کہ اس پر فطرانہ دینا لازم نہیں لیکن اگر ادا کرے گا تو اجر پائے گا۔

مخالفین کا عجیب وغریب قیاس اور قلابازی وھابی حضرات

اول تو غریبوں پر صدقہ فطر کو ''فرض'' ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں اور جب کچھ بن نہیں پڑتا، اور اپنے موقف کو کمزور ترین دیکھتے ہیں تو پھر یوں قلابازی لگاتے ہیں کہ:

marfat.com

صدقے کی ادائیگی ہر مسلمان کیلیے ضروری ہے چاہے امیر ہو یا غریب، اس لیئے غرباء کو بھی اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے تاہم کوئی بالکل ہی غریب ہو اور کسی ایسی جگہ رہائش پذیر ہو کہ جہاں اسے دیگر مسلمانوں کی طرف سے تعاون نہ ملے تو اس کے لئے گنجائش نکل سکتی ہے یا پھر وہ نصف صاع ادا کردے، شاید وہی اللہ تعالیٰ قبول فرمالے

(تحفہ رمضان، ص ۱۰۴،۱۰۵ از عبدالغفور اثری)

دیکھیئے وھابیوں کے نزدیک کیسا فرض ہے کہ جسمیں روزوں کی تطہیر، خدا کی رضا اور ثواب کی امید ہرگز نہیں، بلکہ اس کی ادائیگی محض اس غرض سے ہے کہ مجھے مال ملے۔ان کے نزدیک اس ارادہ سے تو فطرانہ ادا کرنا فرض ہے اور اسکی گنجائش بھی ہے اور اگر کسی طرف سے تعاون ملنے کا گمان نہ ہو تو وھابی شریعت میں پھر غریب آدمی کیلیئے اس کی کوئی گنجائش نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ ایک طرف نصف صاع کی تمام روایات کو مرجوع، مردود اور درجہ اعتبار سے ساقط قرار دیا جارہا ہے۔(ص ۱۰۷)

اور دوسری طرف محض، سینہ زوری، اور شریعت میں من مانی کرتے ہوئے اس کے اثبات کے لئے غرباء کو نصف صاع کی ادائیگی کی اجازت عنایت کررہے ہیں اور مستزاد یہ کہ کسی آیت یا روایت کی ضرورت نہیں۔ بس ایک ہی ''بات کہ مستند ہے میرا فرمایا ہوا''

کس جنس سے ادا کریں؟

شریعت کی طرف سے صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ ایک صاع کھجور، منقّی، جو یا نصف صاع گیہوں میں سے جونسی جنس دینا چاہے، دے سکتا ہے۔ اگر گندم کا آٹا دینا

marfat.com

چاہے، تو اسی مقدار کے مطابق دے سکتا ہے، اگر قیمت دینا چاہے تو گذشتہ چاروں چیزوں میں سے جسکی قیمت چاہے دے سکتا ہے، علاوہ ازیں اگر چاول، جوار، باجرہ اور کوئی غلہ دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ مذکورہ اجناس کی روٹی یا ستو دے تو بھی صاع یا نصف صاع کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا اجناس مذکورہ کا ثبوت احادیث ذیل میں ہے۔

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر (مالک نصاب) غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے اور بڑے پر رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو صدقۂ فطر مقرر فرمایا (بخاری ۱/۲۰۴)

۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم عہد نبوی میں عید الفطر کے روز ایک صاع طعام، (صدقۂ فطر) ادا کرتے تھے۔ ان دنوں ہمارا طعام جو، منقی، پنیر اور کھجور ہوتا تھا۔ (بخاری ۱/۲۰۶، ۲۰۵)

۳۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم ایک صاع طعام، جو یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقی ادا کرتے تھے۔ (بخاری ۱/۲۰۴)

گندم کا نصف صاع: احادیث کثیرہ میں یہ تصریح ہے کہ گندم کا نصف صاع فطرانہ ادا کرے۔

۱۔ امام ابوداؤد دو صحیح سندوں کیساتھ حضرت ثعلبہ یا حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

قام رسول اللہ ﷺ خطیبا فامر بصدقة الفطر صاع تمرا و صاع شعیر عن کل رأس زاد علی فی حدیثه او صاع برا وقمح بین اثنین الحدیث (ابوداؤد ص ۲۲۸ جلد)

marfat.com

ناصر الدین البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے (صحیح سنن ابی داؤد ۱/۳۰۴ برقم ۱۴۲۷)

یعنی رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو آپ نے کس ایک صاع کھجور، ایک صاع جو اور ایک صاع گندم دو آدمیوں کی طرف سے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

o حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں آخر رمضان میں خطبہ دیا، اور فرمایا: ...... اپنے روزوں کا صدقہ دو، لوگ اس بات کو نہیں سمجھے، آپ نے فرمایا۔ یہاں شہر والوں میں ایک قوم ہے ان کو تعلیم دو، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے، **صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوك ذكر او انثى صغير او كبير** (ابوداؤد ص ۲۲۱ جلد)

کھجور یا جو کا ایک صاع یا گندم کا نصف صاع ہر آزاد یا غلام مرد یا عورت اور چھوٹے اور بڑے پر نبی کریم ﷺ نے مکہ کی گلیوں میں اعلان کرادیا، لوگو! ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے، ہر مرد اور عورت پر، آزاد اور غلام پر، چھوٹے اور بڑے پر

مدان من قمح او صاع مما سواه من الطعام (دار قطنی ۲/۱۴۱)

دو مد (نصف صاع) گندم اور باقی چیزوں کا مکمل صاع ......

o اسی طرح حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہم سے مروی روایات میں نصف صاع گندم کی تصریح ہے۔ (دار قطنی ۲/۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۷)

o حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصف صاع گندم کا مسئلہ بیان کیا تو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا (بخاری)

o علامہ عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، نصف صاع گندم ادا کرنا حضرت ابوبکر حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت معاویہ، حضرت اسماء بنت صدیق (رضی اللہ

marfat.com

عنہم) کا مذہب تھا اور تابعین میں سے سعید بن مسیب، عطا، مجاہد، سعید بن جبیر، عمر بن عبد العزیز، طاؤس، نخعی، شعبی، علقمہ، اسود، عروہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف، ابو قلابہ، عبد الملک بن محمد وغیرہم (علیہم الرحمۃ) کا مسلک ہے۔ (عمدۃ القاری، ۹/۱۱۳)

صدقہ فطر کب ادا کیا جائے: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے، نماز عید سے قبل جب چاہے ادا کر سکتے ہیں اگر نماز عید ادا کر لینے تک بھی ادا نہ کیا جائے تو صدقۂ فطر معاف نہیں ہوتا، بعد میں بھی ادا کرنا ضروری ہے......

o حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں:

امر بها ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوة (بخاری، مسلم/مشکوۃ ص ۱۶۰)

یعنی آپ ﷺ حکم دیتے کہ صدقۂ فطر نماز عید کے لئے جانے سے قبل ادا کیا جائے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا فکان ابن عمر يؤديها قبل ذلك باليوم واليومين (ابوداؤد ص ۱/۲۲۷)

حضرت ابن عمر عید سے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے

o حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے

من اداها قبل الصلوة فهى زكوة مقبولة ومن اداها بعد الصلوة فهى صدقة من الصدقات (ابوداؤد ۱/۲۲۷)

جس نے نماز سے پہلے ادا کیا تو وہ مقبول صدقہ ہو گا (جس پر پورا اجر ملے گا) اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صرف ایک صدقہ ہو گا

کن لوگوں کو صدقہ دیا جائے؟ جن حضرات کو زکوۃ دی جاتی ہے انہیں

marfat.com

صدقہ فطر بھی دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً غریب، مسکین، مسافر، قرض دار، دینی مدارس کے مستحق طلباء۔ اپنی اصل یعنی باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی کو نہیں دے سکتے اور ایسے ہی فرع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو بھی نہیں دیا جا سکتا۔ بہو اور داماد، سوتیلی ماں یا باپ، زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتے ہیں۔

چند ضروری مسائل:

صدقۂ فطر چونکہ روزہ کی وجہ سے واجب نہیں ہوتا۔ اس لیئے اگر کسی عذر کی وجہ سے مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا بغیر عذر کے روزہ نہ رکھا، جب بھی واجب ہے۔

صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا اگر مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ اگر وصیت کی تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا۔ جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا، یا غنی تھا فقیر ہو گیا، تو معاف ہے۔ اگر صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا، بچہ پیدا ہوا، فقیر غنی ہو گیا، تو اس پر بھی واجب ہے۔ اگر بچہ مالک نصاب نہیں تو والد اپنے تمام چھوٹے بچوں کی طرف سے ادا کرے، اگر باپ نہیں تو دادا ادا کرے۔ ماں پر فطرانہ لازم نہیں۔ اپنی عورت اور عاقل و بالغ اولاد (اگر ان کا مال الگ الگ ہو تو ان) کا فطرانہ اس کے ذمے نہیں۔

ماں، باپ، دادا، دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتے داروں کا فطرانہ اس کے ذمے نہیں، ان کے حکم کے بغیر ادا کیا تو ادا نہ ہوگا، اگر ان کے اذن سے کیا تو ادا ہو گیا۔

تفصیلات کے لئے علماء اہلسنت سے رابطہ کریں اور بہار شریعت جلد اول، حصہ ۵ کا مطالعہ کریں۔

marfat.com

میت کی طرف سے روزے

علامہ نووی لکھتے ہیں: جمہور مسلک یہ ہے کہ میت کی طرف سے مطلقا روزہ نہ رکھا جائے خواہ روزہ نذر کا ہو یا غیر نذر کا، علامہ ابن منذر نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کا بھی یہی نظریہ ہے حسن اور زہری سے بھی یہی روایت ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ جمہور کا یہی قول ہے۔ (نووی بر مسلم جلد اول ص ۳۶۲)

علامہ شمس الدین سرخسی نے لکھا ہے:

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفا اور مرفوعا روایت ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے (موطا امام مالک ص ۲۴۵) دوسری دلیل یہ ہے کہ زندگی میں عبادت کی ادائیگی میں کوئی شخص کسی کا نائب نہیں ہوسکتا، لہٰذا موت کے بعد بھی نہیں ہو سکتا، جس طرح کہ نماز میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ عبادت کا مکلف کرنے سے یہ مقصود ہے کہ مکلف کے بدن پر اس عبادت کی مشقت ہو اور نائب کے ادا کرنے سے مکلف کے بدن میں کوئی مشقت نہیں ہوتی۔ البتہ اس کی طرف سے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا، کیونکہ اب اس مکلف کا خود روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے، تو فدیہ اس کا قائم مقام ہو جائیگا، جیسا کہ شیخ فانی کے مسئلہ میں ہے اور جب اس نے فدیہ کی وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے کھانا کھلانا لازم ہے۔ اور اگر وصیت نہیں کی تو کھانا کھلانا لازم نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک مطلقاً کھانا کھلانا لازم ہے خواہ

marfat.com

وصیت کرے یا نہیں، کھانے کے فدیہ کی مقدار ہمارے نزدیک ہر مسکین کے لئے نصف صاع (۲٫۱۳۵ کلو گرام) گندم ہے اور امام شافعی کے نزدیک ایک مد (۱۶۲ اکلوگرام) ہے۔ (المبسوط ص ۸۹ ج ۳ دارالمعرفت بیروت الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۰ھ) (ماخوذ از شرح صحیح مسلم جلد ثالث)

احادیث مبارکہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر کسی شخص پر روزے ہوں تو اس کا ولی، وارث اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا، البتہ اگر اس نے کفارہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کرنا لازم ہے۔ ورنہ مستحب ہے، آپ کے موقف پر چند احادیث ملاحظہ ہوں!

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات و عليه صيام شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكين (ترمذی ۱/۹۰) ابن ماجہ ۱۲۷ واللفظ لہٗ شرح السنۃ ۶/۳۲۷ مشکوٰۃ ۱۷۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اس کے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لايصلى احد عن احد ولايصوم احد عن احد ولكن يطعم عن كل يوم مدمن حنطة (الجوہر النقی ص ۲۵۷ ج ۴)

کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور نہ ہی کوئی کسی اور کی طرف سے

marfat.com

روزہ رکھے لیکن اس کی طرف سے ہر روز کھانا کھلایا جائے۔

اس حدیث کو نقل کر کے امام ابن ترکمانی لکھتے ہیں۔

هذا سند صحيح على شرط الشيخين خلا ابن عبدالاعلىٰ فانه على شرط مسلم (الجوهر النقی ۴/۲۵۷)

یہ سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے سوا ابن عبد کے کیونکہ وہ امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی میت کی طرف سے روزہ رکھنے سے منع فرماتی تھیں۔ (عمدۃ القاری ۱۱/۶۰)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لايصوم احد عن احد ولا يصلي احد عن احد

(موطا امام مالک ۲۴۵، مشکوٰۃ ۱۷۸)

کوئی شخص دوسرے کی طرف سے نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے

۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے:

لايصلين احد عن احد ولا يصومن احد عن احد ولكن ان كنت فاعلاً تصدقت عنه او اهديت۔ (مصنف عبدالرزاق ۹/۶۱۸)

کوئی شخص کسی کی طرف سے ہرگز نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے اور اگر تم نے اس کا کفارہ ادا کرنا ہو تو ان نمازوں یا روزوں کا فدیہ میت کے (ایصال ثواب کے) لئے صدقہ یا ہدیہ کر دو۔

ان احادیث صحیحہ میں میت کی طرف سے روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور

marfat.com

جن رویات میں مرفوع کی تصریح نہیں ہے وہ بھی حکماً مرفوع ہی ہیں، کیونکہ یہ بات ان امور سے ہے جو اپنی رائے اور قیاس سے نہیں کہے جاتے۔

علامہ نووی کا تسامح: علامہ نووی کو دریں مسئلہ تسامح لاحق ہوا ہے کہ انہوں نے کہا ہے مع عدم المعارض لها (نووی بر مسلم ۱/۳۶۲)

کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنے والی حدیث کا کوئی معارض نہیں ہے ان کا یہ کہنا صحیح نہیں، کیونکہ ہم نے احادیث صحیحہ پیش کردی ہیں جو ان روایات کے معارض ہیں، اور ان میں صراحت ہے کہ میت کی طرف سے روزے نہ رکھے جائیں۔

نوٹ: کسی محدث یا عالم سے کسی مسئلہ میں تسامح کا واقع ہونا یا کسی حدیث اور کسی مسئلہ کا ازبر نہ ہونا دور کی بات نہیں۔ ایسا نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ اس میں کسی حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

لیکن وھابی حضرات نے یہ مکروہ دھندا شروع کر رکھا ہے کہ عوام الناس کو فقہ حنفی سے بدل کرنے کے لئے احناف کے تسامحات دکھاتے رہتے ہیں۔ اور اپنے کفریہ عقائد اور شرکیہ نظریات وخود ساختہ افکار سے نظریں چرا لیتے ہیں۔

اگر احناف اس لئے مطعون ہیں کہ ان سے تسامحات واقع ہوتے ہیں تو پھر کائنات میں کوئی محدث، فقیہ، اور عالم قابل اعتماد، لائق استناد اور صاحب اعتبار نہیں رہ جائیگا، کیونکہ وھم، لغزش اور تسامح سے کون محفوظ ہے۔ لہٰذا غیر مقلدین ہر امام اور ہر محدث سے ہاتھ اٹھالیں۔ ورنہ اپنے غیر اخلاقی رویے پر نظر ثانی کریں۔

معارض اَحادیث کا محمل جن احادیث میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے

marfat.com

وہ ان احادیث سے منسوخ اور متروک ہیں۔

۱۔ امام مالک فرماتے ہیں صحابہ وتابعین میں سے کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔(نصب الرایہ ۲/۴۶۳)

۲۔ان احادیث میں بعض اسانید کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔امام مسلم نے حضرت عائشہ کی جو روایت ذکر کی ہے اس کی سند میں عبید اللہ بن ابو جعفر ہے، امام احمد نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔(تہذیب التھذیب ۷/۶)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں، یہ روایت غیر محفوظ ہے۔(کتاب الام ۲/۱۰۵)

۳۔ان احادیث پر عمل نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میت کی طرف سے نماز نہیں پڑھی جائے گی۔اس لئے قیاس (جس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے) کا تقاضہ یہ ہے کہ روزہ بھی نہ رکھا جائے۔کیونکہ دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس شخص نے نمازوں یا روزوں کی نذر مانی پھر فوت ہو گیا تو اس کی طرف سے روزوں کا کفارہ دیا جائے گا۔نہ روزے رکھے جائیں گے، نہ نماز پڑھی جائے گی اور نہ ہی نماز کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔اگر کوئی کہے کہ حج، نماز اور روزے میں کیا فرق ہے، کیونکہ میت کی طرف سے حج کیا جاتا ہے، روزے کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے اور نماز کا نہ کفارہ ہے اور نہ ہی نماز میت کی طرف سے ادا کی جاتی ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالی نے ان کے احکام میں فرق کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حج فرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے حج بدل مشروع فرمایا اور حج کے سوا کسی اور عبادت کا بدل اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری نہیں کیا اور روزے کا

marfat.com

فدیہ اور کفارہ اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں (اور جو شخص روزے کی قضا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا وہ اس حکم میں داخل ہے) اور حائضہ عورت اپنے ایام میں نماز نہیں پڑھتی اور اس کی نماز کا اللہ اور اس کے رسول نے کوئی بدل مقرر نہیں کیا، نہ کوئی کفارہ اور فدیہ مشروع کیا، نماز اور روزے کے بدل نہ ہونے اور حج کے بدل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حج میں مال خرچ ہوتا ہے اس لیے میت کے مال سے حج کیا جائے گا اور نماز اور روزہ محض عبادت فرضیہ ہے اس لیے ان کا بدل نہیں مشروع کیا اگر یہ کہا جائے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنے کے بارے میں حضرت ابن عباس سے حدیث مروی ہے تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

(کتاب الام ص ۱۰۵ ج ۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۳ھ)

(ماخوذ از شرح صحیح مسلم، جلد ثالث)

۴۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایات گزر چکی ہیں کہ میت کی طرف سے روزے نہ رکھیں...... تو قاعدہ یہ ہے کہ جب راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت اس راوی کے نزدیک منسوخ ہے یا پھر وہ روایت اس راوی سے ثابت نہیں۔

۵۔ ایک جواب کا یہ بھی ہے کہ ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ ان کا ولی ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ مفہوم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع روایت میں موجود ہے جو ایک نمبر کے تحت گزر چکی ہے۔

marfat.com

نماز تراویح

تراویح کی وجہ تسمیہ

رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد وتروں سے قبل جو نماز ادا کی جاتی ہے اسے ''نماز تراویح'' کہا جاتا ہے۔ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے، جس کا مادہ رَوْحٌ یا رَاحَةٌ ہے بمعنی آرام تراویح (باب تفعیل کا مصدر ہے جس) کا معنی آرام پانا ہے اور ترویحہ کا معنی ہوا ایک بار آرام پانا۔

اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس نماز میں طویل قیام کی وجہ سے ہر چار رکعتوں پر اپنے بدن کو آرام پہچانے کیلئے کچھ دیر تک بیٹھتے تھے...... جیسا کہ زید بن وھب سے مروی ہے کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یروحنافی رمضان۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۴۹۷)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان میں (ہر چار رکعت کے بعد) آرام کا وقفہ دیتے تھے بدیں وجہ اس نماز کی ہر چار رکعتوں کا نام ترویحہ ہوا، (یعنی ایسی چار رکعتیں جن کے بعد جسم کو آرام پہنچایا جائے۔

وھابیوں نے لکھا ہے: چونکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام پانچ ترویحے (جن کا مجموعہ بیس رکعت ہے) پڑھا کرتے تھے۔ کانوا یتروحون بعد اربع صحابہ کرام چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے اسی مناسبت سے اسے نماز تراویح کہا گیا (ہفت روزہ اہلحدیث 20 مارچ 1992ء)

تراویح آٹھ کو نہیں کہتے

اس لغوی اور لفظی بحث میں آٹھ رکعت کو تراویح کہنے کا کوئی تصور نہیں ابھرتا۔ کیونکہ لفظ اور عمل کی مطابقت نہیں رہتی ہاں بیس رکعت کیلئے تراویح کا صیغہ بولنا بالکل

marfat.com

درست ہے۔اس کے شواھد درج ذیل ہیں:

o......امام محمد بن احمد البابرتی لکھتے ہیں:

الترويحة اسم لكل اربع ركعات فانها فى الاصل ايصال الراحة وهى الجلسة سميت اربع ركعات فى اخرها الترويحة

(العنایۃ علی ھامش الفتح ۱/۴۰۶ مکتبہ حقانیہ پشاور، الکفایہ فی ذیل الفتح ۱/۴۰۷، ایضاً)

ترجمہ: ترویحہ ہر چار رکعت کو کہا جاتا ہے کیونکہ اسکا معنی ہے راحت پہنچانا اور وہ (چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر) بیٹھنا ہے پھر جن چار رکعتوں کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کیا جاتا ہے انہیں ترویحہ کہا جاتا ہے۔

o......عن الليث انه قال سميت صلوة الجماعة فى ليالى رمضان بالتراويح لانهم اول مااجتموا عليها كانوا يستريحون بين تسليمتين قدر ما يصلى الرجل كذا وكذا ركعة (زرقانی شرح مؤطا امام مالک ۱/۲۱۳، باب ماجآء فی قیام رمضان)

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رمضان کی راتوں میں باجماعت نماز کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کی تو وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے تھے کہ جتنی دیر میں آدمی اتنی (مزید چار) رکعتیں پڑھ سکے۔

o......والتراويح جمع ترويحة وهى فى الاصل مصدر بمعنىٰ الاستراحة سميت به لاربع ركعات المخصوصة لاستلزامها الاستراحة بعدها كما هوا لسنة فيها (بحرالرائق ۲/۶۶)

marfat.com

تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور وہ اصل میں مصدر ہے استراحت کے معنی میں چار مخصوص رکعتوں کا نام ترویحہ اس لیے رکھا گیا کہ سنت کے مطابق ان چار رکعتوں کے بعد آرام پانا لازم ہے۔

o......علامہ شیخ محمد رواس قلعجی اور علامہ حامد صادق قنیبی لکھتے ہیں:

التراویح مفردها ترویحة وهی الاستراحة قیام شهر رمضان وسمی بالتراویح لا نه یعقب کل اربع رکعات منه ترویحة (جلسة استراحة

(معجم لغۃ الفقہاء، حرف التاء، التراویح ۱۲۷، طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

تراویح اسکا واحد ترویحہ ہے جس کا معنی ہے آرام پہنچانا۔ ماہِ رمضان کی مخصوص نماز کو تراویح کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ہر چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ یعنی بیٹھ کر آرام کرنے کا موقع آتا ہے۔

o......علامہ ابراہیم انیس لفظ تراویح پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(التراویح) جمع ترویحة وهی فی الاصل اسم للجلسة مطلقا، ثم سمیت به الجلسة اللتی بعد اربع رکعات فی لیالی رمضان لا ستراحة الناس بها ثم سمیت کل اربع رکعات ترویحة مجازاً واصلها المصدر

(المعجم الوسیط، باب الراء، التراویح ج ۱ ص ۳۰۸، تہران)

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے یہ اصل میں مطلقاً بیٹھنے کو کہتے ہیں پھر رمضان کی راتوں کی (مخصوص نماز) کی ہر چار رکعتوں کے بعد بیٹھنے کا نام ترویحہ رکھ دیا گیا ہے کیونکہ لوگ اس کیساتھ اپنے آپ کو راحت پہنچاتے ہیں، پھر مجازی طور پر ہر چار رکعت کو ترویحہ کہہ دیا گیا۔ ترویحہ اصل میں مصدر ہے۔

marfat.com

o......حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

والتراويح جمع ترويحة وهى المرة الواحدة من الراحة كتسليمة من السلام سميت الصلوٰة فى الجماعة فى ليالى رمضان التراويح لانهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسلمتين (فتح الباری ۴/۲۵۰)

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ ایک بار ہوتا ہے، یہ راحت سے مشتق ہے جیسے تسلیمہ اسلام سے۔ جو نماز رمضان المبارک کی راتوں میں باجماعت پڑھی جاتی ہے اسکا نام تراویح اسلیئے رکھا گیا ہے کہ جب ابتداء میں لوگ اس نماز کو باجماعت پڑھنے لگے تو ہر دوسلاموں (چار رکعتوں) کے بعد آرام کرتے تھے۔

o......علامہ ابن منظور افریقی نے لکھا ہے:

(ترجمہ) تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور اس کا معنیٰ ایک دفعہ آرام کرنا ہے، جیسے سلام سے تسلیمہ ایک دفعہ سلام کرنا اور ترویحہ رمضان کے مہینہ میں آرام کرنا ہے اسکا نام لوگوں کے ہر چار رکعت کے بعد آرام کرنے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ (لسان العرب)

o......امام بیہقی نے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى اربع ركعات فى الليل ثم يتروح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چار رکعت پڑھ کر آرام فرماتے تھے) نقل کر کے لکھا ہے فهذا اصل فى تروح الامام فى صلوة التراويح یہی معمول صلوٰۃ التراویح کے دوران ہر چار رکعت کے بعد امام کے آرام کرنے کی دلیل ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۷)

o......غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۶ میں ہے وهى عشرون ركعة يجلس

marfat.com

عقب كل ركعتين ويسلم فهي خمس ترويحات كل اربعة منها ترويحة

تراویح بیس رکعت ہیں، ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے، اسکے پانچ ترویحے ہیں ہر چار رکعت کا نام ایک ترویحہ ہے۔

لہذا پانچ ترویحے بیس رکعت ہوئیں۔علاوہ ازیں یہی مضمون

o امام شمس الدین ابن قدامہ نے ''الشرح الکبیر علی متن المقنع'' جلد اول ۷۸۱ مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

o امام ابن اثیر الجزری نے ''النھایہ'' باب الراء مع الواو، جلد ۲ ص ۲۷۴ طبع قم

o امام محمد بن طاہر الفتنی نے ''مجمع بحار الانوار، باب الراء مع الواو جلد ۲ ص ۳۹۲ طبع دار الایمان، مدینہ المنورہ پر بھی نقل کیا ہے۔

وھابیوں کی تائید:

تراویح کا معنیٰ اور اسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے غیر مقلد وھابیوں نے یہی بھی امور ذکر کیے ہیں، حوالہ جات درجہ ذیل ہیں:

۱۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور......۳ جولائی ۱۹۸۱ء

۲۔ ہفت روزہ اہلحدیث......ص ۱۰۔۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء
مضمون از محمد اعظم آف گوجرانوالہ۔

۳۔ فتاوٰی علمائے حدیث......ج ۲ ص ۲۳۰۔۲۴۱

۴۔ رسائل بہاولپوری......ص ۱۰۱۔از عبداللہ بہاولپوری

۵۔ لغات الحدیث،......کتاب ''باب الراء مع الواو'' ج ۲ ص ۱۴۵، طبع میر محمد، کراچی، از وحید الزمان حیدر آبادی۔

marfat.com

تراویح کی شرعی حیثیت:

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے جسکا ترک گناہ اور جرم ہے۔

o......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:......

شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا (شعب الایمان ج ۷ص ۲۱۷، درمنثور ج ۱ص ۱۸۸، صحیح ابن خزیمہ ج ۳ص ۱۹۱، مشکوٰۃ ۱۷۳، الترغیب والترھیب ج ۲ص ۹۴، کنز العمال برقم ۲۳۷۱۴)

ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ جس کے روزے اللہ نے فرض کیئے اور راتوں کا قیام اضافی عبادت قرار دیا۔

o......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:......

ان الله تبارك وتعالىٰ فرض صيام رمضان عليكم وسننت لكم قيامه (نسائی ج ۱ص ۳۰۸، ابن ماجہ ۹۵، مسند احمد ج ۱ص ۱۹۱، ۱۹۵، مختصر قیام اللیل ۱۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۳۱۵)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے اسکا قیام سنت بنادیا ہے۔

o......**عن ابی هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُرغِبُ فى قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعزيمة** (بخاری ۱/۲۶۹، مسلم ۱/۲۵۹، ترمذی ۱/۱۰۰، ابوداؤد ۱/۲۰۱، نسائی ۱/۳۰۷)

marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب دیتے لیکن اسے لازم (فرض یا واجب) نہیں فرماتے تھے۔

o......وفی الباب عن عائشة رضی الله عنها (ترمذی ج۱ص۱۰۰)

اور یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

o......حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کی آمد پر خطبہ ارشاد فرمایا:......

ان هذا الشهر المبارك الذی فرض الله صيامه ولم يفرض قيامه (وفی لفظ) كتب الله عليكم صيامه ولم يكتب عليكم قيامه

(قیام اللیل ۱۵۲، مطبوعہ رحیم یار خان)

بے شک یہ مہینہ برکت والا ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کیے اور قیام فرض نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے اس کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں قیام فرض نہیں فرمایا۔

o......رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رمضان المبارک کی آمد کا اعلان فرمایا، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا:

نادفی الناس لوگوں میں ندا کردو، **فنادیٰ فی الناس ان یقوموا وان یصوموا** تو انہوں نے اعلان کیا کہ لوگ رمضان کا قیام بھی کریں اور روزے بھی رکھیں۔ (سنن دار قطنی ۲/۱۵۹، نشر السنہ لاہور)

o......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عید الفطر کے روز خطبہ دیا، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

ان هذا شهر فرض الله صيامه وسن رسول الله صلى الله عليه وسلم قيامه الحديث (قیام اللیل ص۱۵۲)

marfat.com

بے شک یہ مہینہ وہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کیے اور اسکا قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت بنایا۔

ان تمام روایات میں قیام رمضان، سے مراد نماز تراویح ہے اور ہر چند واضح ہے کہ وہ فرض یا واجب نہیں بلکہ مسنون عمل ہے۔

نماز تراویح کی مختصر تاریخ:

احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں صرف تین راتیں جماعت کیساتھ نماز تراویح ادا فرمائی ہے، پھر ارشاد فرمایا اگر ہم باقاعدہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھتے رہیں گے تو خدشہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔ لہذا تم اسے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ اس وقت سے لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع زمانے تک لوگ اسی طرح متفرق طور پر ہی نماز ادا کرتے رہے۔ حتی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب اس نماز کے فرض ہو جانے کا ڈر ختم ہو گیا ہے لہذا آپ نے نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا انتظام فرمایا، اس وقت سے لے کر آج تک تمام مسلمان پورے اتفاق سے اس نماز کو باجماعت ادا کر رہے ہیں یوں انہیں سنت نبوی اور سنت فاروقی پر عمل کرنے کا دوہرا ثواب حاصل ہو رہا ہے۔ اس بارے میں چند روایات ملاحظہ ہوں!......

o......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صمنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رمضان فلم يقم بنا شيئاً من الشهر

marfat.com

حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخامسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل...... فلما کانت الرابعة لم یقم فلما کانت الثالثة جمع اهله ونسآءہ والنّاس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قال قلت وما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیة الشهر (ابوداؤد ج ا ص ۱۹۵ واللفظ لہ، نسائی ا/ ۲۳۸، ابن ماجہ ص ۹۵، ترمذی ا/ ۱۹۹، مشکوٰۃ ۱۱۴)

یعنی ہم نے ماہ رمضان کے روزے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھے لیکن آپ نے نماز (تراویح) ہمیں نہ پڑھائی یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے تو اس (تیئسویں کی) رات آپ نے ہمیں نماز (تراویح) اتنی دیر تک پڑھائی کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر اگلی رات آپ نے ہمیں تراویح نہ پڑھائی پھر اگلی (پچیسویں) رات اتنی دیر تک نماز (تراویح) پڑھائی کہ آدھی رات گزر گئی اس کے بعد ایک رات (تراویح) نہ پڑھائی۔ اگلی (ستائیسویں) رات (تراویح) پڑھائی اور اتنی طویل کی کہ ہم ڈر گئے کہ کہیں فلاح فوت نہ ہو جائے میں نے پوچھا فلاح کیا ہے؟ کہا سحری کا وقت پھر (باقی دنوں میں) آپ نے ہمیں (تراویح) نہ پڑھائی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سات روز باقی رہتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین راتیں (درمیان میں ایک ایک رات چھوڑ کر) نماز باجماعت پڑھائی۔ یعنی آپ نے تیئسویں، پچیسویں اور ستائیسویں رات کو جماعت سے نماز تراویح ادا فرمائی۔

o حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

marfat.com

ان النبی صلی الله علیه وسلم اتخذ حجرة فی المسجد من حصیر فصلیٰ فیها لیالی حتی اجتمع علیه ناس ثم فقدوا اصوته لیلة وظنوا انه قد نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم فقال ماز ال بکم الذی رأیت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ماقمتم به فصلوا ایهاالناس فی بیوتکم ......

(بخاری ج ا ص ۱۰۱، مسلم ج ا ص ۲۶۶، مشکوٰۃ ص ۱۱۴ واللفظ لہٗ)

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے (ماہ رمضان میں) مسجد میں کھجور کی چٹائی سے ایک حجرہ بنالیا اس حجرے میں آپ نے (اعتکاف کے دوران) چند راتیں (تین راتیں) لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز تراویح ادا فرمائی پھر اس کے بعد لوگوں نے آپ کی آواز نہ سنی، انہوں نے خیال کیا کہ شاید آپ سو گئے ہیں تو بعض حضرات نے کھنکارنا شروع کیا، تاکہ آپ ان کے پاس (باہر) تشریف لے آئیں، آپ نے ارشاد فرمایا (نماز تراویح کے شوق میں) دیر سے جو کچھ تم کر رہے ہو میں نے سب کچھ دیکھا ہے، مجھے اس بات کا خوف تھا کہ (باقاعدہ نماز ادا کرنے سے) کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور اگر تم پر (تراویح) فرض کر دی گئی تو تم اسے نبھا نہ سکو گے تو اے لوگو! اب تم اس نماز کو اپنے گھروں میں پڑھو۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات تک باجماعت نماز ادا فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اب تم یہ نماز اپنے گھروں میں ہی پڑھ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے اور تم اسے نبھا نہ سکو۔

o......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

marfat.com

فتوفی رسول الله صلی الله علیه وسلم والا مر علیٰ ذالك ثم کان الامر علیٰ ذالك فی خلافة ابی بکرو صدرا من خلافة عمر علی ذلك (مسلم ج اص ۲۵۹ بخاری ج اص ۲۶۹، مشکوٰۃ ۱۱۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت نماز کا معاملہ یوں ہی تھا (کہ لوگ بغیر جماعت کے الگ الگ مسجد میں یا اپنے گھروں میں نماز پڑھتے تھے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی معاملہ یوں ہی رہا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے شروع میں بھی یہی طریقہ کار تھا۔

پھر کیا ہوا؟

○ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرماتے ہیں:

خرجت مع عمر بن الخطاب لیلة فی رمضان الی المسجد فاذ الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہٖ ویصلی الرجل فیصلی بصلوٰته الرهط فقال عمر انی اری لو جمعت هولآء علی قارئ واحد لکان امثل ثم عزم فجمعهم علی ابی بن کعب ثم خرجت معه لیلة اخریٰ والناس یصلون بصلوٰة قارئهم قال عمر نعم البدعة هذه الحدیث۔ (بخاری ۱/ ۲۶۹ واللفظ لہ، السنن الکبریٰ ۲/ ۴۹۳، موطا امام مالک ص ۹۷، شرح السنہ ۲/ ۵۱۰، مشکوٰۃ ۱۱۵)

میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو لوگوں کو الگ الگ انداز میں نماز پڑھتے دیکھا، کوئی تو تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ چند اور لوگ بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں

marfat.com

کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو بہت مثالی کام ہوگا۔ پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا
لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھا کر دیا پھر ایک رات میں حضرت
رضی اللہ عنہ کیساتھ مسجد کی طرف آیا تو دیکھا کہ لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت (نئی چیز) ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا ہر نئی چیز بدعت بمعنیٰ گمراہی نہیں ہوتی بلکہ وہ نئے امور جو
سول دین سے ٹکراتے ہوں وہ بدعت سیۂ اور گمراہی ہیں۔

مذکورہ بالا روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
لم نے تین رات نماز تراویح با جماعت ادا فرما کر صرف اس خدشہ سے ترک فرمائی
ی کہ مبادا آپ کی امت پر فرض نہ ہو جائے اور دور فاروقی میں چونکہ وہ خدشہ ختم ہو
کا تھا اس لیے آپ نے ایک امام کی اقتداء میں تمام مسلمانوں کو جمع فرما کر با جماعت
ماز تراویح کو جاری فرما دیا۔

راویح کے لیے جماعت شرط نہیں

نماز تراویح کو با جماعت ادا کرنا شرط نہیں بلکہ افضل واولیٰ ہے۔ اگر جماعت
شرط ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رات نماز ادا فرمانے کے بعد صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کو گھروں میں نماز ادا کرنے کا حکم نہ دیتے اور دور صدیقی اور خلافت
فاروقی کے ابتدائی ایام میں یہ نماز عمومی طور پر بغیر جماعت کے نہ پڑھی جاتی۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

وقال عیسیٰ بن ابان وبکار بن قتیبہ والمزنی من اصحاب الشافعی

marfat.com

واحمد بن عمران رحمهم الله تعالیٰ الجماعة احب وافضل
المشهور عن عامة العلمآء رحمهم الله تعالیٰ وهو الاصحّ والا وثق۔

عیسی بن ابان، بکار بن قتیبہ اور مزنی نے کہا جو کہ اصحاب شافعی سے ہیں اور
بن عمران کا بھی یہی قول ہے کہ تراویح میں جماعت احب (زیادہ پسندیدہ) اور افضل
شرط نہیں) اور عام علماء سے بھی یہی مشہور ہے اور یہی زیادہ درست اور زیادہ پختہ ہے۔

البتہ تراویح باجماعت پڑھنے کی فضیلت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ
باجماعت تراویح پڑھنے سے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت کی تکمیل ہو
ہے، وہاں سنت فاروقی کی بھی تعمیل ہوجاتی ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا:...... علیکم
بسنتی وسنة الخلفآء الراشدین المهدیّین (ابوداؤد ج۲ ص۲۷۹)

یعنی تم پر میری سنت اور میری خلفاء راشدین محدیین کی سنت لازم ہے

٥ ...... امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے جیسا
کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب له قیام لیلة
الحدیث (ابوداؤد ا/۱۹۵ واللفظ لہ، ابن ماجہ ۹۵، ترمذی ا/۱۹۹، مشکوٰۃ ۱۱۴، شرح
السنہ ا/۵۱، نسائی ا/۲۳۸)

بے شک آدمی جب امام کے ساتھ نماز (قیام رمضان) سے فارغ ہوتا ہے تو
اسے پوری رات قیام کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

٥ ...... تراویح باجماعت ادا کرنے سے پورا قرآن مجید سننے کی سعادت ملتی
ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:......

marfat.com

من استمع الى اية من كتاب الله تعالىٰ كتب له حسنة مضاعفة ن تلاها كانت له نوراً يوم القيامة (جامع صغیر۲/۱۶۲،مسند احمد۲/۳۴۱،تفسیر کثیر۲/۲۸۱)

جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت کو سنا اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو قرآن مجید ایک آیت تلاوت کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی۔

معلوم ہوا قرآن سننے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے، عام طور پر ایک حرف کے لے دس نیکیاں ملتی ہیں (ترمذی ج۲ص۱۱۵،مشکوٰۃ ص۱۸۶)

تو رمضان المبارک میں قرآن سننے والوں کو دوگنا ثواب ملتا ہے یعنی بیس یاں ملتی ہیں، یوں تراویح میں قرآن سننے والے ثواب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ حاصل رلیتے ہیں۔

o......تراویح باجماعت ادا کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عوام الناس حان اور توجہ سے اسے برموقع اور پابندی سے ادا کرلیتے ہیں ورنہ گھریلو معاملات رخانگی امور میں الجھنے کی بناء پر اسکے قضا ہونے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

ماز تراویح کی فضیلت:

نماز نماز تراویح ادا کرنے والوں کو کس قدر فضیلت، ثواب اور درجات ملتے ں ملاحظہ فرمائیں!......

o......گذشتہ دلائل سے واضح ہے کہ نماز تراویح، سنت نبوی ہے اور حضرت س رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

من احب سنتی فقدا احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة (مشکوۃ

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے
سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

نماز تراویح سے محبت رکھنے والوں کو جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رفاقت حاصل ہوگی۔

○ ...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا علیہ
التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا من تقرب فيه
بخصلة من الخير كان كمن ادّى فريضة فيما سواه (شعب الایمان
۲۱۷/۷، صحیح ابن خزیمہ ۱۹۱/۳، مشکوۃ ۱۷۳)

اس (رمضان کے) مہینے کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کی رات
کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے، اس ماہ میں جو شخص ایک نیک خصلت (نفلی عبادت) کے
ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اسے دیگر ایام میں فرض
ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

معلوم ہوا کہ نماز تراویح ادا کرنے والوں کو ایک تراویح کے بدلے ایک فرض
ادا کرنے کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔

○ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بڑے اہتمام سے رمضان میں تراویح ادا کرنے کا شوق دلایا کرتے تھے لیکن اسے
فرض نہیں فرماتے تھے پھر آپ فرماتے: من قام رمضان ایمانًا و احتسابا غفرله

marfat.com

ماتقدم من ذنبه (بخاری۱/۲۶۹، مسلم ۱/۲۵۹، ترمذی۱/۱۰۰، مشکوٰۃ ۱۱۵)

جو آدمی ایمان اور خلوص کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نماز تراویح ادا کرے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

○......حضرت عمرو الجھنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

ان شهدت ان لا اله الا الله وانك رسول الله وصليت الصلوات الخمس واديت الزكوٰة وصمت رمضان وقمته فممن انا؟ قال من الصديقين والشهدآء ......

(ابن خزیمہ ۳/۳۴۰، ابن حبان ۲/۱۸۴، الترغیب والترھیب ۲/۱۰۶)

اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور پانچ وقت نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں، رمضان المبارک کے روزے رکھوں اور رمضان کا قیام کروں (نماز تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: تب تو صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہوگا۔

○......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس قیام (نماز تراویح) کو سنت مقرر کیا ہے۔

فمن صامهٗ وقامهٗ ايمانا واحتسابا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه

(نسائی ۱/۳۰۸ مسند احمد ۱/۱۹۱، شعب الایمان ۷/۲۲۲)

جس نے اس کے روزے رکھے اور قیام کیا ایمان اور خلوص کیساتھ وہ اسے

marfat.com

اس دن کی طرح پاک ہو جاتا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

o ..... مزید فرمایا:

من قام رمضان ایماناً و احتسابا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه

(نسائی ۱/۳۰۸)

جس نے ایمان اور خلوص نیت کیساتھ رمضان کا قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوا جس طرح اس دن پاک ہوا تھا جب اسکی ماں نے اسے جنم دیا۔

o ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ماہ رمضان کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لیس عبدمومن یصلی فی لیلة فیها الا کتب الله له الفاً وَّ خَمْسَ مائةِ حسنة بکل سجدة وبنی له بیتا فی الجنة من یاقوتة حمراءَ لها ستون الف بابٍ لکل باب منها قصر من ذهب موشح بیاقوتة حمراء

(شعب الایمان)

یعنی جو صاحب ایمان رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے ہر سجدے کے بدلے اس کے لیے پندرہ سو نیکیاں لکھے گا اور جنت میں اس کیلئے سرخ یاقوت کا ایک شاندار گھر بنائے گا۔ جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہونگے اور ہر دروازے کے اندر ایک ایک سونے کا محل ہوگا، جس کے حاشیوں پر آرائش کیلئے سرخ یاقوت کی لڑیوں والی جھالریں پہنائی گئی ہوں گی۔

نماز تراویح ادا کرنے والے کو ہر سجدے کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں ملتی

marfat.com

ہیں، نماز تراویح ہر روز بیس رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں، تو بیں رکعت میں چالیس سجدے ہوئے اور ایک مہینے (تیس دنوں) میں نماز تراویح کے سجدے، تیس ضرب چالیس، بارہ سو ہوئے، اب ایک سجدے کا ثواب پندرہ سو نیکیاں ہیں تو بارہ سو سجدوں کو پندرہ سو نیکیوں سے ضرب دیں تو اٹھارہ لاکھ نیکیوں کا ثواب بنتا ہے تو ایک مہینے (تیس دنوں) میں تراویح پڑھنے والے کو اٹھارہ لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور جنت میں ایسے گھر اس پر مستزاد جو سرخ یاقوت سے تیار شدہ ہوں گے اور جن میں ساٹھ ہزار سونے کے شاندار محل ہوں گے۔

مکہ مکرمہ میں تراویح کا ثواب

حجاز مقدس (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں عبادت وریاضت اور ذکر وفکر کا اپنا ہی لطف ہے کیونکہ وہاں ہر نیکی کا ثواب دیگر مقامات کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ وہاں خصوصی انوار وبرکات اور قبولیت کے لمحات ہوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں تو عام حالات میں بھی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ملتا ہے۔ ماہِ رمضان کے کیا کہنے؟ ارشادِ نبوی ہے:......

من ادرك شهر رمضان بمكة فصامه وقام منه ما تيسر كتب الله له مائة الف شهر رمضان فيما سواه و كتب له بكل يوم عتق رقبة وبكل ليلة عتق رقبة و كل يوم حملان فرس في سبيل الله وفي كل يوم حسنة وفي كل لية حسنة (ابن ماجہ)

جس نے مکہ مکرمہ میں ماہ رمضان پایا اور اسکے روزے رکھے اور قیام کیا (نماز تراویح پڑھی) جتنا اسے میسر آیا تو اللہ تعالیٰ اسے دوسری جگہوں کے ایک لاکھ رمضان

marfat.com

کا ثواب لکھے گا اور اسکے لیے ہر دن اور ہر رات کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور ایک مجاہد کو جنگی سامان دینے کا اور ہر دن اور ہر رات میں ایک شاندار نیکی کا ثواب لکھے گا۔

رکعات تراویح کی تحقیق

سطور ذیل میں نماز تراویح کی رکعات پر تحقیقی بحث پیش خدمت ہے:

رسول اللہ رمضان المبارک میں آٹھ رکعت سے زیادہ نماز پڑھتے: عام طور پر رسول اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ رات کے وقت اکثر گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے، جن میں آٹھ رکعات نماز تہجد اور تین رکعات نماز وتر ہوتے۔

o ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی احدیٰ عشرۃ رکعۃ (بخاری ۱/۱۵۱)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

لیکن جب رمضان المبارک جلوہ گر ہوتا تو آپ کی نماز کی تعداد بڑھ جاتی

o.....حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتهد فی العشر الاواخر مالا یجتهد فی غیرہ (مسلم ۱/۲/۳۷، نسائی ۱/۲۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اتنی زیادہ مشقت کرتے جو آپ رمضان کے علاوہ نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

o......مزید فرماتی ہیں:

كان النبی صلى الله عليه وسلم اذا دخل شهر رمضان شد مئزره (شعب الایمان ۳/۳۱۰)

نبی کریم ﷺ ماہ رمضان کی آمد پر (عبادت کیلئے) خوب کمربستہ ہوجاتے تھے

o......آپ فرماتی ہیں:

كان اذا دخل رمضان تغير لونه وكثرت صلوته

(شعب الایمان ۳/۳۱۰)

جب رمضان آجاتا تو آپ کا رنگ متغیر ہوجاتا اور نماز کی تعداد زیادہ ہوجاتی۔

ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہورہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں جس قدر نماز ادا فرماتے تھے اس کی تعداد اس نماز سے زیادہ ہوتی تھی جو آپ رمضان المبارک کے علاوہ پڑھتے تھے۔ اگر عام حالات میں وتر سمیت گیارہ رکعات ہوتی تھیں تو دوٹوک فیصلہ ہوگیا کہ رمضان المبارک میں اس سے زیادہ رکعات پڑھتے تھے۔ لہٰذا تراویح کے متعلق آٹھ اور گیارہ رکعات کا موقف صحیح نہ رہا......

غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے کھلے لفظوں میں مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

يعلم من حديث كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد فی رمضان مالا يجتهد فی غيره رواه مسلم ان عددها كثير (الانتقاد الرجیح ص ۶۱)

حدیث کے اس جملہ سے کہ آپ رمضان میں جتنی مشقت فرماتے تھے اتنی عام دنوں میں نہیں فرماتے، معلوم ہوتا ہے کہ آپکی تراویح کا عدد (آٹھ سے) زیادہ تھا

marfat.com

اب آیئے معلوم کریں!...... کہ جب آپ کی تراویح کی تعداد گیارہ سے کہیں زیادہ تھی تو وہ کتنی تھی؟...... سطور ذیل میں ہم ان احادیث صحیحہ کی تائید میں کثیر روایات نقل کررہے ہیں جن میں بیس رکعات کی صراحت ہے۔

عمل نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر (مصنف ابی شیبہ ۲/۳۹۴، طبرانی کبیر ۱۱/۳۹۳، سنن کبریٰ ۲/۴۹۶، مجمع الزوائد ۳/۱۷۲، کرمانی شرح بخاری ۹/۱۵۶، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸، فتاویٰ عزیزی ص ۱۳۰، رزقانی شرح موطا ۱/۳۵۵، کتاب الوفا ۱/۵۶۰، موطا امام ۱۴۲ حاشیہ، تہذیب الکمال ۱/۶۰، معجم اوسط ۱/۴۴۴، تلخیص الحبیر ج ۲/۲۱، ذیل تاریخ بغداد لابن نجار ۴/۱۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے۔

غیر مقلدین اپنا سارا زور اس روایت کو ضعیف کہنے اور اس کے راوی ابوشیبہ پر جرح کرنے پر لگا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ روایت ضعیف بھی ہو تو بھی قبول ہے، کیونکہ یہ ان احادیث صحیحہ کی تائید کررہی ہے جن میں ثابت ہے کہ آپ رمضان میں زیادہ رکعتیں پڑھتے تھے، اور خود دھابیوں کو بھی تسلیم ہے کہ صحیح کی تائید میں ضعیف پیش کرنا منع نہیں، لہٰذا درست ہے۔

نوٹ: یاد رہے جس طرح ایک طرف اس حدیث کو حدیث صحیح سے تائید مل

marfat.com

رہی ہے ایسے ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں بیس تراویح کو رائج فرمانا، صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء ومحدثین اور اولیائے امت کا بیس تراویح پر عمل کرنا (اگر ہو بھی تو) اسے درجہ ضعف سے اٹھا کر قوت کے اعلیٰ پائے میں پہنچا دیتا ہے۔ اور بیس پر اجماع اسے سنادی دلائل سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

غیر مقلدین کا فیصلہ

۱۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:......

بعض ضعف ایسے ہیں جوامت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔

(رسالہ اہلحدیث، امرتسر ۱۹، اپریل ۱۹۰۷ء)

۲۔ ایسے ہی زبیر علی زئی نے مانا ہے کہ متواتر مسئلہ اسنادی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا۔

(نور العینین ۲۳۷)

۳۔ اور نواب صدیق حسن بھوپالوی نے تلقی بالقبول والی روایت سے استدلال کو درست قرار دیا ہے۔ (الروضۃ الندیہ ص ۶)

معلوم ہوا کہ اگر اجماعی مسئلہ پر ضعیف احادیث بھی وارد ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اسناد کا ضعف اجماع کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ حدیث صحیح ٹھہری۔

وھابیوں کے دلائل

اس کے رد میں وہابی حضرات جو روایات پیش کرتے ہیں وہ یا تو صحیح اور صریح نہیں اگر صریح ہیں تو ان کا مسئلہ تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ حدیث عائشہ کو پیش کر دیا جاتا ہے اس حدیث میں اضطراب بھی ہے اور اسکا تعلق نماز تہجد کیساتھ ہے۔ اس حدیث کے

marfat.com

محدثین اور بھی کئی جوابات دیئے ہیں جو اپنے مقام پر آئیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

دفع تعارض

خدا جانے کسی خوش فہمی سے وھابی حضرات اس روایت کے مقابلہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور معارض پیش کر دیتے ہیں اور پھر بغلیں بجاتے ہیں کہ دیکھو!......فلاں فلاں عالم نے اسے معارض بتایا ہے لیکن انہیں اتنا شعور بھی نہیں رہتا کہ ان کے نزدیک خود نبی کی رائے حجت نہیں تو امتی کا قول کیسے حجت ہوگیا؟......جب ان کے نزدیک اکابر فقہاء سے غلطی ہوسکتی ہے تو ایک روایت کو دوسری روایت کے معارض بتانے میں بھی علماء سے چوک ہوسکتی ہے......

اور حقیقت بھی یہی ہے جس کی تفصیل آٹھ تراویح کے دلائل کا مختصر جائزہ میں ذکر ہوگی اس پر متعدد محدثین کی گواھیاں موجود ہیں، للہذا متعدد افراد کے مقابلہ میں چند حضرات کی رائے معتبر نہیں اور خود احادیث مبارکہ بھی ہماری تائید کرتی ہیں للہذا تعارض نہ رہا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی لکھتے ہیں:

وقدسبق ان یتوھم معارضاً له اعنی حدیث ابی سلمة عن عائشة

(فتاویٰ عزیزی)

کہ وھم کی بناء پر اس حدیث ابن عباس کا معارض حدیث عائشہ کو سمجھ لیا گیا ہے، ورنہ وہ حقیقت میں اس کی معارض نہیں ہے۔

للہذا حدیث ابن عباس جرح سے سالم ہے۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحیح

marfat.com

اسناد سے مروی آثار سے اس کی تاکید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چوبیس رکعات (۴ عشاء کے فرض اور ۲۰ تراویح) پڑھائیں، اور آپ نے وتر پڑھائے، (تاریخ جرجان ص ۲۷۵)

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھ کر ترویحہ کرتے تھے (سنن کبریٰ ۲/ ۴۹۷)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔

(تلخیص الحبیر ۲/ ۵۴۰ حدیث نمبر ۵۴۰ بسند صحیح)

اس روایت پر عدد کے تعین کے متعلق اعتراض کا رد کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی نے بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مزید دو روایتوں سے تائید کر کے اس اعتراض کا قلع قمع کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا

عمل فاروقی:

عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة

(موطا امام مالک ۹۸، السنن الکبریٰ ۲/ ۴۹۶، مرقاۃ ۳/ ۱۹۲، زرقانی شرح موطا ۱/ ۳۵۵، فتح الباری ۴/ ۲۰۴، آثار سنن ۲۵۳)

حضرت یزید بن رومان (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رمضان میں تیئس رکعات

marfat.com

(بیس تراویح + تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

o امام شافعی کہتے ہیں کہ قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالک ہے (حجۃ اللہ البالغۃ ۱/۱۰۶، الحطہ ۵۸ للنواب صدیق حسن النجدی)

o حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی نے لکھا ہے کہ مؤطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۲۴۱ اردو)

o زبیر علی زئی نے بھی اس کی تائید کی ہے (تعاقب ص ۷۹)

لیکن افسوس کہ تین صفحات بعد 82 پر صرف اپنے مذہب کو بچانے کیلئے اس قانون کا بھی خود ہی خون کر دیا۔ لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔

بعض الناس اسے مرسل کہہ کر جان چھڑاتے ہیں جبکہ مرسل جمہور علما کے نزدیک حجت ہے۔ خصوصاً جبکہ اسکی تائید میں کوئی دوسری روایت بھی ہو۔ ملاحظہ ہو! (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۴، شرح نخبۃ الفکر ص ۵۳)

۲۔ عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة۔ (آثار السنن ۲۵۰، السنن الکبریٰ ۲/۴۹۶، معرفۃ السنن والآثار ۱/۴۲، المغنی لابن قدامہ ۲/۱۶۷)

حضرت سائب بن یزید (صحابی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ (صحابہ وتابعین) عہد فاروقی میں رمضان المبارک کے مہینے میں بیس رکعت (تراویح) ادا کرتے تھے۔

o ..... امام سیوطی نے اسے باسناد صحیح کہا ہے (الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۸)

marfat.com

o......علامہ ابن قدامہ نے بھی اسناد صحیح کہا، (المغنی ۲/ ۱۶۷)

o......امام نووی نے الخلاصہ میں اور ابن العربی نے شرح التقریب میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (التعلیق الحسن علی حاشی آثار السنن ص ۲۵۲)

o......صاحب بلوغ الامانی نے بھی اسناد صحیح کہا۔ (بلوغ الامانی علی حاشی فتح الربانی ۵/ ۱۷)

نوٹ: اس کے مقابلہ میں "محمد بن یوسف عن السائب بن یزید" کی روایت کو پیش کیا جاتا ہے جبکہ محمد بن یوسف کے پانچ شاگردان سے الگ الگ تعداد نقل کرتے ہیں مثلاً:

۱۔ امام مالک: گیارہ رکعات ......لیکن اس روایت میں رمضان کا ذکر نہیں ہے۔ (مؤطا ص ۹۸، بیہقی ۲/ ۴۹۶)

۲۔ یحی بن سعید: گیارہ رکعات......اس میں بھی رمضان کا ذکر نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۹۱)

۳۔ عبدالعزیز بن محمد: ہم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے......اس میں حضرت عمر کا حکم نہیں اور نہ ہی حضرت ابی وتمیم داری کا ذکر۔ (الحاوی للفتاوی ۱/ ۳۴۹)

۴۔ محمد بن اسحاق: ہم زمانہ فاروقی میں ماہ رمضان میں تیرہ رکعات پڑھتے ......اس میں بھی حکم کا ذکر نہیں (قیام اللیل، آثار السنن ۲۵۰)

۵۔ امام عبدالرزاق: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس رکعات کا حکم دیا (التمہید ۸/ ۱۱۸، مصنف عبدالرزاق ۴/ ۲۶۵، فتح الباری ۴/ ۲۱۹)

معلوم ہوا کہ محمد بن یوسف کی روایت میں اضطراب ہے، گیارہ، تیرہ اور اکیس رکعات کا ذکر ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود محمد بن یوسف کی ایک روایت میں بیس رکعات کا ذکر ہے ملاحظہ ہو! (مصنف عبدالرزاق ۴/ ۲۶۵، عمدۃ القاری ۱۱/ ۱۲۷،

marfat.com

التمہید لابن عبدالبر ۸/ ۱۱۸، آثار السنن ص ۲۴۹)

جبکہ حضرت سائب کے دوسرے دو شاگرد یزید بن خصیفہ اور حارث بن ابی ذباب کی روایت میں اضطراب نہیں، بلکہ وہ متفق اللفظ ہے۔ دیکھئے (السنن الکبریٰ ۲/ ۴۹۶، معرفۃ السنن والآثار ۱/ ۴۲، عمدۃ القاری، التمہید ۸/ ۱۱۴)

اور یزید بن خصیفہ کے اپنے دو شاگرد بھی اس متن پر متفق ہیں، لہٰذا مضطرب پر عمل نہیں ہوگا ...... مثلاً: ......

۱۔ ابوذئب عن یزید بن خصیفہ :...... بیس رکعات (سنن کبریٰ ۲/ ۴۹۶)

۲۔ محمد بن جعفر عن یزید بن خصیفہ بیس رکعات (معرفۃ السنن والآثار ۱/ ۴۲)

جمہور کے نزدیک ابن خصیفہ کی روایت کو ترجیح ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مقبول و معمول بہا ہے۔

فیصلہ: اس روایت کو امام مالک نے موطا ص 98 پر نقل کیا لیکن:

۱۔ کسی صحیح سند سے ثابت نہیں کہ آپ نے گیارہ رکعت کو اپنا موقف بنایا ہو، تو گویا یہ روایت خود ان کے نزدیک بھی قابل عمل نہیں۔

۲۔ امام مالک نے اس (گیارہ رکعت) والی روایت کے فوراً بعد بیس رکعت والی روایت کو پیش کر کے اس کی ترجیح ثابت کر دی (موطا امام مالک ص ۹۸)

۳۔ تیسری روایت یہ درج کی ہے کہ اس زمانہ میں قاری صاحب سورۂ بقرہ آٹھ رکعتوں میں ختم کرتے تھے پس جب وہ اس کو بارہ رکعتوں میں ختم کرتے تو لوگ کہتے نماز میں آسانی ہوگئی۔ (موطا ص ۹۹)

marfat.com

معلوم ہوا تراویح آٹھ نہیں زیادہ ہوتی تھیں اور آٹھ کی روایت درست نہیں۔

۴۔ امام مالک کا مذہب اکتالیس رکعات نقل کیا گیا ہے (ترمذی ۱/۹۹، الحاوی للفتاویٰ ۱/ ۳۴۸، قیام اللیل ۱۵۹، بدایۃ المجتھد ۱/۲۰۲، المدونۃ الکبریٰ ص وغیرہ)

اکتالیس کی تقسیم اس طرح ہے بیس تراویح + سولہ اضافی نوافل + تین وتر + دو نفل = ۴۱ ملاحظہ ہو (الحاوی للفتاویٰ ۱/ ۳۴۸)

۵۔ موطا امام مالک کی گیارہ رکعت والی روایت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن عبدالبر نے کہا: اس روایت میں گیارہ کا لفظ صرف مالک کا وہم ہے، باقی راوی اکیس کا لفظ ذکر کرتے ہیں اور وہی صحیح ہے گیارہ کا قول وہم ہے (موطا ص ۹۸، حاشیہ نمبر ۳)

دوسرے محدثین نے اس میں اکیس رکعتیں نقل کی ہیں اور یہی صحیح ہے

علامہ نیموی لکھتے ہیں: اغلب یہ ہے کہ گیارہ کا قول وہم ہے (التعليق الحسن على آثار السنن نقلا عن الزرقانی فی شرح المؤطا ۲۵۰)

٥ محمد بن یوسف کی روایت میں تعارض کا ذکر حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۴/۲۱۹ پر بھی کیا ہے۔

لہٰذا زبیر علی زئی کا لکھنا کہ: بعض متعصب لوگوں کا پندرھویں صدی میں اسے مضطرب کہنا باطل اور بے بنیاد ہے (تعاقب ۸۰) یہ بذات خود باطل، مردود، بے بنیاد اور اس کے یتیم فی التحقیق ہونے کی بین دلیل ہے۔

۴۔ عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعة (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳، آثار السنن ۲۵۲)

یحی بن سعید سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک امام

marfat.com

کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

o محدث نیموی فرماتے ہیں اس کی سند مرسل قوی ہے (آثار السنن ۲۵۳)

۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بسند صحیح بیان کیا ہے کہ

امام مالک نے یزید بن خصیفہ سے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ مسلمان بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے (فتح الباری ۴/۲۱۹)

مزید لکھا ہے ؛ وھذا محمول علی غیر الوتر۔ یہ وتر کے علاوہ کی رکعات ہیں

o اسی روایت کو قاضی شوکانی نے نیل الاوطار ۳/۵۷، اور نواب صدیق حسن نے عون الباری ۲/۸۶۱ پر بھی نقل کیا ہے۔

واضح رہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۶۔ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر (معرفۃ السنن والآثار ۴/۴۲، کنز العمال ۸/۲۶۴)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ فاروقی میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

o امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے (شرح المھذب ۴/۳۲)

o علامہ سبکی، امام سیوطی اور ملا علی قاری نے اس کی تصحیح کی ہے (حاشیہ آثار السنن ۲۵۲، الحاوی للفتاوی ۱/۳۵۰)

o امام سبکی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے (الحاوی ۱/۳۵۰)

۷۔ عن محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعةو یوترون بثلاث

(قیام اللیل ص ۱۵۷)

marfat.com

محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ لوگ زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں رمضان المبارک کا قیام بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر کرتے تھے۔

۸۔ عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بهم عشرین رکعة (ابوداؤد نسخہ مطبوعہ عرب ۱/۲۰۲ برقم ۱۴۲۹، ومطبوعہ نولکشور ۱/۲۰۲ وسعید کمپنی کراچی ۱/۲۰۲)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے حکم سے) لوگوں کو حضرت ابی کے پیچھے جمع کیا وہ بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے،

اس حدیث کو درج بالا نسخوں کے علاوہ سنن ابوداؤد کے حوالہ سے

فتاوی ابن تیمیہ ۲۲/۱۲۰۔۲۷۲ پر

- علامہ ابن قدامہ نے المغنی ۲/۱۶۷ پر
- امام ذھبی نے سیر اعلام النبلاء ۱/۴۰۰ پر
- حافظ ابن کثیر نے جامع المسانید پر
- اور محمد علی صابونی الاستاذ بکلیة الشرعیة ودراسات الاسلامیہ، جامعہ ام القری، مکہ المکرمہ نے بھی اپنی

کتاب الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح (مترجم) ۵۶ پر نقل کیا ہے۔

لہٰذا مخالفین کا شور وغوغا ان کی بوکھلاہٹ کی دلیل ہے۔

- ابن تیمیہ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲/۱۲۰۔۲۷۲)
- عبد المنان نور پوری نے لکھا ہے: حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبد البر کے

marfat.com

اقوال کا ماحصل تو صرف اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے۔ (تعداد تراویح ص ۵۳)

۹۔ عن ابی ابن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل فی رمضان فصلیٰ بهم عشرین رکعةً (کنز العمال ۴۰۹/۸)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھایا کریں۔ پس آپ انہیں بیس رکعت (تراویح) پڑھایا کرتے تھے۔

۱۰۔ عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب جمع النّاس فی رمضان علی ابی بن کعب وتمیم الداری علی احدیٰ وعشرین رکعة (عبد الرزاق ۲۶۵/۴)

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رمضان میں حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے پیچھے اکیس رکعات پر جمع کیا تھا۔

اس روایت میں ایک رکعت زائد کا اضافہ کسی راوی کا وہم ہے۔ ورنہ حقیقت میں سابقہ روایات کے مطابق بیس ہی کا بیان ہے۔

۱۱۔ حضرت سائب بن یزید سے ان الفاظ سے بھی روایت منقول ہے۔

کانوا یقومون فی شهر رمضان بعشرین رکعة (ابن نصر ص ۹۱، بحوالہ حاشیہ مصنف عبد الرزاق ۲۶۱/۴)

کہ لوگ (صحابہ کرام) رمضان میں بیس رکعت ادا کرتے تھے۔

marfat.com

۱۲۔ آپ کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

كنا ننصرف من القيام على عهد عمر وقددنا فروع الفجر وكان القيام على عهد عمر ثلثة عشرين ركعة (مصنف عبدالرزاق ۴/۲۶۲، ۳، عمدة القاری ۱۱/۱۲۷)

ہم زمانہ فاروقی میں (لمبے قیام کی وجہ سے) فجر کے قریب واپس لوٹتے، اس وقت تئیس رکعات (بیس تراویح + تین وتر) کو ادا کیا جاتا تھا۔

○ امام بخاری کا قول ہے: ماحدث عنه عبد الرزاق من كتابه فهذا اصح (میزان الاعتدال ۲/۶۱۰)

یعنی امام عبدالرزاق جو حدیثیں اپنی کتاب کے حوالے سے بیان کریں وہ اصح (زیادہ صحیح) ہیں۔

اور یہ روایت امام عبدالرزاق کی کتاب سے ہی لی گئی ہے۔ غیر مقلدین محض اپنی قیاس آرائیوں کو سہارا دینے کیلئے ان روایات کا رد کرتے ہوئے مصنف عبدالرزاق پر بے جا اعتراضات کی بوچھاڑ کر ڈالتے ہیں، جبکہ بخاری و مسلم کے اس مسلم استاد کا زبردست ترجمہ میزان الاعتدال ۲/۶۱۰، تہذیب التہذیب ۶/۲۸۰، پر موجود ہے، جس میں ان کے شیعہ ہونے اور تلقین قبول کرنے کا جواب موجود ہے۔ مزید تفصیل ''علمی محاسبہ'' میں دیکھیں!......

غیر مقلدین پر لازم تھا کہ وہ ان کی روایات کو تسلیم کرتے ورنہ بخاری و مسلم سے بھی ہاتھ اٹھالیں۔ کہ جب ان کے استاذ کی روایات معتبر نہیں تو شاگردوں کی روایات کا کیا اعتبار؟......

marfat.com

وھابیوں کی خوش فہمی کا رد

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

''موطا امام مالک میں گیارہ رکعت پڑھنے والی حدیث ہے، جسمیں یہ لفظ ہیں۔امر عمر کہ حضرت عمر نے گیارہ کا حکم دیا، اب خود ہی سمجھ لیں کہ ترجیح حکم کو ہے یا لوگوں کے پڑھنے کو (فتاوی اھلحدیث ا/۶۶۰)

o زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

اور باقی جو کچھ بھی ہے وہ نہ تو خلیفہ کا حکم ہے اور نہ خلیفہ کا عمل، اور نہ خلیفہ کے سامنے لوگوں کا عمل، ضعیف و منقطع روایات کو وہی شخص پیش کرتا ہے جو خود ضعیف اور منقطع ہوتا ہے۔(تعاقب ۸۲)

یہ وھابیوں کا سراسر جھوٹ اور دجل وفریب ہے......ورنہ......

o وھابیوں کی پیش کردہ روایات میں بھی خلیفہ کے حکم و عمل کے علاوہ صرف لوگوں کے اپنے عمل کا ذکر ہے۔لہذا وھابی انہیں پیش کرنے سے توبہ کرلیں!

o اگر ان میں دیکھنے کی طاقت ہے تو ہماری روایات میں امر اور جمع کے الفاظ بھی موجود ہیں تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس بات کا حکم فرمایا اور جس پر جمع کیا تھا آپ خود ان کے برخلاف عمل کرتے تھے کیا وھابی حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول وفعل میں تضاد ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ العیاذ باللہ

o دردفارقی میں صحابہ وتابعین کی کثرت تھی۔ان تمام کا عمل بیس تراویح تھا۔تو

marfat.com

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے روکا؟ ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین

o وھابیوں کی روایات ضعیف ومضطرب ہیں۔ایسی روایات وہی پیش کرتا ہے جو خود ضعیف، مضطرب اور باطل ومردود ہوتا ہے۔

۱۳۔ امام علی بن الجعد نے لکھا ہے:

حدثنا علی أنا ابن ابی ذئب عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال: کانو ایقومومن علی عهد عمر فی شهر رمضان بعشرین رکعة

(مسند ابن الجعد ۴۱۳ برقم ۲۵، ۲۸)

یعنی حضرت سائب بن یزید (صحابی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (صحابہ و تابعین) زمانہ فاروقی میں بیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے۔

نوٹ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

عمل علوی:

۱۔ عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی قال دعا القرآء فی رمضان فامر منهم رجلاً یصلی بالناس عشرین رکعة و کان علی یوتر بهم (سنن کبریٰ ۲/۴۹۶ التعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۲۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ایک کو فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھایا کرے اور حضرت علی خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

o ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ۴/۲۲۴ میں اس کی تائید کی اور حافظ ذہبی نے مختصر

marfat.com

میں اس روایت سے استدلال کو قائم رکھا۔ گویا دونوں کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے (المنتقی ص۵۴۲، بیروت)

۲۔ عن ابی الحسناء ان علیّا امر رجلاً یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعة (حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳، عمدة القاری ۱۱/ ۱۲۷، کنز العمال ۴/ ۲۸۴، المغنی ۲/ ۱۶۷، السنن الکبری ۲/ ۴۹۶)

ابوالحسناء بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

۳۔ عن ابی الحسنآء ان علی بن ابی طالب امر رجلاً ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة (سنن کبریٰ ۲/ ۴۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۹۳)

ابوالحسناء سے مروی ہے، کہ بے شک حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس تراویح) پڑھایا کرے۔

۴۔ حدثنی زید بن علی عن ابیه عن جدہٖ عن علی رضی الله عنهم انه امر الذی یصلی بالناس صلوٰة القیام فی شهر رمضان ان یصلی بهم عشرین رکعة یسلم فی کل رکعتیں ویراوح مابین کل اربع رکعات فیر جع ذوالحاجة ویتوضأ الرجل وان یوتربهم من آخر اللیل حین الانصراف (مسند الامام زید ص ۱۳۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ امام رمضان کے مہینہ میں رات کے وقت لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں

marfat.com

کے درمیان ترویحہ (تھوڑی دیر آرام) کرے تاکہ حاجت مند حاجت پوری کر کے اور وضو کرنے والا وضوء کر کے واپس آ سکے اور وتر کی نماز بعد میں پڑھائے جب وہ (فارغ ہو کر) جانے لگیں۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے اپنے دور میں بیس تراویح کو مروّج کرنا اور اس وقت موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا۔

تاہم بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے انفراداً بھی بیس تراویح منقول ہیں۔

۱۔ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینۃ عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳، آثار السنن ۲۵۳)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

۲۔ محمد بن کعب قرظی کا بیان ہے کہ

کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعۃ (قیام اللیل ص ۹۱)

لوگ زمانہ فاروقی میں رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔

(قیام اللیل ص ۹۱، عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۷)

marfat.com

۴۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیس رکعات پڑھتے۔
(معرفۃ السنن والآثار ۴/۴۲، کنز العمال ۸/۲۶۴، شرح المھذب ۴/۳۲)

تابعین و دیگر صالحین کی تراویح: چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

۱۔ حضرت شیبہ بن شکل رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت کراتے اور بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے، (السنن الکبری ۲/۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳)

۲۔ حضرت ابوالبختری پانچ ترویحے یعنی بیس تراویح پڑھاتے
(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳)

۳۔ حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳، فتح الباری ۴/۲۰۴) یہ روایت قاضی شعرکانی نے نیل الاوطار ۳/۵۷ پر بھی لکھی ہے۔

۴۔ حضرت سعید بن غفلہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح نماز ادا کرتے
(سنن کبریٰ ۲/۴۹۶)

۵۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں نے (مدینہ منورہ میں) لوگوں کو چھتیس رکعات (۲۰ تراویح ۱۶ اضافی نوافل طواف کعبہ کے بدلے میں) اور تین وتر پڑھتے دیکھا ہے (قیام اللیل ص ۹۲، یہ روایت تحفۃ الاحوذی ۲/۷۳ پر بھی ہے فتح الباری ۴/۲۰۵)

۶۔ علی بن ربیعہ بھی لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس تراویح پڑھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳)

۷۔ حارث ہمدانی بھی رمضان کی راتوں میں امامت کراتے اور بیس رکعات

marfat.com

پڑھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳)

۸۔ سعید بن ابو الحسن، عبدالرحمان بن ابو بکرہ اور عمران العبد جیسے صالحین بھی بیس تراویح پڑھتے، (عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۷، قیام اللیل ص ۹۲)

۹۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ابان بن عثمان کے زمانے میں بھی لوگ چھتیس رکعات (۲۰ تراویح + سولہ اضافی نوافل) پڑھتے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳)

۱۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا تھا (قیام اللیل ص ۹۲، فتح الباری ۴/۲۰۴)

۱۱۔ حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک بیس رکعت کے قائل تھے (ترمذی ۱/۹۹)

۱۲۔ حضرت ابراہیم نخعی بھی بیس کے قائل تھے (کتاب الآثار ص ۴۱)

۱۳۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بیس رکعات اور امام مالک (سولہ اضافی نوافل شامل کر کے) چھتیس رکعات کے قائل ہیں ملاحظہ ہو! (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۶۴، میزان الکبریٰ ۱/۱۶۹، بدایۃ المجتہد ۱/۱۹۲-۲۱۰، فتاویٰ قاضی خان ۱/۱۱۳، ترمذی ۱/۱۹۹، مختصر المزنی ۲۱، المغنی ۲/۱۶۷)

اکابرین وھابیہ کے فیصلے اختصار کے ساتھ وھابی اکابرین کے چند حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس تراویح پڑھی ہیں۔

۱۔ ثناءاللہ امرتسری نے لکھا ہے: بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے مستحب ہیں کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں۔ (الحدیث کا مذہب ص ۹۸)

marfat.com

۲۔ عبدالمنان نور پوری نے مانا ہے: کہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبد البر کے نزدیک حضرت ابی کا بیس تراویح پڑھانا ثابت اور صحیح ہے (تعداد تراویح ص ۵۳)

۳۔ وحید الزماں حیدر آبادی نے کہا ہے: بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بسنتی وسنة الخلفآء الراشدین (یعنی میرا اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو) لہذا سنت خلفاء راشدین کی مستحب ہے۔ (حاشیہ مؤطا امام مالک مترجم ص ۱۰۱)

۵۔ زبیر علی زئی نے مانا ہے کہ تابعین بیس رکعات پڑھتے تھے (تعاقب ص ۴۳) لیکن اسکا صرف اپنے مذہب کو بچانے کی خاطر سنت موکدہ کی شرط لگانا نادانی ہے کیا وہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ بزرگ اسے غیر مؤکدہ سنت سمجھتے تھے۔

۶۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے: حضرت عمر کا صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں بیس رکعت تراویح پر جمع کرنا ثابت ہے (فتاوی ابن تیمیہ ۲۳/۱۱۲)

۷۔ مزید لکھا ہے کہ حضرت علی نے قاریوں کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا (منہاج السنہ ص ۲۲۴)

۸۔ محمد بن عبدالوھاب نجدی نے لکھا ہے: تراویح بیس رکعت ہیں حضرت عمر نے اپنے امام کو اسی کا حکم دیا۔ (فتاوی ص ۹۵)

۹۔ نواب صدیق نے لکھا ہے: دور فاروقی میں صحابہ بیس رکعت پڑھتے، گویا اسی پر اجماع ہے (عون الباری ۳/۳۰۷)

۱۰۔ مزید لکھا ہے: حضرت عمر نے بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا (مسک الختام ۲/۴۴۶)

۱۱۔ عبدالرحمان مبارکپوری نے معتدد صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ محدثین سے

marfat.com

بیس رکعت تراویح نقل کی ہیں (تحفۃ الاحوذی ۲/۷۳۔۷۲)

۱۲۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ۸ نومبر ۲۰۰۲ء میں ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ زیادہ آثار (صحابہ کرام کے اقوال واعمال) بیس رکعت کے متعلق ہی ہیں۔

۱۳۔ مزید لکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، دوسرے صحابہ کرام اور ائمہ فقہا محدثین سے بھی بیس رکعت تراویح ہی منقول ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ نواب وحید الزماں نے بھی لکھا ہے: حضرت عمر صاحب سے بسند صحیح بیس رکعتیں پڑھنا منقول ہے (تیسیر الباری ۲/۳۳۳)

۱۵۔ اسماعیل سلفی نے لکھا ہے: بعض صحابہ کرام بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے، (فتاوٰی سلفیہ ص ۱۰۸)

۱۶۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے: حضرت ابی کا بیس تراویح پڑھانا ثابت ہے اکثر علماء اسی کو سنت کہتے ہیں۔ مہاجرین وانصار کے درمیان یہی طے پایا کسی منکر کو بھی اسکا انکار نہیں ہوسکتا۔ (فتاوی ۱۱۲ جلد ۲۳، جدید)

قارئین اندازہ لگائیں کہ بیس تراویح کا انکار کر کے منکر کون بنتا ہے؟

۱۷۔ نورالحسن بھوپالوی نے لکھا ہے: بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا اچھا نہیں ہے (عرف الجادی ص ۸۴)

۱۸۔ نواب صدیق نے کہا ہے: کہ تراویح کی زیادہ رکعات پڑھنے والا بھی سنت پر عمل کرتا ہے (ہدایہ السائل ص ۱۳۸)

۱۹۔ مزید لکھا ہے: بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں (بدور الاھلہ ص ۸۳)

marfat.com

۲۰۔ مزید کہا ہے: بیس رکعت حضرت عمر نے پڑھائی، اسکا عامل سنت پر عمل کرتا ہے (ہدایۃ السائل ۱۴۸)

۲۱۔ داؤد ظاہری بیس تراویح پر عمل کرتے تھے (بدایۃ المجتہد ۱/۱۹۱)

۲۲۔ ایوب صابر نے لکھا ہے: یہ تو صحیح ہے کہ بیس رکعت میں آٹھ شامل ہیں (تحقیق تراویح ص ۱۰۰)

۲۳۔ ناصر الدین البانی اور صادق خلیل فیصل آبادی نے بھی صحابہ کی بیس تراویح کو تسلیم کیا ہے۔ (نماز تراویح ص ۱۳۔۱۰ مترجم)

۲۴ ثناء اللہ امرتسری نے کہا ہے کہ بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں کیونکہ مکہ معظمہ میں بھی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں (اہلحدیث امرتسر ۲۵، دسمبر ۱۹۳۶ء)

۲۵ زبیر علی زئی نے بھی اھل حرمین (مکہ و مدینہ کے لوگوں) کے بیس تراویح پڑھنے کی تائید کی ہے ملاحظہ ہو! (تعاقب ص ۳۵)

نوٹ: زبیر نے اسے بطور سیاست قرار دے کر ان کا مذاق بھی اڑایا ہے۔

۲۶۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے: (بیس تراویح پر) تابعین بلکہ صحابہ کے اور بھی کئی آثار (روایات) ہیں۔ (فتاویٰ اہلحدیث ۱/۶۶۳)

۲۷۔ قاضی شوکانی نے لکھا ہے: حضرت عطا بن ابی رباح کہتے ہیں میں نے لوگوں (صحابہ وتابعین) کو بیس رکعات پڑھتے پایا۔ (نیل الاوطار ۳/۵۳)

بیس پر اجماع امت:

بیس تراویح پر اجماع ہونے کے متعلق چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

marfat.com

۱۔ علامہ کاسانی نے لکھا ہے: یکون اجماعًا منهم علی ذلك (بدائع الصنائع ص ۱/۲۸۸) اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا ہے۔

۲۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں: اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة (مرقاۃ ۳/۱۹۴) صحابہ کا بیس تراویح پر اجماع ہے

۳۔ شرح النقایہ ۲/۳۴۱ پر بھی یہی لکھا ہے۔

۴۔ امام عینی نے فرمایا: وهو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة (عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۷)

حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے بیس ہی صحیح ہیں اور اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں (بلکہ اجماع) ہے۔

۵۔ امام نووی نے لکھا ہے: صلوٰة التراویح سنة باتفاق العلمآء وهی عشرون رکعة (الاذکار ص ۸۳)

علماء کا اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت مسنون ہیں۔

۶۔ ابن قدامہ نے لکھا ہے: بیس تراویح پر عمل اجماع کی مثل ہے (المغنی ۱/۴۵)

۷۔ شارح بخاری امام قسطلانی نے بھی یہی مضمون لکھا ہے:۔ (ارشاد الساری ۳/۵۱۵)

۸۔ شارح احیاء العلوم علامہ زبیدی نے بھی لکھا ہے (اتحاف السادۃ المتقین ۳/۷۰۰)

۹۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اکثر علماء بیس تراویح کو ہی اپناتے ہیں (ترمذی ۱/۹۹)

۱۰۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بیس تراویح ہی طے پائی، اکثر علماء نے اسی کو سنت کہا ہے۔ (فتاوی ۲۳/۱۱۲)

نوٹ: نواب صدیق نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تعداد (بیس رکعت) جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھی اجماع کے مثل ہے (عون الباری ۳/۳۰۷)

marfat.com

اکابرین وھابیہ کا آٹھ رکعت تراویح سے انکار

وھابی حضرات حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تراویح کو آٹھ قرار دیتے نہیں تھکتے، جبکہ ان کے اکابر نے اس کی قلعی کھول دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تراویح منقول نہیں ہیں چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱۔ نواب صدیق حسن نے لکھا ہے: نماز تراویح سنت ہے کیونکہ آپ نے پڑھی ہے لیکن صحیح مرفوع روایات میں تعداد ثابت نہیں (الانتقاد الرجیح ۶۱)

۲۔ قاضی شوکانی نے کہا: تراویح کی معین تعداد اور خاص مقدار قرأۃ کا تقرر سنت سے ثابت نہیں (نیل الاوطار ۳/۴۶)

۳۔ نواب وحید الزماں نے کہا: تراویح کی تعداد رکعات مقرر نہیں ہے۔ (کنز الحقائق ص ۳۰)

۴۔ مزید لکھا ہے: رمضان کی راتوں میں نماز تراویح کیلئے کوئی تعداد مقرر نہیں (نزل الابرار ۱/۱۲۶)

۵۔ نواب نورالحسن نے لکھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی تعداد کے متعلق کوئی ثبوت نہیں (عرف الجادی ص ۸۴)

۶۔ ابن تیمیہ نے کہا: یہ گمان کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی کوئی تعداد مقرر ہے، غلط ہے (فتاوی ابن تیمیہ ۲/۴۰۱، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۱۵، نمبر ۵)

۷۔ عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے: آٹھ رکعت سے زائد تراویح درست ہے اور باعث اجر ہے۔ (فتاوی ستاریہ ۳/۱۹)

وھابی حضرات بتائیں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آٹھ

marfat.com

تراویح کا ذکر ہے تو ان لوگوں نے اسکا انکار کیوں کیا؟ کیا یہ منکر حدیث ہیں؟ یا واقعی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق نماز تہجد کے ساتھ ہے۔ ہم سے ناراض ہونے کی بجائے اپنے گریبان میں جھانکیں۔

چند اقوال چند اکابر و متاخر و مخالف علماء کے اقوال ملاحظہ ہوں!

۱۔ امام ترمذی: اکثر علماء بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں (ملخصا، ترمذی ۱/۹۹)

۲۔ امام نووی: ہمارا مذہب دس سلاموں کے ساتھ بیس تراویح پڑھنے کا ہے (شرح المھذب ۲/۳۲)

۳۔ امام قسطلانی: تراویح کا بیس ہونا پسندیدہ ہے (ماخوذ)۔ (مواھب لدینہ ۲/۲۶۲)

۴۔ امام غزالی: تراویح بیس رکعت سنت ہیں۔ (احیاء العلوم ۱/۱۸۰)۔

۵۔ ابن قدامہ: بیس تراویح سنت مؤکدہ ہیں (المغنی ۲/۱۶۶)

۶۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: تراویح کی تعداد بیس رکعات ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۸ حصہ ۲)

۷۔ صاحب مقنع: تراویح با جماعت بیس رکعت ہیں، (مقنع ص ۱/۱۸۳)

۸۔ ابن ادریس حنبلی: رمضان میں بیس رکعات ہیں (کشف القناع ص ۲۷۶)

۹۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۶ حصہ ۲ پر ہے کہ پانچ ترویحوں کے ساتھ تراویح بیس رکعت ہیں۔

۱۰۔ شیخ عبد الحق محدث دھلوی: صحابہ و تابعین سے بیس رکعات تراویح ہی مشہور ہوئیں (ماثبت بالسنہ ص ۳۶۴)

۱۱۔ عبد الحی لکھنوی: تراویح بیس رکعت ہیں۔ (تحفۃ الاخیار ص ۲۰۹، عمدۃ

marfat.com

الرعایہ ص ۱۷۵، فتاوٰی حصہ اول ۲۰۶)

۱۲۔ نواب صدیق نے لکھا ہے کہ: جمع از احل علم ایں نماز بست رکعت قرار داده اند۔ (بدور الاھلہ ص ۸۳)

یعنی اھل علم کی ایک جماعت (کثیر تعداد) نے نماز تراویح کی بیس رکعات قرار دی ہیں۔

o امام شافعی فرماتے ہیں: **احب الی عشرون** (مختصر المزنی ص ۲۱ کتاب الام ص) یعنی مجھے بیس تراویح زیادہ پسندیدہ ہیں۔

کتاب الام میں خود امام شافعی نے بیس کو پسند کیا۔ لہٰذا وھابیوں کا آپ کے نام سے دھوکہ دینا غلط ٹھہرا۔

o ابن تیمیہ نے کہا ہے:

قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة والوتر بثلاث فرأی اکثر من العلمآء ان ذالك هو السنة لانه قام بین المهاجرین والانصار ولم ینکره منکر (فتاوٰی ابن تیمیہ جدید ۲۳/۱۱۲)

یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے تو اکثر علماء اسی (بیس تراویح) کو سنت سمجھتے ہیں کیونکہ یہی مہاجرین اور انصار کے درمیان طے پایا اور کسی منکر کو بھی اسکا انکار نہیں۔

o امام ترمذی فرماتے ہیں: **واختلف اهل العلم فی قیام رمضان فرأی بعضهم ان یصلی احدی وار بعین رکعة مع الوتر وهو قول اهل المدینة والعمل علیٰ هذا عندهم بالمدینة واکثر اهل العلم علی**

marfat.com

ماروی عن علی و عمر وغیر هما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک و الشافعی وقال الشافعی وھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ وقال احمد روی فی ھذا الوان لم یقض فیہ شیء وقال اسحق بل نختار احدی واربعین رکعۃ علی ماروی عن ابی بن کعب۔ (ترمذی ۱/۹۹)

علماء کا نماز تراویح میں اختلاف ہے بعض وتر سمیت اکتالیس رکعات کے قائل ہیں، اور یہ اھل مدینہ کا قول ہے ان کے نزدیک مدینہ منورہ میں اسی پر عمل ہے اور اکثر اھل علم حضرت علی، حضرت عمر اور دیگر صحابہ سے مروی روایات کی بناء پر بیس تراویح کے قائل ہیں، یہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا قول ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس تراویح ہی پڑھتے پایا ہے اور امام احمد نے کہا کہ اس میں مختلف چیزیں مروی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا اور امام اسحاق نے کہا ہے بلکہ ہم اکتالیس روایات کو پسند کرتے ہیں اس روایت کے مطابق جو حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے۔

کتب شیعہ سے تراویح کا ثبوت

شیعہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں تراویح کا انکار کردیتے لیکن ہم ان کی کتب سے اسکا ثبوت پیش کررہے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گھر سے نکلے مسجد میں لوگوں کو جمع ہو کر تراویح پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: اے اللہ!

marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو منور فرما جس نے ہماری مسجدوں کو منور کردیا (ملخصا)۔ (شرح نہج البلاغہ لابن حدید ۳/۹۸)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ رمضان کے مہینہ میں اپنی نماز کو بڑھا دیتے تھے، عشاء کی نماز کے بعد نماز (تراویح) کیلئے کھڑے ہوتے لوگ پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ اسی طرح کچھ وقفہ (ترویحہ) کہا جاتا پھر اسی طرح آپ لوگوں کو نماز (تراویح) پڑھاتے (ملخصا)

(فروع کافی ۱/۳۹۶ طبع نولکشور۔ ۴/۱۵۴ طبع ایران، الاستبصار لابی جعفر الطوسی ۱/۲۳۲، ۲۳۱، باب الزیادات فی شھر رمضان۔ طبع لکھنو، تہذیب الاحکام لطوسی ۱۳۱، ۱۳۰، باب الزیادات فی شھر رمضان، طبع ایران)

۵ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں اپنی نماز میں اضافہ کرتے، روزانہ معمول کے علاوہ بیس رکعت نوافل (تراویح) ادا فرماتے تھے۔ (الاستبصار ۱/۲۳۱، طبع نولکشور، ۱/۴۶۲ طبع ایران، فروع کافی ۴/۱۵۴، طبع ایران، ۱/۳۹۶ طبع نولکشور)

آٹھ تراویح کے دلائل کا تجزیہ

جمہور علماء حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اس بات پر متفق ہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی بیس رکعت تراویح سے کم کا قائل وعامل نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! المغنی لابن قدامہ حنبلی ص۴۵۶ جلد۱، شرح المھذب ص۳۲ جلد۴، للنووی شافعی، المبسوط ص۱۴۴ جلد۲، للسرخی حنفی، بدایۃ المجتھد ص

marfat.com

۱۵۲ جلد ۲۔لابن رشد مالکی، ترمذی ص ۹۹ جلد ا شافعی

وھابیوں کا اعتراف: اس حقیقت کا اعتراف وھابی حضرات کو بھی ہے چنانچہ:

ا۔ ان کے مجدد العصر عبد اللہ روپڑی نے دوٹوک لکھا ہے: "پس جمہور کا عمل بیس پر ہے" (فتاوی اہل حدیث ص ۶۶۴ جلد ا)

مزید لکھا ہے:

(بیس تراویح پر) تابعین بلکہ صحابہ کے اور بھی کئی آثار ہیں۔ (ص ۶۶۳ جلد ا)

۲۔ مولوی غلام رسول قلعوی نے لکھا ہے:

"بیست وسہ رکعت مذہب جمہور است" (رسالہ تراویح)

تیئس رکعت (۲۰ تراویح اور تین وتر) جمہور کا مذہب ہے۔

۳۔عطاء اللہ حنیف غیر مقلد نے تسلیم کیا ہے کہ عام کتابوں میں شہرت ہے کہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد تینوں امام اور ان کے متبعین بیس رکعت (مسنون) کے قائل ہیں (ماہنامہ محدث لاہور ص ۲۴، نومبر ۲۰۰۲ء)

o اور زیادہ تر آثار (معمولات صحابہ) بیس تراویح کے متعلق ہی ہیں۔ جس کا وھابیہ کو بھی اعتراف ہے۔ مثلاً وھابی مسلک کے مستند ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۲۰۰۲ء میں ہے:

o وھابیوں ماہنامہ محدث میں ہے: سعودی عرب کے ائمہ حرمین شریفین کے متعلق یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ خانہ کعبہ میں دو امام تراویح پڑھاتے ہیں ایک دس پڑھا کر چلا جاتا ہے پھر دوسرا آتا ہے اور وہ بھی دس رکعات تراویح پڑھاتا ہے۔

(محدث لاہور ۳۳ ستمبر ۲۰۰۷ء)

marfat.com

''یہ ٹھیک ہے کہ زیادہ آثار بیس رکعت کے متعلق ہی ہیں''۔

مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ، دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ، فقہاء ومحدثین سے بھی بیس رکعت تراویح ہی منقول ہیں۔

لیکن اس کے جواب میں وھابی حضرات محض اپنے انگریز سے الاٹ شدہ مسلک کو زمین دوز ہونے سے بچانے کی غرض سے متروک، غیر مشہور اور غیر مستند اقوال، غیر متعلق احادیث اور غیر معتبر آثار سے آٹھ رکعت تراویح کا اثبات کرتے ہیں، جو کہ سراسر نامناسب اور بے بنیاد ہے۔

آٹھ تراویح کی تاریخ:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء یہ بتایا جائے کہ (چشم بددور)، آٹھ تراویح کی تاریخ ''ولادت'' کیا ہے اور اس کی جنم بھومی کونسی ہے؟ اس حقیقت کو وھابیہ کے معتبر بزرگ مولوی غلام رسول قلعوی کے قلم سے ہی بے نقاب ہوتا دیکھیں۔ ان کا فتویٰ ملاحظہ ہو! اس فتویٰ کا شان نزول یہ ہے کہ انگریزی حکومت سے وھابی مذہب کو ''اہلحدیث'' کے نام سے الاٹ کرانے والے محمد حسین بٹالوی وھابی نے جب پہلی بار آٹھ رکعت تراویح کا فتوی دیا تو وھابیوں کے شیخ الکل نذیر حسین دھلوی کے شاگرد رشید غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے اس کا تعاقب کیا اور رسالہ تراویح کے نام سے ایک کتابچہ تحریر کیا۔ جو ۱۲۹۰ھ میں لکھا گیا اور ۱۲۹۱ ہجری میں مطبع محمدی لاہور نے اسے شائع کیا۔

محمد حسین بٹالوی نے بیس رکعت تراویح کو بدعت اور خلاف سنت قرار دیا اس

marfat.com

کے جواب میں مولوی غلام رسول نے اسے غالی قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:...... صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) تابعین، ائمہ اربعہ اور حضرت فاروق اعظم سے لے کر آج تک مشرق ومغرب میں مسلمانوں کے سواد اعظم (کثیر تعداد) کا یہ عمل ہے کہ تئیس رکعتیں (وتروں سمیت) ہی پڑھتے رہے ہیں بخلاف اس عالی مفتی (بٹالوی) کے کہ وہ اس کو بدعت اور مخالف سنت کہتا ہے اور افراط کے راستے پر دوڑتا ہے۔ (رسالہ تراویح)

دیدۂ عبرت سے پڑھیں!...... کہ بیس تراویح کو بدعت اور خلاف سنت قرار دینے والے، راہ راست سے ہٹنے والے اور شرعی حد کو توڑنے والے (غالی) ہیں یہ بھی واضح ہوا کہ بیس تراویح صحابہ، تابعین، فقہاء، محدثین اور جملہ اھل اسلام کا عمل ہے جبکہ آٹھ تراویح کا فتویٰ ۱۲۹۰ ہجری میں معرض وجود میں آیا اور اب ۱۴۲۸ ہجری ہے۔ اس اعتبار سے آٹھ تراویح کی کل عمر صرف ۱۳۸ برس ہے۔

اب غیر مقلدین بتائیں کہ انہیں ۱۲۹۰ھ سے پہلے کا دین چاہیے یا اس سے بعد کا بٹالوی صاحب کا بنایا ہوا اسلام پسند ہے؟

پسند اپنی اپنی   مقام اپنا اپنا

غیر مقلدین کا متضاد دعوی:

دیگر مسائل کی طرح مسئلہ تراویح میں بھی وھابیہ نے متضاد ومتعارض دعوے کیلئے ہیں۔ جس کی نشاندہی درج ذیل ہے:

پہلا دعوی: وھابیوں کا پہلا دعوی یہ ہے کہ تراویح کی رکعات کی تعداد متعین ہی نہیں...... چنانچہ:

marfat.com

۱۔ قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

قصر الصلوٰۃ المسماۃ بالتراویح علی عدد معین وتخصیصها بقرأۃ مخصوصۃ لم ترد بہ سنۃ (نیل الاوطار ص۵۸ ج۳)

یعنی نماز تراویح کو معین تعداد اور مخصوص قرأۃ سے خاص کرنے پر کوئی حدیث نہیں۔

۲۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے:

ولم یات العدد فی الروایات الصحیحۃ المرفوعۃ (الانتقاد الرجیح ص۶۱)

تراویح کی تعداد رکعات صحیح مرفوع روایات میں نہیں ہے۔

۳۔ نواب وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے:......

ولا یتعیّن لصلوٰۃ لیالی رمضان یعنی التراویح عدد معین

(نزل الابرار ص۱۲۶ ج۱)

یعنی رمضان کی راتوں میں پڑھی جانے والی نماز تراویح کی کوئی تعداد معین نہیں۔

۴۔ نواب نور الحسن بن صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:......

وبالجملہ عددے معین دار مرفوع نیامدہ (عرف الجادی ص۸۴)

کسی بھی مرفوع حدیث میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) تراویح کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔

دوسرا دعوٰی: ان کا دوسرا دعوی ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہیں۔ چنانچہ

۱۔ مولوی غلام رسول قلعوی نے لکھا ہے:

لھٰذا روایت چند از ثقات نقل کردہ میشود کہ سنت

marfat.com

آنحضرت صلی الله علیه وسلم ادا میشود وسنت خلفاء راشدین نیز مع زیادت اجر (رسالۂ تراویح)

یعنی چنانچہ (بیس تراویح) پر ثقہ حضرات سے چند روایات نقل کی جاتی ہیں کہ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ادا ہو جاتی ہے اور خلفاء راشدین کی سنت بھی، اور اس میں اجر بھی زیادہ ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بیس تراویح پر روایات لکھی ہیں اور انہیں خلاف سنت کہنے والے کو غالی اور شتر مرغ کی چال چلنے والا قرار دیا۔

مزید لکھا ہے:...... کہ حضرات صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اربعہ اور مسلمانوں کی بڑی جماعت کا عمل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر اس وقت تک مشرق ومغرب میں (تین وتر سمیت) تئیس رکعتیں پڑھنا ہے۔

۲...... ابو البرکات احمد نے مانا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس تراویح پڑھی ہیں...... (فتاوی برکاتیہ ۸۲)

نوٹ: اس سے متعلقہ کچھ حوالہ جات گذر چکے ہیں۔

۳...... مولوی غلام رسول نے مزید لکھا ہے: اتے وچہ ماہ رمضان دے ۲۰ نال دساں سلاماں دے پیچھے عشاردے اگے وتر دے:۔ (پکی روٹی ۲۶)

٥ مزید لکھا ہے کہ:

آٹھ تراویح پڑھنے والے سنت کو بدلتے ہیں۔ (رسالہ)

۴۔ نواب صدیق حسن نے لکھا ہے:

پس آتی بزیادت عامل بسنت هم باشد (ہدایۃ السائل ص ۱۳۸)

marfat.com

زیادہ (بیس) تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عمل کرتا ہے۔

o نواب صدیق نے مزید لکھا ہے کہ......اور جو کام اصل اس کی مثل اس کے شریعت سے ثابت ہے گو وہ کام بعینہ آں حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو۔ وہ بدعت نہیں حکما سنت میں داخل ہے، جیسے ۲۰ رکعت تراویح کی جماعت" (غنیۃ القصی فی ترجمۃ اربعین من احادیث النبی ﷺ)

تیسرا دعوی: تیسرا دعوی یہ ہے کہ تراویح آٹھ رکعت ہیں۔

۱۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

تراویح اصل میں آٹھ ہی ہیں۔ (فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۲۶۳)

چونکہ یہ وھابیوں کا عام دعوی ہے، جس پر مزید دلائل دینے کی ضرورت نہیں تاہم تحقیقی دستاویز کی درستگی کے پیش نظر ان کے معتبر فتاوی کا حوالہ پیش کر دیا گیا ہے۔

چوتھا دعوی: تراویح گیارہ رکعت ہیں۔

۱۔ زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

گیارہ رکعات سنتِ رسول ﷺ، سنتِ خلفائے راشدین اور سنتِ صحابہ رضی اللہ عنھم ہے۔ (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص 83)

۲۔ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

اہلحدیث کا مذہب ہے کہ رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعت مع وتر گیارہ رکعت تراویح سنت ہیں۔ (اہلحدیث کا مذہب ص ۹۰)

پانچواں دعوی: بیس رکعات بطور نفل جائز ہیں۔

marfat.com

۱۔ زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

اگر کوئی شخص بطور نفل بیس یا چالیس وغیرہ پڑھتا ہے تو کوئی شخص بھی اسے بدعت نہیں کہہ سکتا۔ (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص 35)

اگر بدعت نہیں تو سنت ہونی چاہیئے کیونکہ بدعت کی ضد سنت ہے۔

۲۔ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے مستحب ہیں، کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں۔

(اہلحدیث کا مذہب ص ۹۸)

خدا کرے کہ وھابیوں کو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کو اپنانے کی توفیق مل جائے

۳۔ صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے:

زائد رکعات مستحب اور نفل ہوں گی۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۳۸۳،۳۸۵)

۴۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

(ہم) بیزار ان سے ہوں گے جو بیس کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۱ ص ۶۷۳)

یعنی بیس تراویح کو سنت سمجھ کر نہیں بلکہ نفل کے طور پر پڑھنے والوں سے روپڑی صاحب کے بقول وھابیوں کو کوئی بے زاری نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ حنفیوں سے خواہ مخواہ ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔

چھٹا دعویٰ: بیس تراویح بدعت ہیں۔

۱-۲۔ اخبار اہلحدیث امرتسر میں اسے بدعت قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

اخبار اہلحدیث ۳۱ جنوری ۱۹۳۰ اور ۱۳ دسمبر ۱۹۱۸۔

marfat.com

لمحہ فکریہ:

عوام الناس کو ورغلانے کیلئے وھابیوں کا یہ معمول بن چکا ہے کہ وہ یہ کہتے نہیں شرماتے کہ ہمارا مذہب صرف اور صرف قرآن وحدیث ہے۔ فقہ تو اختلاف اور تضاد کا مجموعہ ہے۔ اس لیے اسے خیر باد کہہ دیجیے! گویا وہ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن وحدیث تضادات کا مجموعہ ہے......اب ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث کو ماننے والوں کا یہ ایک ہی مسئلہ پر اس قدر شدید تضاد، تعارض اور اختلاف کیوں ہے؟

اھل فقہ کا اختلاف تو کسی بھی مسئلہ کے متعلق نصوص کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ جو کہ وھابیوں کو کسی صورت برداشت نہیں۔ بتایئے! ان کا یہ شدید اختلاف اور تضاد کیوں ہے؟ ہم ان کے کس موقف کے متعلق خیال کریں کہ وہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اور کس دعوی کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دیں۔

ویسے وھابیوں، نجدیوں، غیر مقلدوں کے ہاں مسائل میں اس طرح کا معاملہ اور جھگڑا کوئی انہونی چیز نہیں ان کے متضاد اور متعارض مذہب کی تفصیلات کیلئے راقم الحروف کی کتاب ''وھابیوں کا متضاد مذہب'' دیکھیے!......

چونکہ عام طور پر وھابی، آٹھ تراویح، کی ہی رٹ لگاتے ہیں اس لیے سطور ذیل میں ان کے پیش کردہ دلائل کا تحقیقی تجزیہ سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

پہلی دلیل، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

دریں مسئلہ وھابیوں کی سب سے پہلی دلیل حدیث ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے سوال کیا:

marfat.com

۴۔ ناصر الدین البانی نے بھی گیارہ سے زیادہ کو بدعت قرار دیا ہے

(نماز تراویح مترجم ص ۸۶)

سا تواں دعویٰ: بیس تراویح خلاف سنت یعنی بدعت نہیں۔

۱۔ امام الوھابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے:

اما آنکه ازاهل علم ایں نماز بست رکعت قرار داده اند......ایں معنی صادق است که انه صلوٰة وانه فی رمضان پس حکم مبتدع چه معنی۔ (بدور الاھلہ ۸۳)

یعنی علماء کی جماعت نے تراویح بیس رکعت قرار دی ہیں انہیں بدعت قرار دینے کا کیا مطلب؟

۲۔ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

بیس رکعت تراویح پڑھنے والوں کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں ایسے امور میں اختلاف حرام ہے۔ (اخبار الحدیث امرتسر ص ۱۳، ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء)

یعنی اسے بدعت کہنا غلطی اور جہالت جبکہ اسمیں اختلاف کرنا حرام ہے اب بو لیئے! وھابی حضرات اختلاف کر کے حرام کام میں کیوں پڑ ھتے ہیں۔

۳۔ ناصر الدین البانی نے لکھا ہے کہ

''آٹھ نہ پڑھنے والا گمراہ نہیں ہے'' (نماز تراویح مترجم ۵۳)

۵۔ مزید لکھا ہے کہ: آٹھ نہ پڑھنے والا بدعتی نہیں (۵۱)

نوٹ: صادق خلیل فیصل آبادی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

marfat.com

کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشۃ فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (بخاری ج۱ ص۲۶۹، واللفظ لہ، مسلم ج۱ ص۲۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے ان کے حسن و طول کے متعلق نہ پوچھو پھر تین وتر پڑھتے آپ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں فرمایا (ہاں) میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل جاگتا ہے۔

اس حدیث سے وھابیوں کا ناروا سلوک:

چونکہ وھابیوں کے پاس اپنے موقف پر کوئی بھی صحیح، صریح، غیر محتمل مرفوع روایت نہیں ہے اس لیے وہ عوام کو دھوکہ دینے کیلئے بخاری شریف کی اس روایت کا نام لے دیتے ہیں اور جب ان سے اس حدیث سے اپنا دعوٰی ثابت نہیں ہو پاتا تو پھر حدیث پاک کے ساتھ ناروا سلوک شروع کر دیتے ہیں تحریف اور کتر بیونت کر کے روایت کا حلیہ بگاڑتے ہیں اور اپنے اکابر کے ورثہ کو قائم رکھتے ہیں۔

marfat.com

o......وھابی شاطرین نے اس حدیث "کو احدیٰ عشرۃ رکعۃ۔ تک لکھ کر آگے "الحدیث" کا لفظ لکھ دیا اور عوام الناس سے حدیث کا بقیہ مضمون اوجھل کر دیا۔ اور مقصد صرف یہ تھا کہ اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو جواباً کہہ دیا جائے کہ ہم نے آخر میں "الحدیث" لکھ کر اسکے بقیہ مضمون کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور عوام الناس سے اسے چھپا رکھنے کی وجہ سے ہمارا اُلو بھی سیدھا ہو جائے گا۔

o......بلکہ ان لوگوں کا جہاں بس چلے وہاں وہ تمام اشارات و کنایات بھی ہٹا دیتے ہیں جن سے حدیث پاک کے نامکمل ہونے کا معمولی سا بھی گمان ہو سکے۔ کیونکہ ان کی ہر ممکن یہی کوشش ہے کہ "حدیث بخاری" کا مکمل مضمون عوام الناس کے سامنے کسی صورت بھی پیش نہ ہو۔ ورنہ وھابیت کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوٹ جائے گا۔ ملاحظہ ہو!

۱۔ عبداللہ غازیپوری نے......رکعات التراویح مع اضافات وضمیمہ ص ۱۱ پر

۲۔ مبشر ربانی نے......مقالات ربانیہ ص ۱۲۲ پر

۳۔ داؤد ارشد نے......دین الباطل جلد اول ص ۵۱۸ پر

۴۔ عبدالغفور اثری......نے تحفۂ رمضان ص ۶۷ پر

حدیث بالا کو ادھورا لکھ کر "الحدیث" ڈال کر باقی مضمون کو چھپا دیا ہے۔ اور زبیر علی زئی نے امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۳۷ اور ھدیۃ المسلمین ص ۲۷، "پر الخ" لکھ کر بقیہ حصہ حذف کر دیا......اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہوئے حدیث پاک میں کتر بیونت تحریف اور ناروا سلوک کا ارتکاب کیا۔ جبکہ

۱۔ ثناء اللہ امرتسری نے......اہلحدیث کا مذہب ص ۶۸ پر

marfat.com

۲۔ صادق سیالکوٹی نے...... صلوٰۃ الرسول ص ۳۸۱ پر

۳۔ عطاء اللہ حنیف نے...... ماہنامہ محدث لاہور ص ۲۲، نومبر ۲۰۰۲ء پر (مطبوعہ مضمون میں) حدیث مذکورنا مکمل لکھی۔

اورالخ، الحدیث اور الی آخرہ وغیرہ میں سے کوئی اشارہ نہ دے کر مسلمانوں سے یہ دھوکہ کیا ہے کہ یہ روایت مکمل ہے۔ جس میں صرف گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ اگر یہ لوگ اس حدیث کا پورا مضمون لکھ دیتے تو حقیقت بے نقاب ہو جاتی۔

یہ حدیث وھابیوں کے خلاف ہے:

چونکہ یہ روایت وھابیوں کے خلاف ہے اور انہوں نے خود بھی اس حدیث پر عمل نہیں کیا۔ اس لیے ان کے جھوٹے مذہب کی عافیت اور بچاؤ اسی صورت میں ہے کہ وہ حدیث کا اگلا مضمون چھپالیں ...... ورنہ ان کا مکروہ چہرہ ہر کوئی دیکھ لے گا۔ تفصیل درج ذیل ہے، اس حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان یعنی پورا سال گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اگر وھابیوں کی یہ مرکزی دلیل ہے اور وہ واقعۃً اس روایت کو مانتے ہیں تو انہیں صرف ماہِ رمضان میں ہی نہیں بلکہ سارا سال گیارہ تراویح پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، لیکن وھابی ایسا نہیں کرتے وہ صرف رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتے ہیں اور پورا سال کبھی بھی یہ اعلان نہیں کرتے کہ حضرات فلاں وقت نماز تراویح ادا کی جائے گی جس میں مستورات کیلئے بھی پردے کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ ان کے

marfat.com

ایسے اعلانات صرف ماہِ رمضان میں ہی ہوتے ہیں اور سال کا بقیہ حصہ خوابِ خرگوش کے مزے لیتے ہیں۔

۲۔ اس حدیث پاک میں ایک رات بھی باجماعت تراویح کا ذکر نہیں ہے۔ جبکہ وھابی پورا مہینہ باجماعت تراویح ادا کرتے ہیں۔

۳۔ اس روایت میں پورا سال تین وتر پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ وھابی صرف رمضان میں تین وتر پڑھتے ہیں اور باقی دنوں میں صرف ایک وتر پر اکتفا کرتے ہیں۔

۴۔ اس روایت میں آٹھ رکعات کو چار چار پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ جبکہ وھابیوں کے ہاں دو دو پڑھنے کا طریقہ مرّوج ہے۔

۵۔ اس میں اس بات کا واضح ثبوت مل رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت پڑھ کر سوجاتے اور سو کر اٹھتے تو پھر تین وتر پڑھتے تھے۔

جبکہ وھابی حضرات آٹھ رکعتوں کے ساتھ ہی تین وتر پڑھ لیتے ہیں اور جب سو جائیں تو ہر چیز بھلا دیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ وھابیوں کا اس حدیث سے اپنا موقف ثابت کرنا سراسر دھوکہ اور فریب ہے، ان کا حدیث پر ہرگز عمل نہیں ہے۔ ہمارا وھابیوں کو چیلنج ہے کہ اگر وہ خواہشاتِ نفسانی کے پیروکار نہیں ہیں تو اپنا عمل حدیث بخاری کے مطابق بنالیں ورنہ یہ حدیث پیش کر کے مسلمانوں سے گھناؤنا کھیل نہ کھلیں۔

مبشر ربانی کی ایچ کارد

وھابیوں کی عادت ہے کہ اھل سنت کے معمولات کو بدعت بنانے کیلئے

marfat.com

کیفیت وانداز پر بھی معترض ہوتے ہیں لیکن چونکہ وھابیوں کے اپنے معمولات بالخصوص نماز تراویح ان کی مروجہ کیفیت وہیئت کیساتھ ثابت نہیں ،اس لیے مبشر ربانی نے یہ لکھ مارا کہ مختلف مواقع پران (تراویح) کی کیفیت ادا مختلف وارد ہوئی ہے اور یہ بات محل نزاع نہیں ہے۔(مقالات ص ۱۲۱)

جبکہ ناصر الدین البانی نے لکھا ہے: تراویح سنن رواتب کی طرح ہیں لہٰذا ان میں تغیر وتبدل کرنا شرعاً جائز نہیں۔(نماز تراویح ص ۴۹ مترجم)

لہٰذا وھابیوں کی نماز تراویح میں تبدیلی غیر شرعی ہوئی......

حضور رات کو کتنی رکعتیں پڑھتے؟

چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں حضور کی رات کی نماز میں گیارہ رکعتوں (آٹھ اور تین) کا ذکر ہے اس لیے وھابی اس کی طرف لپکتے ہیں، انہیں اھل حدیث کہلانے کے باوجود یہ شعور نہیں رہتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اسی بخاری اور مسلم شریف میں گیارہ رکعتوں کے علاوہ اور بھی تعداد بیان کی گئی ہے...... چنانچہ ملاحظہ ہو!

تیرہ رکعتیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلث عشرۃ رکعۃ ثم یصلی اذا سمع الندآء بالصبح رکعتین خفیفتین (بخاری ۱/۱۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے، پھر آپ جب صبح کی آواز سنتے تو دو رکعتیں ہلکی پھلکی (فجر کی سنتیں) ادا فرماتے۔

marfat.com

۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کان صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلث عشرۃ رکعۃ یعنی باللیل (بخاری ص۱۵۳ ج۱)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعات پر مشتمل ہوتی

نوٹ: اس مضمون کی روایات مسلم ۱/۲۵۴، مسند احمد ج ۶ ص ۳۶، ۷۳، ۱۴۰، سنن ابوداؤد، ج۱ ص ۲۱۰، مؤطا امام مالک ص ۱۰۳، ترمذی ۱/۵۹، قیام اللیل مروزی ص ۸ پر بھی موجود ہیں......

خود وھابی حضرات کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱۔۲۔ نماز تراویح۔ ناصر الدین البانی...... ترجمہ صادق خلیل ص ۳۰، ۳۱

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز...... اسماعیل سلفی ص ۹۶۔

۴۔ عبداللہ غازیپوری...... رکعات التراویح ۲۱، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۵۶، ۳۵، ۳۶، ۳۳

۵۔ مولوی غلام رسول قلعوی رسالہ تراویح ص ۴۸، مترجم ص ۴۹،

۶۔ عبدالرحمان مبارکپوری...... تحفۃ الاحوذی ۲/۳۔

۷۔ ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے کہ اکثر روایات تیرہ رکعت کی ہیں۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۹۳)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دوسنتوں کے علاوہ رات کو تیرہ رکعات بھی ادا فرماتے تھے۔

یہاں وھابیوں کی اس بات کا بھی رد ہوگیا کہ تیرہ رکعات میں دو فجر کی سنتیں ہوتی تھیں، اصل گیارہ رکعات ہی ہیں ان کی یہ بات درست نہیں کیونکہ مذکوہ روایات میں دوٹوک موجود ہے کہ فجر کی اذان کے وقت آپ جو دو رکعتیں پڑھتے وہ

marfat.com

پہلی تیرہ رکعات کے علاوہ ہوتی تھیں۔

گیارہ رکعتیں: اس کا مضمون شروع میں گذر چکا ہے۔ دوبارہ ملاحظہ ہو!

دریں مسئلہ وھابیوں کی سب سے پہلی دلیل حدیث ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے سوال کیا:

کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشۃ فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (بخاری ج۱ص۲۶۹، واللفظ لہ، مسلم ج۱ص۲۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے ان کے حسن وطول کے متعلق نہ پوچھو پھر تین وتر پڑھتے آپ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں فرمایا (ہاں) میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل جاگتا ہے۔

دس رکعتیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل عشر

marfat.com

رکعات الخ (مسلم ۱/۲۵۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دس رکعات نماز پڑھتے۔

اس مضمون کی روایت مسند احمد ۶/۳۵ پر بھی ہے

نو رکعت: آپ ہی کی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق یہ وارد ہے:

تسع رکعات قائماً یوتر منهن (مسلم ۱/۲۵۵)

نو رکعت کھڑے ہو کر جن میں وتر بھی ہوتے۔

o۔ نو رکعت کی تائید صحیح بخاری ج ا ص ۱۵۳، پر موجود ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔

o...... قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے کہا ہے:

فی حدیث عائشة من روایة سعد بن هشام قیام النبی صلی الله علیه وسلم تسع رکعات (نووی بر مسلم ۱/۲۵۳)

یعنی حضرت عائشہ سے سعید بن ہشام کی روایت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نو رکعات بیان ہوئی ہے۔

o...... یہی بات مولوی غلام رسول قلعوی نے رسالہ تراویح مترجم ص ۴۸ پر نقل کی ہے۔

سات رکعت:

امام نووی علیہ الرحمتہ، قاضی عیاض علیہ الرحمتہ کے حوالے سے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں:

وعنها فی البخاری ان صلوٰتهٗ صلی الله علیه وسلم باللیل سبع

marfat.com

وتسع (نووی بر مسلم ۱/۲۵۳)

یعنی بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز سات اور نو رکعت بھی مروی ہے۔

نوٹ: ایسی روایت بخاری ج ا ص ۱۵۳ پر موجود ہے۔

o...... قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ سے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ جب آپ بڑھاپے کی حالت کو پہنچے تو سات رکعات پڑھتے۔ (نووی ۱/۲۵۳)

o...... مولوی غلام رسول قلعوی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (رسالہ تراویح ص ۴۹، مترجم)

o...... اور مزید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لکھا ہے کہ جب آپ بوڑھے ہو گئے تو سات رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ص ۵۱، ۵۲)

قاضی عیاض مالکی کا فیصلہ:

قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق لکھا ہے کہ وہ تیرہ، گیارہ، نو، اور سات رکعات پر مشتمل ہے اور آخر میں فرماتے ہیں:

ولا خلاف انه ليس في ذلك حدلايزاد عليه ولا ينقص منه وان صلوة الليل من الطاعات التي كلما زاد فيها زادالاجر الخ (نووی بر مسلم ۱/۲۵۳)

اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی رکعات کے متعلق کوئی حد (مخصوص تعداد) نہیں، کہ جس میں کمی بیشی نہ ہو سکتی ہو اور بے شک یہ رات کی نماز نیک کاموں میں سے ایک نیک عمل ہے اس میں جتنا

marfat.com

اضافہ ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا۔

امام نووی کی تائید

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی طویل عبارت کو اپنی تائید میں نقل کر کے ہمارے موقف پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو صرف گیارہ رکعت نہیں بلکہ تیرہ، نو اور سات رکعت بھی پڑھی ہیں۔ (نووی بر مسلم ۱/۲۵۳)

علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی تصریح: فیروز آبادی لکھتے ہیں:

وورد فی کیفیۃ قیام اللیل طرق ثمانیۃ کلھا صحیحۃ (سفر السعادۃ)

یعنی رات کی نماز کے متعلق آٹھ طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں جو کہ سب کی سب صحیح ہیں۔

امام ترمذی کا فیصلہ: لکھتے ہیں:

عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل تسع رکعات و فی الباب عن ابی ھریرۃ وزید بن خالد و الفضل بن عباس قال ابو عیسی حدیث عائشۃ حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ ورواہ سفیان الثوری عن الاعمش نحو ھذا...... واکثر ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ مع الوتر واقل ماوصف من صلاتہ من اللیل تسع رکعات (ترمذی ۱/۵۹)

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعات پڑھتے تھے اس مضمون کی روایت حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن خالد اور حضرت فضل بن

marfat.com

عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ابوعیسیٰ (امام ترمذی) کا قول ہے کہ حدیث عائشہ اس وجہ سے حسن غریب ہے، اسے سفیان ثوری نے اعمش سے اس طرح روایت کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رات نماز کی زیادہ تعداد وتر سمیت تیرہ اور کم از کم نو رکعت ہے۔

مولوی غلام رسول قلعوی کی حمایت: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی مذکورہ تصریح کو نقل کر کے مولوی غلام رسول قلعوی نے ہمارے دعوے کی پوری پوری حمایت کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو! (رسالۂ تراویح)

اسماعیل سلفی کی صراحت: اسماعیل سلفی نے کھلےلفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ:

حضرت عائشہ سے مرفوعاً متعدد احادیث مروی ہیں جن میں رکعات کی تعداد چھ، سات، نو، گیارہ، تیرہ تک مروی ہے۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۹۶)

مزید لکھا ہے:

آٹھ تراویح اور تین وتر عام عادت یہی تھی...... کم وبیش ہو جائیں تو بھی درست ہے۔ (ایضاً)

حکیم اشرف سندھو وھابی کا اعتراف: حکیم صاحب نے لکھا ہے:

علاوہ ازیں سات اور نو رکعات تو یہ اس وقت کی نماز ہے کہ جب آپ بوڑھے ہوئے تو وقت و حالات کے تحت کبھی کبھار پڑھ لیا کرتے (رکعات قیام رمضان ص ۱۷)

سوال یہ ہے کہ کبھی کبھار ہی سہی، آپ نے سات اور نو رکعات جب پڑھی ہیں تو کیا وھابیوں نے اس سنت کو کبھی اپنایا بھی ہے؟ چلو وھابی لوگ جوانی کے عالم میں حدیث کے مخالف رہے، بڑھاپے کے عالم میں ہی اس پر عمل کر دکھاتے۔ لیکن بوڑھے وھابی

marfat.com

بھی سات یا نو رکعات تراویح پڑھنے سے محروم ہیں۔ جبکہ عوام کو بھی دھوکہ دیں گے کہ ہم ہر صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں

۱ وھابیوں کا صرف آٹھ پر ہی اصرار کیوں؟ وھابی حضرات اگر نفس کے بندے اور اپنی خواہشات کے پابند نہیں اور قرآن وسنت پر عمل کرنے کے دعوے میں سچے ہیں تو وہ صرف آٹھ تراویح پر ہی کیوں اصرار کرتے ہیں؟ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے مؤقف کو تبدیل کریں اور یہ اعلان کریں کہ تراویح چھ، سات، نو، گیارہ اور تیرہ رکعات بھی ہیں اور پھر جلدی ہی اس پر عمل کر کے اپنے سچا ہونے کا ثبوت دیں!

لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان احادیث پر وھابیوں نے نہ آج تک عمل کیا ہے اور نہ ہی قیامت تک کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں احادیث سے سروکار نہیں، وہ محض اپنے خودساختہ مذہب کو سہارا دینا چاہتے ہیں۔

حدیث عائشہ مضطرب ہے

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ وھابیوں کی مایہ ناز ''دلیل حدیث عائشہ'' میں سخت اضطراب واختلاف بھی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے والے ایک آدمی ہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور سوال بھی یہی ہے کہ حضور رات کو کتنی رکعات نماز پڑھتے تھے لیکن جواب میں آپ نے اس کی مختلف اور متضاد ومعارض کیفیتیں بتائی ہیں ...... مثلاً

۱...... آپ ابوسلمہ کو جواب دیتے ہوئے ایک جگہ بیان فرماتی ہیں کہ:

رمضان وغیر رمضان میں آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے، چار، پھر چار اور پھر تین وتر پڑھتے اور وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے۔ (بخاری ۱/۲۶۹ مسلم ۱/۲۵۴)

marfat.com

۲...... ایک جگہ فرماتی ہیں

آپ تیرہ رکعت پڑھتے، پہلے آٹھ رکعت پھر وتر پھر دو رکعت بیٹھ کر۔اس کے بعد دو رکعت سنت فجر (مسلم ۱/۲۵۴)

اضطرابات

۱۔ اسی سائل کو آپ نے پہلی روایت میں گیارہ رکعت اور دوسری میں تیرہ رکعت بتائی ہیں۔

۲۔ پہلی روایت میں چار، چار...... جبکہ دوسری میں اکٹھی آٹھ رکعات۔

۳۔ پہلی روایت میں تین وتر، اس کے بعد کوئی نماز کا ذکر نہیں...... دوسری روایت میں وتر، پھر دو رکعت کا ذکر ہے۔

۴۔ پہلی روایت میں وتروں سے پہلے سونے کی صراحت ہے، جبکہ دوسری میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۔ دوسری روایت میں وتر، کی رکعات کی بھی وضاحت نہیں ہے۔

اب اگر وتر ایک رکعت قرار دیں تو وھابی حضرات کے بقول تراویح بارہ رکعات اور اگر تین رکعات کہیں تو تراویح دس رکعات بنتی ہیں۔

لہٰذا انہیں دس اور بارہ رکعات کا بھی قول کرنا چاہیے۔

٥...... حضرت عائشہ نے ایک جگہ (وتر سمیت) نو رکعت بھی بتائی ہیں (مسلم ۱/۲۵۵)

اب اگر وتر تین رکعت ہوں تو باقی نماز چھ رکعت ہوگی اور چونکہ وھابیوں کا عمل رمضان میں تین وتر پڑھنا ہے۔لہٰذا انہیں باقی نماز (تراویح) کو چھ رکعات قرار دینا چاہیے! جبکہ ان کا یہ موقف نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں! ان روایات میں ابو سلمہ سوال کرنے والے ہیں اور سیدہ

marfat.com

عائشہ جواب دیتی ہیں......اور جواب میں کبھی تیرہ، کبھی نو، اور کبھی گیارہ رکعات کا لفظ ہے۔ اور انہیں ادا کرنے کی کیفیت بھی آپس میں نہیں ملتی۔

انہیں اختلافات، تعارضات اور تضادات کی وجہ سے اس حدیث کو مضطرب کہا گیا ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی کا اعتراف: حافظ صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے......کہ

قال القرطبی اشکلت روایات عائشة علی کثیر من اھل العلم حتی نسب بعضھم حدیثھا الی الاضطراب (فتح الباری ج۴ص۲۶۳)

یعنی بہت سارے علماء نے حضرت عائشہ کی روایات میں اشکالات ہونے کی وجہ سے انہیں مضطرب قرار دیا ہے۔

امام قرطبی کا بیان: امام قرطبی نے بیان کیا ہے کہ علماء نے حدیث عائشہ کو مضطرب قرار دیا ہے (فتح الباری ج۴ص۲۶۳)

قاضی عیاض مالکی کی وضاحت: قاضی صاحب لکھتے ہیں:

واما الاختلاف فی حدیث عائشه فقیل ھو منھا وقیل من الرواة عنھا (نووی بر مسلم ج اص۲۵۳)

یعنی حدیث عائشہ میں اختلاف (واضطراب) ہے وہ حضرت عائشہ کی طرف سے ہے یا آپ سے روایت بیان کرنے والے راویوں کی طرف سے ہے۔

خواہ کسی جانب سے ہو ہمارا مدعا ثابت ہے حدیث عائشہ مظطرب ہے۔

امام نووی کی حمایت: علامہ نووی نے قاضی عیاض مالکی کی مذکورہ عبارت

marfat.com

کو درج کر کے ان کی تائید وحمایت کی ہے کہ واقعۃً حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایات میں اختلاف واضطراب ہے (ایضاً)

مذکورہ حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی مذکورہ حدیث جسے وھابی حضرات بڑے فخر سے اپنی پہلی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ مضطرب، مختلف، اشکالات سے پر اور تضادات کی حامل ہے۔

وھابیوں کا فیصلہ

اب ملاحظہ فرمایئے! کہ خود وھابیوں کے نزدیک بھی ایسی روایت اگر چہ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں، وہ قابل حجت نہیں رہتی

مولوی سیف بنارسی نے لکھا ہے:

''بسا اوقات سند کے تمام راوی ثقہ ہوتے ہیں، لیکن متن حدیث میں اضطراب ہوتا ہے، اس صورت میں وہ بھی رتبۂ مقبول سے گر جاتی ہے۔

(اخبار اہل حدیث ۹ جون ۱۹۲۲ء)

حدیث عائشہ تہجد کے متعلق ہے: علی سبیل التنزل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت تراویح کے متعلق ہر گز نہیں کیونکہ ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کو پڑھی جانے والی نماز کے متعلق سوال کیا تھا جو آپ اپنے گھر (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے) میں ادا فرماتے تھے جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ آپ نے گیارہ رکعات ادا فرمائی ہیں، اور وہ بھی انہوں نے صرف اپنی باری میں آنے والی راتوں کا تذکرہ فرمایا، باقی

marfat.com

ازواج مطہرات کے پاس جا کر کتنی رکعات ادا فرمائی ہیں، ان کا ذکر اس میں نہیں ہے۔

اگر ابو سلمہ نے اس نماز کے متعلق سوال کرنا تھا کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین رات جو نماز پڑھائی تھی، اس کی کیفیت کیا تھی؟ اس نماز کے متعلق آپ سے پوچھنے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کرتے، لیکن جب ابو سلمہ نے حضرت عائشہ سے نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کے سوال کا مقصد جان لیا کہ وہ نماز تہجد کے متعلق ہے، اس لیے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان آپ نے (زیادہ تر) گیارہ رکعات ادا فرمائی ہیں اور یہی بات قرین قیاس اور حقیقت حال کے مناسب ہے، کیونکہ تہجد سارا سال پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ تراویح صرف رمضان میں ہی ہوتی ہے۔

ثناء اللہ امرتسری کا اعتراف: امرتسری نے دوٹوک لکھا ہے:

''نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے تراویح خاص رمضان میں ہے

(فتاویٰ ثنائیہ ۱/۶۵۶)

اگر وھابیوں کو اس حقیقت سے انکار ہے تو انہیں چاہیئے کہ

۱۔ وہ ماہ رمضان کی طرح دیگر گیارہ مہینوں میں بھی تراویح کا اہتمام کریں۔

۲۔ جب وہ اس کی جرأت نہیں کر سکتے تو ان کے فعل سے ان کے دعوے کا رد ہو جاتا ہے کہ اگر تراویح پورا سال ہے تو یہ اسے سارا سال ادا بھی کرتے۔

بتا اے عقل انسانی حل کوئی اس معمے کا
نظر کچھ اور کہتی ہے خبر کچھ اور کہتی ہے

marfat.com

مزید دلائل:

حدیث عائشہ کا تعلق تہجد کیساتھ ہے، اس مؤقف پر مزید دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اسے کتاب التھجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وفی غیرہ، ۱/۱۵۴ کے تحت نقل کیا ہے۔

یعنی ایک تو تہجد کا بیان، اور دوسرا نبی کریم ﷺ کا تمام سال رات کا قیام کرنے کا باب باندھا ہے...... جس کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث تہجد کے متعلق ہے جو آپ سارا سال پڑھتے تھے۔

۲۔ اس حدیث میں چار، چار رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ وھابی حضرات دو، دو رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ تہجد تھی...... تراویح الگ ہے۔

۳۔ اسی روایت سے واضح ہے کہ آپ آٹھ رکعت مع تین وتر بغیر جماعت کے ادا فرماتے تھے...... جبکہ تراویح باجماعت ہوتی ہے اور تہجد ہی وہ نماز ہے، جسے بغیر جماعت کے ادا کیا جاتا ہے۔

وھابی ترجمان ہفت روزہ اہلحدیث لاہور، ۷ جنوری ۱۹۹۴ء کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے:

''تہجد کی جماعت نہیں ہوتی''

جب تہجد کی جماعت نہیں، تو حدیث عائشہ میں جس نماز کا ذکر ہے وہ بھی جماعت کے بغیر ہے، لہٰذا وہ بھی نماز تہجد تھی...... تراویح نہیں۔

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رکعات کیساتھ ہی فجر کی دو رکعت سنت بھی ادا

marfat.com

فرماتے تھے......ملاحظہ ہو!

كان رسول الله ﷺ يصلي فيما بين ان يفرغ من صلوٰة العشآء وهي التي يدعو الناس العتمة الى الفجر احدى عشرة ركعة يسلم بين كل ركعتين ويو تربو احدة فاذاسكت المؤذن من صلوٰة الفجر وتبين له الفجر وجآء ه المؤذن قام فركع ركعتين خفيفتين (مسلم ۱/۲۵۴)

اس روایت سے واضح ہوگیا کہ آپ نے گیارہ رکعات نماز فجر سے کچھ دیر پہلے پڑھی ہیں، اور یہ وقت تہجد کا ہے، تراویح کا نہیں۔

ورنہ وھابیوں کو عشاء کے بعد تراویح پڑھنے کی بجائے نماز فجر سے کچھ دیر پہلے پڑھنے کا آغاز کر دینا چاہیے، تا کہ پتہ چلے کہ یہ سچے اہل حدیث ہیں انگریز کے بنائے ہوئے نہیں۔

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے راویوں میں ایک راوی حضرت امام مالک بھی ہیں مثلاً:......امام بخاری لکھتے ہیں:

حدثنا عبدالله ابن يوسف قال اخبر نامالك عن سعيد بن ابى سعيد المقبرى ...... (بخاری ۱/۱۵۴)

ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے، انہوں نے کہا ہمیں مالک نے سعید بن ابوسعید مقبری سے خبر دی ہے۔

اور حدیث عائشہ کے اس مرکزی راوی امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو بیان کرنے کے باوجود تراویح کو آٹھ رکعت قرار نہیں دیا......ملاحظہ ہو!......التمھید ۸/۱۱۳، بدایۃ المجتھد ۱/۱۵۲ قيام الليل ۱۵۹، المدونة الكبرىٰ ۱/۱۹۳، فتح

marfat.com

الباری ۲/ ۲۱۷، عمدۃ القاری ۵/ ۳۵۵، المیزان للشعرنی ۱/ ۱۲۳،الحاوی للفتاویٰ ۱/ ۳۴۸،المسبوط للسرخسی ۲/ ۱۴۴ وغیرہ)

٥..... وھابیوں کے عبداللہ غازیپوری نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ وھذا ھو المشھور عنہ یعنی امام مالک سے یہی قول مشہور ہے کہ تراویح چھتیس رکعات (۲۰ تراویح اور ۱۶ اضافی نوافل ملاکر ہیں) (رکعات التراویح ۴۷)

٥..... عطاء اللہ حنیف نے مانا ہے کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد اوران کے متبعین سے بیس رکعت تراویح کو شہرت حاصل ہے۔(محدث ۲۴ نومبر ۲۰۰۲ء)

بعض وھابی حضرات امام مالک سے آٹھ یا گیارہ رکعت ثابت کرنے کی خام کوشش کرتے ہیں، اگر ان میں جرأت ہے تو وہ امام مالک کی اپنی کسی کتاب یا ان کے کسی شاگرد اور معتمد علیہ مقلد کی کتاب سے اپنا مؤقف ثابت کریں لیکن یہ منہ اور مسور کی دال

ان حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہوتیں، تو امام مالک اپنا موقف یہی رکھتے جبکہ ایسا نہیں، تو معلوم ہوا حدیث عائشہ تہجد کے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے متعلق

۶۔ اکثر اہل علم کا مؤقف تراویح کے بیس ہونے کے متعلق ہے۔امام ترمذی لکھتے ہیں: واکثر اھل العلم علی ماروی عن علی وعمر و غیر ھما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی وھکذا ادرکت ببلد نابمکۃ یصلون عشرین رکعۃ۔(ترمذی ۱/ ۹۹)

یعنی اکثر اھل علم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کی بناء پر بیس

marfat.com

رکعت کے قائل ہیں، اور یہی قول امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک اور امام شافعی کا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بیس رکعت پڑھتے دیکھا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں آج بھی تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کا تراویح کو بیس رکعت قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث عائشہ کو تہجد پر محمول کرتے ہیں...... نہ کہ تراویح پر۔

محدثین کے فیصلے

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اسے کتاب التہجد میں نقل کیا ہے (بخاری ۱/۱۵۴)

۲۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی ﷺ باللیل، یعنی تہجد کے بیان میں درج کیا ہے (ترمذی ۱/۵۸)

o...... اور داؤد ارشد اینڈ پارٹی نے تسلیم کیا ہے کہ "امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے" ملاحظہ ہو! (دین الباطل ۱/۵۱۹)

جبکہ امام ترمذی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تین رات حضور اکرم ﷺ کے ساتھ باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کی روایت کو ترمذی ۱/۹۹ باب ماجاء فی قیام شھر رمضان، میں لکھ کر واضح کیا ہے کہ حدیث عائشہ کا تعلق تہجد کیساتھ ہے اور تین رات جو جماعت کرائی گئی ہے، اس کا تعلق تراویح کے ساتھ ہے

o...... امام ترمذی آگے لکھتے ہیں: اکثر اھل العلم علی...... عشرین رکعۃ الخ (ترمذی ۱/۹۹) اکثر اہل علم تراویح کو بیس رکعت قرار دیتے ہیں۔

۳۔ امام محمد بن نصر مروزی نے حدیث عائشہ کو تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے (قیام اللیل ۱۸۲)

marfat.com

اور تراویح کیلئے الگ یہ باب باندھا ہے

باب عدد الرکعات التی یقوم بھا الامام والناس فی رمضان (۱۵۹)

لیکن اس میں حدیث عائشہ کو ذکر نہ کیا، جس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا تعلق تہجد سے ہے نہ کہ تراویح سے۔

۴۔ امام ابوداؤد نے اسے ابواب قیام اللیل، کے باب فی صلوٰۃ اللیل، میں نقل کیا ہے (ابوداؤد ۱/۱۸۸، ۱۸۹)

جبکہ تراویح کیلئے ۱۹۴ پر ''ابواب شہر رمضان'' کے ''باب فی قیام شھر رمضان'' کے نام سے الگ باب قائم کیا ہے۔

۵۔ امام مالک نے ''ماجآء فی قیام رمضان'' قائم کر کے احادیث تراویح لکھی ہیں، اور حدیث عائشہ (صلوٰۃ النبی ﷺ فی الوتر) میں درج کیا ہے۔ (مؤطا ۱۰۲)

چونکہ اس حدیث کے آخر میں وتر کا ذکر ہے جس سے پہلے تہجد کا ذکر ہے اس سے امام مالک یہی بتانا چاہتے ہیں کہ اسکا تعلق تراویح سے نہیں بلکہ تہجد کیساتھ ہے۔

۶۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے نسائی ۱/۱۹۱ مع تعلیقات باب قیام شھر رمضان، کے تحت تین رات جماعت کا واقعہ لکھا ہے، جو کہ تراویح کے متعلق ہے۔ جسکا وہابیوں کو بھی اعتراف ہے اور حدیث عائشہ باب کیف الوتر، (نسائی مع تعلیقات ۱/۲۰۰) میں نقل کی ہے......

۷۔ صاحب مشکوٰۃ نے ''باب قیام شھر رمضان'' (مشکوٰۃ ۱۱۴) یعنی تراویح کے باب میں حدیث عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک اس

marfat.com

حدیث کا تعلق تہجد سے ہے۔

۸۔ امام نووی نے "باب فضل قیام اللیل" کے تحت تہجد کے ذکر میں حدیث عائشہ کو ذکر کیا ہے (ریاض الصالحین ۳۶۵)

اور باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح، قائم کیا ہے، جسمیں تراویح کی روایات نقل کی ہیں، گویا بتادیا کہ حدیث عائشہ تہجد کے بارے میں ہے۔

۹۔ صاحب غنیۃ الطالبین نے تراویح کی فصل میں حدیث عائشہ کو ذکر نہیں کیا۔ (الغنیہ ۲/۱۵)

۱۰۔ امام جزری علیہ الرحمۃ نے حدیث عائشہ کا ذکر تہجد کی بحث میں کیا ہے۔ (حصن حصین مترجم ۱۰۳)

۱۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آں روایت محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان وغیر رمضان یکساں بود غالبًا بعد دیازدہ رکعات مع الوتر میر سد۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱/۱۱۹ مطبوعہ مجتبائی دھلی)

وہ (حضرت عائشہ کی روایت) نماز تہجد کے متعلق ہے، کیونکہ یہی نماز رمضان وغیر رمضان میں یکساں ہوتی تھی اور وتروں سمیت عموماً گیارہ رکعت ہوتی تھی۔

۱۲۔ مسلم شریف ۱/۲۵۹ پر باب الترغیب فی قیام رمضان و ھو التراویح، کے تحت حدیث عائشہ کو نقل نہیں کیا گیا، بلکہ اسے ایک الگ باب میں نقل کیا گیا ہے جسمیں تہجد کے متعلق روایات ذکر کی گئی ہیں ملاحظہ ہو! (۱/۲۵۳)

نوٹ: نواب صدیق حسن وھابی کے بقول مسلم شریف پر ابواب بندی خود امام مسلم نے کی ہے (الحطہ ۶۱)

marfat.com

واضح ہوا کہ امام مسلم کا مؤقف بھی یہ ٹھہرا کہ حدیث عائشہ کا تعلق تراویح سے نہیں۔

۱۳ امام ابن ماجہ نے بھی باب ماجآء فی قیام شھر رمضان (ص ۹۵)......یعنی تراویح کی بحث میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

۱۴۔ امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے اسے وتر (مع تہجد) پر محمول کیا ہے۔(ارشاد الساری ۳/۴۲۶)

۱۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے گیارہ رکعت کی وضاحت ''تہجد اور وتر سے'' کی ہے(فتح الباری ۳/۱۶)

جس سے انکا موقف واضح ہو جاتا ہے کو حدیث عائشہ میں تہجد اور وتر کا بیان ہے تراویح کا نہیں

۱۶۔ علامہ عبدالحی لکھنوی (جن کی حدیث دانی کو وھابیہ تسلیم کرتے ہیں) نے بھی اس حدیث کو تہجد پر محمول کیا۔(فتاویٰ ۱/۳۱۵)

زبیر علیزئی کا دھوکہ: گو اپنے انگریز سے الاٹ شدہ دھرم کی خاطر دھوکہ دہی وفریب کاری تمام وھابیوں میں کارفرما ہے، لیکن زبیر علیزئی کو اسمیں خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ اس موقع پر بھی انہوں نے اپنے دھرم کی ناؤ کو بچانے کی خاطر ناقص سہارا دیتے ہوئے لکھا ہے: ''متقدمین میں سے کسی محدث یا فقیہ نے نہیں کہا کہ اس حدیث کا تعلق نماز تراویح کے ساتھ نہیں ہے'' (امین اوکاڑوی کا تعاقب ۴۷)

ا۔ یہ زبیر کا سراسر دھوکہ، فریب اور تلبیس ہے۔ کیونکہ جب متعدد محدثین اور فقہاء نے اسے تہجد کے باب میں نقل کر کے اسکا مفہوم واضح کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک اس روایت کا تعلق نماز تہجد کیساتھ ہے تو پھر یہ کہنا کہ یہ نہیں کہا کہ اسکا تعلق نماز تراویح کیساتھ نہیں، نرا دجل ہے۔

marfat.com

۲۔اور پھر اگر کوئی محدث یا فقیہ اسے تراویح کے متعلق مان کر یہ کہہ بھی دے کہ اسکا تعلق تہجد کیساتھ نہیں ہے تو اس سے وھابیوں کو کیا ملے گا کیونکہ ان کے نزدیک تو تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے بلکہ زبیر نے خود لکھا ہے:......تہجد تراویح، قیام اللیل، قیام رمضان، وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں (ایضاً ص 73) گو زبیر کا یہ لکھنا بے دلیل ہے لیکن اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے تو کیا اوپر لکھی ہوئی عبارت میں اس نے یہ تسلیم نہیں کرلیا کہ تہجد اور تراویح الگ الگ نماز ہے؟......ورنہ وہ یہ نہ لکھتا کہ ''کسی نے اس حدیث کے متعلق یہ نہیں کہا کہ اسکا تعلق تراویح سے نہیں'' ......وہ یہ لکھتا کہ ''اگر کسی محدث اور فقیہ نے اسے تہجد کے متعلق بھی لکھا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں'' جب وہ ایسا نہیں کرسکا تو واضح ہوگیا کہ وھابی مذھب وزبیری دھرم دھوکوں پر مبنی ہے۔

۳۔زبیر کی مزید چالا کی بلکہ دھوکہ وفریب کاری ملاحظہ ہو کہ چونکہ اس کے علم میں تھا کہ حدیث عائشہ کو متعدد محدثین اور فقہاء نے تہجد کے باب میں نقل کرکے اس کا مفہوم واضح کردیا اور متاخرین نے اسکے تہجد کے بارے میں ہونے کی تصریح کی ہے......تو اسکا ''متقدمین'' کی قید لگانا ویسے ہی جہالت وحماقت کا مظاہرہ ہے۔کیونکہ خود وھابیہ بھی اپنے مواقف کے ثبوت میں ایسی قید کا اعتبار نہیں کرتے۔

۴۔زبیر کے انداز میں ہم بھی بیانگ دھل یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی محدث اور فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ حدیث عائشہ کا تعلق نماز تہجد کیساتھ نہیں ہے۔تو اسکا زبیر کے پاس کوئی جواب نہیں۔

marfat.com

کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے؟

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ حدیث مذکور کا تعلق تہجد کیساتھ ہی ہے، اور خود وھابی حضرات بھی جب حدیث عائشہ سے اپنا موقف ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہتے ہیں تو پھر بجائے اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنے کے وہ دین میں کتر بیونت اور خرد برد شروع کر دیتے ہیں، اور بغیر کسی قرآن وحدیث کی نص کے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ، تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں اور اس کرتب سے انکا محض یہی مقصد ہوتا ہے کہ تراویح آٹھ ثابت کرنا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس لیے جب دونوں نمازوں کو ایک کہہ دیا جائے گا تو پھر یہ آسانی پیدا ہو جائے گی کہ تہجد کی روایات کو پڑھ پڑھ کر تراویح ثابت کر ڈالیں گے۔

جبکہ یہ کھیل کھیلتے ہوئے انہیں اتنا شعور نہیں رہتا کہ تہجد چھ، سات، نو، دس اور تیرہ رکعات تک منقول ہے۔ لیکن وھابیوں نے نفس پرستی کرتے ہوئے صرف آٹھ کو خاص کر لیا ہے کیا باقی روایات پر ان کا ایمان نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر وہ ان پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

وھابیوں کی فریب کاری:

اسے وھابیوں کی فریب کاری کہیں یا بے وقوفی، لاشعوری اور بے عقلی...... کہ انہوں نے نہ صرف تہجد اور تراویح کو ایک قرار دیا بلکہ تہجد، تراویح، وتر، اور قیام لیلۃ القدر کو بھی ایک ہی بنا ڈالا ہے...... ملاحظہ ہو!

۱۔ داؤد دائنڈ پارٹی نے لکھا ہے:

marfat.com

تہجد فی رمضان اور تراویح میں کوئی فرق نہیں ہے۔(دین الباطل ۱/۵۱۹)
اس پارٹی کا مؤقف بھی عجیب وغریب ہے، کیونکہ ان کے نزدیک مطلقاً تہجد اور تراویح ایک نہیں...... بلکہ تہجد فی رمضان اور تراویح ایک ہے، جبکہ تہجد فی غیر رمضان اور تراویح میں فرق ہے۔یوں یہ مؤقف مضحکہ خیز بھی ہے۔
اس پارٹی سے دیگر نمازیں مخفی رہی ہیں، ورنہ یہ انہیں بھی ایک قرار دیتے تو انہیں کون پوچھ سکتا تھا۔
۲۔ زبیر علیزئی نے لکھا ہے:
تہجد، تراویح، قیام اللیل، قیام رمضان، وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں......(تعاقب ۷۳)
زبیر کی نظر سے قیام لیلۃ القدر، پوشیدہ رہا ہے ورنہ شاید وہ اسے بھی ساتھ ملا لیتا، یا ابھی وہ اس شعور سراپا فتور سے محروم ہے۔
۳۔ صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے:
نماز تراویح اور تہجد (رات کی نماز)، دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، (صلوٰۃ الرسول ۳۷۸)
۴۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:......نماز تہجد اور تراویح ایک ہی ہے (فتاویٰ اہل حدیث، ۱/۶۲۹، ۶۳۹)
۵۔ ناصر الدین البانی نے لکھا ہے: رمضان میں اسکا نام تراویح اور غیر رمضان میں اسکا نام تہجد ہے۔(نماز تراویح مترجم ۵۱)
۶۔ اسماعیل سلفی نے لکھا ہے: تراویح یا رمضان کا قیام یہ وہی نماز ہے جسکا ذکر

marfat.com

پہلے تہجد کے نام سے ہوا۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز صفحہ ۹۸)

۷۔ مبشر ربانی نے لکھا ہے: قیام رمضان، قیام اللیل، صلوٰۃ فی رمضان، صلوٰۃ اللیل وغیرہ......اس نماز کو......تراویح کا نام دیا گیا ہے۔ (مقالات ۱۳۱)

اس مولوی صاحب سے اگر چہ قیام لیلۃ القدر اور وتر وغیرہ چھوٹ گیا ہے، یا ممکن ہے وہ وغیرہ کے جملہ کے تحت انہیں بھی شمار کرتے ہوں اور کسی مصلحت کی بناء پر ظاہر کرنے سے بچتے ہوں، لیکن ان کے صلوٰۃ فی رمضان کے جملہ سے تو یہی مترشح ہو رہا ہے کہ وہ رمضان میں پڑھی جانے والی ہر نماز کو تراویح کہتے ہیں، خواہ نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ وغیرہ۔

یہ تماشہ دوسرے وھابیوں نے نہیں دکھایا۔

۸۔ وھابیوں کے استاذ الاساتذہ عبداللہ غازیپوری چونکہ بڑے میاں تھے، اس لیے انہوں نے سب سے انوکھا کرتب دکھایا ہے، ان کے نزدیک صلوٰۃ اللیل، قیام لیلۃ القدر، صلوٰۃ التہجد، صلوٰۃ التراویح اور قیام رمضان ایک ہی چیز ہیں۔

(رکعات التراویح ۷۹، ۸۳)

9۔ ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے: قیام رمضان، قیام اللیل وتر اور تہجد یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف اعتباری نام ہیں۔ (فتاوی برکاتیہ ۹۲)

اب جان لیجئے!...... وھابیوں کے تمام دعوے سراسر جھوٹ، دجل، فریب اور نری تلبیس ہے وہ اپنے دعوے پر کوئی صحیح، صریح، مرفوع، غیر محتمل اور غیر معارض روایت پیش نہیں کر سکتے۔

marfat.com

وھابیوں کی آپس میں ٹکریں:

تہجد، تراویح اور وتر کے الگ الگ نماز ہونے پر اپنی جگہ متعدد دلائل موجود ہیں، تاہم یہاں صرف اتنا دکھا دینا چاہتے ہیں کہ دریں مسئلہ بھی وھابی آپس میں متفق نہیں ہیں، دوسروں کو طعنہ دینے والے یہاں بھی باہم دست و گریباں ہیں، اور ان کے اپنوں نے ہی ان کے مؤقف کو رد کر کے ان کا ''منہ کالا'' کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱۔ امام الوھابیہ نذیر حسین دھلوی کا عمل دیکھیے! لکھا ہے ''لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کا بحالت قیام ہر سال سنتے ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبدالسلام'' (الحیاۃ بعد المحات ۱۳۸) (اخبار الحدیث، ۱۴ فروری ۱۹۳۰ء) (البشریٰ ۴۰ از مولوی عبداللہ لاہوری)

۲۔ سردار وھابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ ملاحظہ ہو!

نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے تراویح خاص رمضان میں ہے

(فتاویٰ ثنائیہ ۱/۶۵۶)

۳۔ مزید لکھا ہے:

نماز تہجد کی تعریف میں یہ داخل ہے کہ بعد نیند اٹھ کر پڑھے اور تراویح میں یہ نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول وقت جماعت تراویح دیکھ کر فرمایا تھا کہ تہجد کی نماز اس نماز تراویح سے بہتر ہے۔ اس سے امکانی طور پر دو نمازوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ (اخبار الحدیث امرتسر ص ۱۲، ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

marfat.com

۴۔ ایک سوال و جواب ملاحظہ ہو!

سوال: جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: پڑھ سکتا ہے، تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔ (۱۷ شوال ۱۳۳۹ء) (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۶۸۲)

۵۔ مزید لکھا ہے:

اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے، پچھلے وقت پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ (ایضاً ۱/۶۵۴)

معلوم ہو گیا کہ تراویح اور تہجد الگ الگ دو نمازیں ہیں

۶۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

نماز وتر...... الگ نماز ہے (فتاویٰ اہلحدیث ۱/۶۳۹)

۷۔ اسماعیل سلفی نے لکھا ہے:

وتر رات کی نماز ہے، آنحضرت ﷺ اسے عموماً تہجد کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے (رسول اکرم ﷺ کی نماز ۱۰۱)

۸۔ عبداللہ غازیپوری نے تہجد، صلوٰۃ اللیل اور تراویح وغیرہ کو ایک قرار دیا، لیکن وتر کو ان میں شامل نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو (رکعات التراویح ۸۳) ...... بلکہ اسکا الگ ذکر کیا۔ (ص ۱۰)

۹۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خود زبیری وہابیوں نے بھی وتر، تہجد اور تراویح کے مسائل کو الگ الگ ذکر کر کے اپنے خلاف دھاکہ کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

(ماہنامہ الحدیث نمبر ۳۶ ص ۵۰،۵۱)

marfat.com

۱۰۔ وھابیوں کا معمول بھی یہی ہے کہ پہلے تراویح پڑھتے ہیں اور پھر وتر کا نام لیتے ہیں، جس سے ان دونوں نمازوں کا الگ الگ ہونا واضح ہے ورنہ وہ دونوں کیلئے ایک ہی نام استعمال کیا کریں!

وھابیوں کی خرد ماغی: وھابی مولوی جب رکعات کی تعداد گنواتے ہیں تو دیگر رکعات کیساتھ وتر کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں، مثلاً وہ لکھتے ہیں:

o …… آٹھ رکعت تراویح اور وتر   تراویح مع وتر (صلوٰۃ الرسول ص ۳۸۴، ۳۸۰) از صادق سیالکوٹی۔

o آٹھ رکعتیں اور (تین) وتر …… (ھدیۃ المسلمین ص ۶۲، زبیر علیزئی)

o وتر سمیت گیارہ رکعات …… (تحفہ رمضان ص ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۱، عبد الغفور اثری) ودیگر

۲۔ ایسے ہی انہوں نے (بزعم خود) اپنے موقف پر احادیث پیش کرتے ہوئے ان کے تراجم میں دیگر رکعات کا الگ ذکر کیا اور اس کے بعد وتروں کا لفظ الگ بولا ہے۔

۳۔ تراویح پڑھتے ہوئے بھی انکا یہی انداز ہوتا ہے کہ آٹھ تراویح اور وتر پڑھ رہے ہیں۔

اب صاحبانِ عقل و دانش اور اہلیان فکر و ہوش کو دعوت توجہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی وقت میں ہونے والے ایک کام کے دو نام استعمال کیے جاتے ہوں،

مثلاً:۔ وھابیوں کے موقف کے مطابق جب تراویح اور وتر، ایک ہی نماز کے دو نام ہیں تو پھر انہیں ایک وقت میں ایک نام ہی بولنا چاہیے، یا کہیں کہ گیارہ تراویح، یا گیارہ وتر، یا گیارہ رکعتیں تہجد ادا کر رہے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں نے واٹر سمیت پانی پیا…… میں نے آب اور پانی پیا

marfat.com

یا

میں نے نماز اور ظہر پڑھی ...... میں نے مغرب کے فرض اور تین رکعتیں پڑھیں۔

زید نے نماز عشاء اور سترہ رکعتیں پڑھیں۔ میرے پاس آدمی اور زید آیا۔

مینہ اور بارش برس رہی ہے۔ میں نے کتاب اور بک book پڑھی۔ میں نے نیند اور آرام کیا۔

اگر وھابیوں کو اس بات کی سمجھ نہ آئے تو انہیں کسی دانشور سے پوچھ لینا چاہیے کہ ایک ہی وقت میں کسی چیز کے دو نام استعمال کرنے والا بے وقوفی، خرد ماغی اور پاگل پن کے کونسے درجے پر فائز ہوتا ہے۔ لہٰذا وھابیوں کے اپنے انداز سے تراویح اور وتر کا الگ الگ ہونا واضح ہوگیا۔

وھابیوں کی حضرت عمر اور حضرت عائشہ پر بہتان تراشی:

تہجد اور تراویح کو ایک ثابت کرنے کیلئے وھابیوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بھی بہتان تراشی سے عار محسوس نہیں کی

o۔ داودیہ پارٹی نے لکھا ہے: حضرت عائشہ تراویح اور قیام اللیل میں فرق کی قائل نہیں ...... (تحفۂ حنفیہ ۳۳۱)

یہ حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا پر صریح بہتان ہے، آپ سے مروی کسی روایت میں تہجد اور تراویح کے ایک ہونے کا جملہ نہیں ہے۔

o۔ مزید لکھا ہے: حضرت عمر فاروق اور متعدد سلف صالحین ...... تراویح اور تہجد کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ (۳۳۲)

marfat.com

نرا بہتان اور سیاہ الزام ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوٹوک فرماتے ہیں: والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون (بخاری ۲۶۹/۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

یعنی وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی تہجد) وہ اس سے افضل ہے جسے تم ادا کرتے ہو (یعنی تراویح)

یہاں واضح لفظوں میں دو نمازوں کا ذکر ہے، لیکن وھابیوں کے حصہ میں دجل و تلبیس کے سوا کیا ہے؟ اور ایسے ہی متعدد سلف صالحین، پر بھی جھوٹا قول منڈھا گیا ہے۔

مذکورہ پارٹی نے کہا ہے کہ تفصیل کیلئے دین الحق ۵۶۰/۱ دیکھئے!

لیجئے! ...... ہم نے ان کے دین الباطل، کا مذکورہ صفحہ دیکھ لیا ہے اس پر ان کے چچیرے بھائی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے اقوال کے سوا قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی کوئی صریح دلیل نہیں دی گئی، یہ انداز ان کی چارسوبیسی پر دلالت کرتا ہے۔

وھابیوں کا ایک جاھلانہ چیلنج:

وھابی مولوی ترنگ میں آ کر اہلسنت کو یہ جاھلانہ چیلنج بھی دے دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تہجد اور تراویح کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا قطعاً ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو! تعاقب ۴۷ از علیزئی، مقالات ربانیہ ۱۲۴ از مبشر ربانی، نماز تراویح ۳۴ مترجم از صادق خلیل وغیرہ۔

اگر ثابت نہیں تو وھابیوں کو ایسی دلیل پیش کرنی چاہیے جسمیں دونوں کے الگ الگ ہونے کی نفی ہو۔ کیونکہ ان کے ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے۔ جواز کے خلاف دعویٰ کرنے والا (یعنی نفی کرنے والا) مدعی ہے اسکا فرض ہے کہ اسکا ثبوت

marfat.com

شرع شریف سے دکھائے۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۱۱۲)

o.....بشیر الرحمٰن سلفی نے لکھا ہے: پھر قابل غور بات ہے کہ اگر نبی اکرم کا دعا کرنا نہیں لکھا، تو دعا نہ کرنے کی صراحت بھی تو نہیں، کوئی حدیث لائی جائے جس میں یہ وضاحت موجود ہو کہ صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کیساتھ ملکر دعا نہیں کرتے تھے۔ ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین (الدعا ۳۲)

لہٰذا وھابیوں کو اپنے دعوے پر دلیل پیش کرنی چاہیے، اگر وہ سچے ہیں تو

o..... شاید وھابی کہیں کہ کسی حدیث میں الگ تہجد پڑھنے کا ذکر نہیں تو گزارش ہے کہ زبیر علیزئی نے لکھا ہے: عدم ذکر نفی ذکر کو لازم نہیں، (نور العینین ۵۴، ۷۱، ۸۳، ۱۲۴، ۲۰۸، ھدیۃ المسلمین ۱۱۰).....لہٰذا ذکر نہ ہونے سے کام کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

نوٹ: یہی قانون متعدد وھابیوں نے ذکر کیا ہے۔

o..... اگر وھابی کہیں کہ تہجد کا الگ پڑھنا ہمارے علم میں نہیں، تو مبشر ربانی نے لکھا ہے ''عدم علم عدم شئی کی دلیل نہیں ہوتا'' (مقالات ۱۲۸)

o.....اگر وھابی اس قانون میں سچے ہیں تو ثناءاللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ حضور کا رمضان میں وتر پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا (فتاوی ثنائیہ ص ۶۵۱ جلد ۱) لہٰذا وہ رمضان میں وتر بھی چھوڑ دیں۔

وھابیوں کی عجیب مثالیں:

وھابی حضرات کو جب تہجد، تراویح، وتر وغیرہ کو ایک ثابت کرنے کیلئے قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں ملتی تو اپنی نارسائی اور لاعلمی کا رونا روتے ہوئے یہ مثالیں

marfat.com

دینے لگتے ہیں۔

۱۔ زبیر علیزئی نے لکھا ہے: وتر، تراویح، تہجد، قیام لیل، قیام رمضان ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں مثلاً دریائے اٹک، اباسین، سین، دریائے سندھ ایک ہی دریا کے مختلف نام ہیں، (تعاقب ۷۰)

۲۔ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے: تہجد اور تراویح ایک ہی ہے، مغایرت اسمی اس طرح کی ہے جیسے دریائے برھم، پتر، سانپو، میگھنا یہ تینوں ایک دریا کے نام ہیں جو جھیل مانسرور کوہ ہمالیہ کی جانب شمال سے نکلتا ہے اس طرح اٹک، سندھ وغیرہ دریا ایک ہی ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ۶۳۹/۱)

اب ان جاہلوں کو کون سمجھائے کہ بات ایک چیز کے مختلف ناموں کے نہیں ہے۔ بلکہ ایک وقت میں کسی چیز کے ایک سے زائد نام استعمال کرنے کی ہے۔ جب احادیث مبارکہ اور خود تمہارے قول و فعل میں ایک وقت میں ماہ رمضان میں عشاء کے بعد پڑھی جانے والی نماز کے دو الگ الگ نام بولے جاتے ہیں تو اس سے ظاہر ہے کہ وہ دو الگ الگ نمازیں ہیں۔

آج تک کسی آدمی سے نہیں سنا ہوگا کہ اس نے ایک دریا کی سیر کی ہو اور بتاتے وقت اس کے تمام نام بول دیئے ہوں، بلکہ وہ ایک نام ہی استعمال کرے گا مثلاً وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں نے دریائے سندھ اور دریائے اٹک سے پانی پیا یا میں نے دریائے برہم اور دریائے سانپو کی سیر کی۔ بلکہ وہ ان کے مختلف ناموں میں سے کوئی ایک نام ہی بولے گا کہ میں فلاں دریائے کی طرف گیا، یا فلاں دریا کی سیر کی۔ تو جب ایک ہی وقت میں تراویح اور وتر کو الگ الگ بتایا گیا ہے، تو وہ دو نمازیں ہیں ایک نہیں۔

marfat.com

وھابیوں کیلئے لمحۂ فکریہ: اگر وھابیوں کو تراویح اور تہجد کے ایک ہونے پر اصرار ہے تو

- o ......انہیں چاہیے کہ وہ چھ سات، نو اور تیرہ رکعات بھی پڑھا کریں
- o ......اور ہر وقت عشاء کے بعد نہیں بلکہ کسی موقع پر وہ رات کے آخری حصہ میں بھی پڑھ کر دکھائیں!......
- o اور اگر انہیں تراویح اور وتر کے ایک ہونے پر تکرار ہے تو وہ اعلان کر دیں کہ اصل تراویح ایک رکعت ہے، باقی رکعات اضافی ہیں کوئی چاہے پڑھے یا نہ پڑھے، کیونکہ ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے:

''اصل وتر ایک رکعت ہے'' (فتاویٰ برکاتیہ ۹۳)

الجھا ہے پاؤں ''نجدی'' کا زلفِ دراز میں

وھابیوں کی انوکھی چالیں:

دیسے وھابیوں کا مختلف چیزوں کو ایک قرار دینا کوئی اچھنبے کی بات نہیں، ان کا یہ روزمرہ کا معمول ہے...... مثلاً:

۱۔ اگر وہ چاہیں تو تین طلاقوں کو ایک قرار دے دیتے ہیں۔

۲۔ اسم اور کنیت کو بھی ایک کہہ دیتے ہیں۔ (تحقیقی جائزہ حصہ ۲ از صفدر عثمانی)

۳۔ وھابیوں کے شیخ الکل نذیر حسین دھلوی نے ہر ایک کو کھلی چھٹی دے دی ہے اگر جمعہ و عید جمع ہو جائیں تو چاہے جمعہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ (فتاویٰ نذیریہ ۳۵۱/۱)

شاید وہ انہیں بھی ایک ہی سمجھتے ہوں۔

marfat.com

۴۔ جبکہ قاضی شوکانی نے تو بالکل جمعہ معاف کر دیا ہے خواہ عید پڑھیں یا نہ (نیل الاوطار ۳/۳۴۷، القول السدید ۸)

۵۔ وھابیوں کی دھلوی پارٹی نے چار آٹھ آنے کا گوشت تقسیم کرنا اور مرغ وانڈے کی قربانی کو درست قرار دیا ہے۔ (مقاصد ص ۵، فتاوی ستاریہ ۲/۱۷۲)
شاید وہ ان چیزوں کو اور گائے اونٹ اور بکری کو ایک چیز ہی سمجھتے ہوں۔

فائدہ: یہاں پر مختصر اور خصوصاً وھابی طبع کے مطابق گفتگو کی گئی ہے۔ تفصیل کیلئے کتاب التراویح اور دلائل المسائل ...... از حضرت فقیہ اعظم محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ اور آٹھ تراویح کے دلائل کا تحقیقی تجزیہ ...... از مفتی محمد عبدالمجید خان سعیدی ملاحظہ فرمائیں اھل انصاف کیلئے تسلی بخش اور مطالعہ کی چیز ہے۔

وھابیوں کی ایک نئی دریافت:

بعض وھابی دوسری دلیل کے طور پر حدیث ذیل کو پیش کرتے ہیں کہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے ...... (مسلم ۱/۲۵۴)

۱ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرنے والے عروہ ہیں اور اسی مسلم میں ہی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل تعداد بھی بیان کی ہے۔

o رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ رکعات پڑھتے جن میں ایک وتر ہوتا (۱/۲۵۳)
گویا ایک وتر اور دوسری دس رکعات ہیں۔

o آپ تیرہ رکعات پڑھتے، جن میں ایک ہی سلام سے پانچ وتر ہوتے (۱/۲۵۴)

marfat.com

اس میں پانچ وتر اور باقی آٹھ رکعات ہیں۔

لہذا وھابیوں کو ایک وتر اور دس تراویح یا پانچ وتر اور آٹھ تراویح پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔

۲۔ اس روایت میں ایک وتر کا ذکر ہے، جبکہ وھابی حضرات رمضان المبارک میں تین وتر اور آٹھ تراویح پڑھتے ہیں

ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے کہ: رمضان میں ۳ وتر سے کم نہ پڑھے جائیں (فتاویٰ برکاتیہ ۹۳) اور داؤد یہ پارٹی نے لکھا ہے: ہم تین رکعت وتر کے ہرگز منکر نہیں ...... رمضان المبارک میں کسی بھی اہلحدیث کی مسجد میں نماز تراویح پڑھ کر دیکھ لیں (دین الباطل ۱/ ۵۱۸)

معلوم ہوا کہ ایک وتر، کی روایات پر وھابیوں کا عمل نہیں ہے جب ان روایات پر وہ خود عمل نہیں کرتے تو اھل سنت کے خلاف ان کی غوغا آرائی کیوں؟

وھابیوں کیلئے لمحۂ فکریہ: وھابی لوگ سارا سال ایک وتر کی رٹ لگاتے ہیں جبکہ رمضان المبارک میں اہلسنت کی دیکھا دیکھی تین وتر پہ اتر آتے ہیں ...... ہمارا ان کو چیلنج ہے کہ وہ کسی بھی صحیح، صریح، مرفوع روایت سے اپنا عمل ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رمضان المبارک میں تین وتر پڑھے ہوں اور باقی دنوں میں صرف ایک وتر ادا کیا ہو! ......

اعتراف حقیقت:

وھابیوں کا مذہب خود ساختہ، منگھڑت اور جعلی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خود ان کے شیخ الکل فی الکل، مفتی اعظم ابوالبرکات احمد نے دوٹوک لکھا ہے:

''رمضان میں ۳ اور غیر رمضان میں ایک یہ ثابت نہیں ہے''۔ (فتاوی برکاتیہ ۸۲)

یہ وھابیوں کی چالاکی اور عوام الناس کیساتھ فریب کاری ہے کہ ان کا اپنا

marfat.com

مذہب ثابت نہیں ہے لیکن وہ اہلسنت کے خلاف واویلا کرتے رہتے ہیں۔

وھابیوں کی دوسری دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے اور یہ امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے ہم صبح تک مسجد میں رہے (لیکن آپ نہ آئے) (ابن خزیمہ ۲/۱۳۸، ابن حبان ۴/۶۴)

اس روایت میں وھابیوں کی تحریف وتخریب:

چونکہ یہ روایت درست نہیں، اسلیئے اس حدیث کو پیش کرتے ہوئے وھابیوں نے عجب تحریف وتخریب کاری کا مظاہرہ کیا ہے۔

داؤدیہ پارٹی کی تحریف وتلبیس: داؤدیہ پارٹی (جسمیں یحیٰ گوندلوی، مبشر ربانی داؤد ارشد وغیرہ نمایاں ہیں) نے اس حدیث میں ظالمانہ تحریف اور گمراھانہ تلبیس کی ہے..... لکھا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ ہم نے تین راتیں آٹھ رکعت نماز پڑھی، پھر جب چوتھی رات آئی تو ہم پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اکٹھے ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے (دین الباطل ۱/۵۲۲)

ہمارا داؤد ارشد اور اس کے حواریوں کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ اس روایت سے "تین راتیں پھر جب چوتھی رات آئی" کے الفاظ صراحۃً ثابت کرے وہ جس کتاب سے یہ الفاظ نکال دکھائیں ہم وہی کتاب انہیں بطور انعام دیں گے..... لیکن

marfat.com

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ باز و میرے آزمائے ہوئے ہیں

داؤ دارشد حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ پر طعن کرتے ہوئے لکھتا ہے:

علماء بریلی خورد بین سے یہاں آمین کو آہستہ کہنے کی دلیل تلاش کر سکتے ہیں تو کریں راقم کو تو جوانی کے دور میں بھی بینائی ٹھیک ٹھاک ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آئی (دین الباطل ۵۱/۱)

ٹھیک یہی الفاظ ہم انہیں واپس کر رہے ہیں...... اور ساتھ یہ اضافہ بھی کہ (ص ۵۱) تک انکی نظر ٹھیک رہی اور دور جوانی بھی قائم رہا آخر کیا وجہ ہے کہ ۵۲۲ تک پہنچتے ہی ان کی نظر کیوں بہک گئی؟ کہ انہیں ایک کے دو نظر آنے لگے اور ان کے اعصاب پر بڑھاپا کیوں چھا گیا؟ کہ وہ حدیث پر قائم رہنے کی بجائے وھابیت کی تائید میں تحریف وتلبیس پر اتر آئے؟ معلوم ہوا کہ داؤ دارشد کی "نظر" حق وصداقت کو دیکھنے سے عاری ہے، کیونکہ اس پر مرضِ وھابیت طاری ہے جو اس کے حدیث میں متروک اور مردود ہونے کی دلیل بھاری ہے

دوسرا دجل: اسی حدیث میں مذکورہ پارٹی نے دوسرا دجل یہ کیا کہ حدیث کا عربی متن ادھورا لکھ کر "الحدیث" تو کہا، لیکن جب ترجمہ کیا تو آخر میں "انتہی" لکھ مارا تا کہ اردو دان سمجھ جائیں کہ یہاں حضرت جابر کی روایت مکمل ہوگئی ہے، جبکہ وہ مکمل نہیں تھی۔

تیسرا دھوکہ: اسی حدیث کے متعلق تیسرا دھوکہ اور اسمیں تحریف یوں کی کہ لکھا:

انی خشیت ان یکتب علیکم، اس جملہ کے آخر میں "الوتر" کے الفاظ تھے جنکا تعلق " ان یکتب "کیساتھ بطور نائب فاعل کے تھا چونکہ یہ روایت صحاح

marfat.com

کی روایت کے مخالف تھی اس لیے وھابیوں نے اسے ترک کرنے کی بجائے اسمیں کتر بیونت کا کرتب دکھادیا...... لاحول ولا قوۃ الا باللہ

زبیر علیزئی کا فریب:

یہ صاحب بھی اپنے مذہب کی تائید میں کتر بیونت، دھوکہ وفریب کاری سے پورا کام لیتے ہیں اور احادیث مبارکہ میں تحریف وخیانت سے بھی پرہیز نہیں کرتے، جو ان کے متروک الحدیث ہونے کیلئے کافی ہے۔ تفصیل تو کسی جگہ ہوگی سردست ملاحظہ ہو! زبیر نے حدیث مذکور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں جو نماز پڑھی تھی، آٹھ رکعتیں اور (تین) وتر تھے (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۱۳۸ ح ۱۰۷۰، صحیح ابن حبان: ۴/۶۲، ۶۴ ح ۲۴۰۱)۔ (ھدیۃ المسلمین ۷۲)

ہمارا زبیر کو چیلنج ہے کہ محولہ کتب سے یہ ثابت کریں کہ تین راتیں رمضان المبارک میں جو نماز باجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی تھی، ان کتب کے کونسے صفحات پر تصریح ہے کہ "وہ آٹھ رکعتیں اور تین وتر تھے"

زبیر کا "تین" کے لفظ کو بریکٹ میں لکھ دینا بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ الفاظ اس حدیث میں نہیں ہیں، اس کا اپنا کیا دھرا ہے اگر اس حدیث میں تین وتر کی صراحت ہے تو اس کی نقل کردہ پہلی روایت میں ایک وتر کی صراحت ہے ملاحظہ ہو! (ھدیۃ المسلمین ۷۲) جس پر وھابیوں کا عمل نہیں ہے تو یہ روایات آپسمیں متعارض ہوئیں لہٰذا انہیں دونوں کو خیر باد کہہ دینا چاہیئے......

marfat.com

ابو البرکات کی تضاد بیانی: ابو البرکات نے لکھا ہے: وتر ایک، تین، پانچ اور اس سے بھی زیادہ ثابت ہیں مگر اس قسم کا فرق یعنی رمضان میں ۳ اور غیر رمضان میں ایک یہ ثابت نہیں ہے (فتاوی برکاتیہ ۸۲)

اس کے بعد ''گوہر افشانی'' فرماتے ہیں ''رمضان میں ۳ وتر سے کم نہ پڑھے جائیں'' (۹۳) مطلب یہ ہے کہ غیر رمضان میں ۳ سے کم بھی پڑھ سکتے ہیں، لیکن رمضان میں صرف ۳ پڑھ سکتے ہیں جبکہ پہلے اسی فرق کی تردید کر رہے ہیں اور اب خود فرق کر ڈالا ...... یہ وھابیہ کے شیخ الکل فی الکل اور مفتی اعظم کا حال ہے۔

وھابیوں کی چالاکی: یہ حدیث چونکہ احادیث صحیحہ کے خلاف اور اس کے راویوں پر شدید جرحیں موجود ہیں، اس لیے وھابی اس حدیث کو ادھورا نقل کر کے اپنی چالاکی کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ اگر پوری روایت نقل کر کے ترجمہ کر دیں تو دھوکہ ظاہر ہو جائے مثلاً:

۱۔ داؤدیہ پارٹی نے دین الباطل ۵۲۲/۱ پر

۲۔۳۔ زبیر علیزئی نے تعاقب ۷۶ اور ھدیۃ المسلمین ۷۲ پر

۴۔ عبد الغفور اثری نے تحفۂ رمضان ۷۰ پر

۵۔ عطاء اللہ حنیف نے تعلیقات علی النسائی ۱۹۱/۱ پر

۶۔ صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ۳۸۱ پر

یہ روایت احادیث صحاح ستہ کے خلاف ہے:

اس حدیث کے احادیث صحاح ستہ کے خلاف ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ۔

marfat.com

۱۔ اس روایت میں صرف ایک رات با جماعت نماز ادا کرنے کا ذکر ہے، جبکہ صحاح ستہ میں تین رات با جماعت نماز پڑھنے کا ذکر ہے، ملاحظہ ہو!۔

بخاری ۱/۱۰۱، ۱۵۲،۱۳۶، ۲۶۹، مسلم ۱/۲۵۹ ترمذی ۱/۹۹ ابوداؤد ۱/۱۹۵، نسائی مع تعلیقات ۱/۱۹۲ ابن ماجہ ۹۵ وغیرہ۔

اس حقیقت کا اعتراف خود وھابیوں کو ہے کہ تراویح کی جماعت صرف تین رات ہوئی ہے...... دیکھئے! مقالات ربانیہ ۱۳۰، ۱۴۴، رکعات التراویح ۷۹، فتاویٰ اہلحدیث ۱/۶۴۷، صلوٰۃ الرسول ۳۷۸ تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول ۳۰۶۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک رات کا ذکر کسی صحابی سے منقول نہیں ہے سب نے تین رات با جماعت نماز کا تذکرہ کیا ہے...... مثلاً:

حضرت عائشہ (بخاری ۱/۱۰۱)

حضرت ابوذر (ترمذی ۱/۹۹، ابوداؤد ۱/۱۹۵)

حضرت نعمان بن بشیر...... (نسائی مع تعلیقات ۱/۱۹۲)

حضرت انس...... (مسلم ۱/۳۵۲)

حضرت زید بن ثابت (مسلم ۱/۲۶۶ بخاری ۱/۱۰۱)

۳۔ صحاح ستہ بلکہ اس کے علاوہ بھی کسی کتاب میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ رکعات اور وتر با جماعت پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ دور کیوں جائیں، خود عطا اللہ حنیف وھابی نے لکھا ہے: قال الحافظ لم ارفی شیء من طرقہ بیان عدد صلوتہ فی تلک اللیالی (تعلیقات ۱/۱۹۱)

حافظ ابن حجر نے کہا کہ میں نے (تین رات جماعت کرانے کی) روایت کے کسی

marfat.com

بھی طریق میں تعداد کا بیان نہیں دیکھا۔

نوٹ: حافظ ابن حجر کی یہ عبارت فتح الباری ص ۳ ج ۶ پر موجود ہے

o عبداللہ غازیپوری نے بھی یہ عبارت لکھی ہے ملاحظہ ہو! (رکعات التراویح ۷۱)

نوٹ: حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کی ثقاہت و وسعت علم کے متعلق

ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے: حافظ الدنیا ابن حجر رحمہ اللہ...... (احادیث ھدایہ ۱۸)

o...... داؤدیہ پارٹی نے لکھا ہے: حافظ الدنیا علامہ ابن حجر...... (دین الباطل ۱/۸۲،۵۷۵)

o...... انہوں نے جگہ جگہ ان کو بطور حجت پیش کیا ہے اور مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے (ایضاً ۴۷)

۴۔ احادیث صحاح ستہ میں ''وتر'' کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

غازیپوری کی حدیث دانی:

عبداللہ غازیپوری، جسے عبدالرحمان مبارکپوری نے بھی استاذ الاساتذہ عمدۃ المحدثین جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے (رکعات التراویح ۵)...... کی حدیث دانی ملاحظہ ہو!...... لکھا ہے، حضرت عائشہ کی وہ حدیث جسمیں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ رمضان کی راتوں میں تین یا چار رات جماعت کیساتھ نماز پڑھی تھی، (رکعات التراویح ۷۹)

جبکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ چار نہیں صرف تین دن نماز پڑھی تھی خود وھابیہ نے بھی...

ا۔ مبشر ربانی نے لکھا ہے احادیث صحیحہ میں تین راتوں ــ . . . انے کا ذکر ہے...... (مقالات ۱۴۴)

۲۔عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ نے تین رات باجماعت پڑھا کر فرضیت کے خوف سے ترک کردی ...... (فتاویٰ الحدیث ۱/۶۶۶)

۳۔صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے: رسول خدا نے تین رات تراویح پڑھائی۔

(صلوۃ الرسول ﷺ ۳۷۸)

کیا یہ ایک ہی واقعہ ہے؟ صحاح ستہ کے تین رات والے اور حدیث جابر میں بیان کیئے گئے ایک رات والے واقعہ کو وھابی حضرات ایک ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگادینے کے باوجود جب اسے ایک ثابت نہیں کر سکتے (کیونکہ خود رواتوں کے الفاظ ہی ان کی تردید کر دیتے ہیں) تو پھر حافظ ابن حجر عسقلانی کے قول کا سہارا لیتے ہیں، لیکن اتنا شعور نہیں رکھتے کہ انہوں نے یہ بات فان کانت القصة واحدة کہہ کر کہی ہے کہ ''اگر یہ قصہ ایک ہے'' جب انہیں خود اس واقعہ کے ایک ہونے پر یقین نہیں، تو ہم کیسے یقین کر لیں!......

یہ روایت ضعیف ہے:

احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی بناء پر یہ حدیث ضعیف قرار پاتی ہے...... جبکہ اس کے راوی محمد بن حمید، یعقوب قمی اور عیسیٰ بن جاریہ پر شدید جرح بھی موجود ہے، جسکا اقرار وھابیوں کو بھی ہے، دیکھیے!......

تعاقب ص ۶۷ از زبیر علیزئی

دین الباطل ۱/۵۲۲ از داؤد ارشد

مقالات ربانیہ ۱۳۰ از مبشر ربانی

وھابی مولوی ان راویوں کو ثقہ ثابت نہ کرنے میں پورا زور لگاتے ہیں ان کی

marfat.com

اس کوشش پر صفدر عثمانی نے یوں پانی پھیرا ہے کہ "محدثین کا اصول ہے کہ وہ مختلف فیہ شخصیت میں صحیح اور ثقہ رواۃ کی کامل صفات نہیں مانتے ...... کیونکہ بعض کے ثقہ کہنے سے مسلمہ ثقہ نہیں بلکہ وہ متنازع ہی رہتا ہے اور متنازع فی التوثیق شخص کی روایت کو صحیح کہنا اصول کے خلاف ہے۔ (تحقیقی جائزہ حصہ دوئم ۱۶)

نوٹ: بعض الوھابیہ کو جو یہ زعم ہے کہ یہ راوی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں، وہ بھی غلط ہے کیونکہ ایک تو یہ راوی جمہور کے نزدیک ثقہ نہیں، دوسرے صفدر عثمانی نے لکھا ہے، "جمہور کوئی شرعی دلیل نہیں" (احسن الابحاث ص ۷۹)

اور عبداللہ روپڑی نے بھی لکھا ہے "جمہور علماء کوئی دلیل نہیں" (فتاوی اہلحدیث جلد ۱، ص ۲۶۴)

راویوں پر جرح کی تفصیل کیلئے "بیس التراویح" از مولانا محمد کاشف اقبال مدنی ملاحظہ فرمائیں!

وھابیوں کا اعتراف: بعض وھابیوں نے اسے تسلیم کرلیا ہے کہ یہ روایت ان کی بنیادی دلیل نہیں بلکہ تائیدی ہے ملاحظہ کیجئے! "تحقیق تراویح" از سلطان محمود وھابی

وھابیوں کا ایک دھوکہ: اس روایت کی توثیق کیلئے وھابی یہ دھوکہ بھی دیتے ہیں کہ چونکہ یہ روایت ابن خزیمہ وابن حبان میں آگئی ہے، لہٰذا یہ صحیح ہے ...... اس دھوکہ کا خود وھابیوں نے ہی رد کردیا ہے کہ "کسی عالم کا کسی روایت کو اپنی کتاب میں درج کرنا اس کی صحت کی دلیل نہیں ہوتا" ملاحظہ ہو! مقالات ربانیہ ۱۴۴، از بشر ربانی ونحوہ فی تحقیقی جائزہ ۲/۵۴ از صفدر عثمانی۔

marfat.com

داؤد یہ پارٹی کا جھوٹ: داؤد ارشد نے لکھا ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ (دین الباطل ۱/۵۲۳)

یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔ کیونکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا خود حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی تردید کر رہی ہے۔

تیسری دلیل واقعۂ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا ہم قرآن نہیں جانتی ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی۔ میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے، آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا۔ یہ آپ کی رضامندی والی سنت بن گئی..... (مقالات ربانیہ ۱۳۲)

اس حدیث سے وھابیوں کا سلوک: ملاحظہ فرمائیں! وھابیوں نے اس حدیث سے کیسا ناروا سلوک کیا ہے

داؤد ارشد کی تحریف:

داؤد یہ پارٹی (یحیٰ گوندلوی، مبشر ربانی، داؤد ارشد اور عبدالشکور وغیرہ) نے اس حدیث میں تحریف وتغییر کا گھناؤنا ارتکاب کیا ہے حدیث مذکور میں قلن انا لانقرء القرآن، کے بعد فنصلی خلفك، کا جملہ اڑا دیا ہے، دیکھیئے!..... (دین الباطل ۱/۵۲۳)

زبیر علیزئی کی جہالت افروزی:

اس حدیث کے متعلق لکھا ہے جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت

marfat.com

ہے.....(اوکاڑوی کا تعاقب ۷۸)

جبکہ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں، زبیر کا حدیث میں ضعیف ہونا واضح ہوا۔

یہ روایت ضعیف ہے: زبیر علی زئی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند وہی ہے جو کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے۔(اکاڑوی کا تعاقب ۷۸)

جب اس کی سند وہی ہے تو وہ بھی مجروح اور یہ بھی مجروح، لہٰذا ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔ تفصیل کیلئے گذشتہ حدیث پر بحث ملاحظہ ہو! اس کے تین راوی محمد بن حمید، عیسیٰ بن جاریہ اور یعقوب قمی مجروح ہیں۔

یہ واقعہ رمضان المبارک کا نہیں:

وھابی حضرات اس روایت کو بنیادی طور پر قیام اللیل اور مجمع الزوائد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، قیام اللیل ۱۵۵ پر اس روایت میں فی رمضان، کے لفظ ہیں، جبکہ مجمع الزوائد پر یعنی فی رمضان کے الفاظ ہیں، جن سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ الفاظ اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نہیں ہیں، بلکہ کسی دوسرے راوی نے اپنی طرف سے ملا دیئے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بتانا چاہتا ہے کہ یہ واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔

جب وھابیوں کے نزدیک صحابی کی بات حجت نہیں (عرف الجادی وغیرہ) تو کسی دوسرے راوی کی بات کیسے سند بن گئی؟

٥.....اسی روایت کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے اور اس میں نہ

marfat.com

تو فی رمضان ہے اور نہ ہی یعنی فی رمضان کے لفظ ہیں (مسند احمد، ۱۱۵/۵) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ رمضان المبارک میں پیش ہی نہیں آیا تھا...... تو وھابیوں کا اس روایت پر بغلیں بجانا بے محل ٹھرا

عبدالرحمان مبارکپوری کا اعتراف: مبارکپوری نے بھی مجمع الزوائد کے حوالے سے یعنی فی رمضان، کے الفاظ نقل کر کے بتادیا ہے کہ اصل روایت میں رمضان المبارک کا ذکر نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

تحسین ہیثمی کی حقیقت: اس روایت کے متعلق امام ہیثمی کا اسنادہ حسن کہنا بھی وھابیوں کیلئے بڑی فرحت کا سامان مہیا کرتا ہے۔ لیکن انہیں اتنا شعور نہیں رہتا کہ جس روایت کی سند کو حسن کہا گیا ہے اسمیں اصلاً رمضان المبارک کا ذکر نہیں ہے۔

o...... اور ان کے سرغنہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے، ہیثمی کے حسن کہنے سے دل مطمئن نہیں ہوتا۔ (ابکار المنن ۷۵۔۱۹۹)

بتایئے!...... جس آدمی پر وھابی مطمئن نہیں ہیں، انہیں پیش کیوں کرتے ہیں۔ فقط اس لیئے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے؟

فائدہ: مسند احمد ۱۱۵/۵ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کیساتھ پیش ہی نہیں آیا تھا، بلکہ کسی اور آدمی کا واقعہ ہے۔

چوتھی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم

امر عمر بن الخطاب ابی ابن کعب و تمیما الداری ان یقوموا للناس باحدٰی عشرۃ رکعۃ (موطا امام مالک ۱۱۴)

marfat.com

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

جوابات: اس روایت کے متعدد جواب ہیں:

۱۔ یہ روایت شاذ ہے:

۲۔ اس روایت میں امام مالک علیہ الرحمۃ کو وھم ہوا ہے۔ کیونکہ ''گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا'' کے لفظ صرف انہوں نے نقل کیئے ہیں، جیسا کہ گذر چکا ہے۔

اس روایت کو حضرت سائب بن یزید سے تین اشخاص مثلاً ...... ا۔محمد بن یوسف، ۲۔یزید بن خصیفہ اور ۳۔حارث بن ابی ذباب نے روایت کیا ہے۔

محمد بن یوسف سے پانچ آدمیوں نے مثلاً: ا۔امام مالک، ۲۔عبدالعزیز بن محمد، ۳۔محمد بن اسحاق، ۴۔یحییٰ بن سعید اور ۵۔داوٗد بن قیس نے روایت کیا ہے

حضرت سائب کے دونوں شاگرد یزید بن خصیفہ اور حارث نے حضرت سائب سے 11 کی بجائے 20 رکعات کا ذکر کیا ہے۔ گیارہ کا ذکر صرف محمد بن یوسف نے کیا ہے

o...... بلکہ امام عبدالرزاق نے خود محمد بن یوسف سے بھی بیس رکعات کی روایت بیان کی ہے۔

o...... علامہ ابن عبدالبر نے اس ۲۰ رکعت والی روایت کو صحیح قرار دیا اور گیارہ رکعت والی روایت کو امام مالک کا وھم کہا (زرقانی شرح موطا)

o...... اور آگے محمد بن یوسف کے چار شاگردوں میں سے صرف امام مالک نے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے 11 رکعات کا حکم دیا۔

o...... اور حضرت سائب کے شاگرد یزید بن خصیفہ سے ان کے تینوں شاگرد امام

marfat.com

مالک، ابن ابی ذئب اور محمد بن جعفر بالاتفاق بیس رکعات روایت کرتے ہیں (سنن کبریٰ ۲/ ۴۹۶، موطا امام مالک ص ۹۲، فتح الباری ۸/ ۳۱۶، معرفۃ السنن)

o..... ان روایات کو امام سیوطی نے (الحاوی للفتاوی میں) اور ملا علی قاری و امام سبکی نے صحیح قرار دیا ملاحظہ ہو! آثار السنن ۱۵۵

o..... حافظ ابن حجر نے امام مالک، یزید بن خصیفہ اور سائب بن یزید کی بیس رکعات والی روایت کو فتح الباری ۸/ ۳۱۶ پر نقل کر کے اس کے صحیح یا حسن ہونے کی تائید کر دی ہے لہٰذا ان روایات پر وھابیوں کی جرح مردود و باطل ہے۔

اس لئے وھابیوں کی پیش کردہ شاذ اور مضطرب روایت کے مقابلہ میں یزید بن خصیفہ کی بیس رکعت والی روایت کو ترجیح ہوگی، کیونکہ ان کے تینوں شاگرد اس پر متفق ہیں جبکہ محمد بن یوسف کے شاگرد مختلف ہیں۔

۳۔ وھابیوں کی پیش کردہ روایت میں رمضان المبارک کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبیر علیزئی و دیگر وھابیوں کو بریکٹ میں ''رمضان میں رات کے وقت'' کا جملہ لکھنا پڑا..... جبکہ ہماری پیش کردہ روایات میں اکثر کے اندر رمضان کی صراحت موجود ہے۔

۴۔ اس روایت میں وتر کا بھی ذکر نہیں، لہٰذا گیارہ رکعات میں وھابیوں کو وتروں کا نام ترک کر دینا چاہیئے۔

۵۔ اس روایت کو امام مالک نے ذکر کیا لیکن اس پر اپنے موقف کی بنیاد نہ رکھی وہ گیارہ رکعات کے قائل نہیں، جیسا کہ گذر چکا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت درست نہ تھی۔

۶۔ اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ ثابت ہے تو آج تک مکہ و مدینہ میں

marfat.com

اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ کسی اسلامی ریاست میں یہ طریقہ مروج نہیں ہو سکا اور آج بھی مکہ و مدینہ میں بیس (رکعت تراویح) پڑھتے ہیں۔ جس کی تفصیل عطیہ سالم (سعودی عالم) نے اپنی کتاب التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبوی میں درج کر کے بتا دیا ہے کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصہ کے دوران کبھی ایک بار بھی مسجد نبوی میں آٹھ تراویح نہیں پڑھی گئی۔ لہٰذا آٹھ رکعت والی روایت کو امت مسلمہ کا "تلقی بالرد" حاصل ہے۔ یعنی امت نے اسے بالاتفاق رد کر دیا ہے (یہ زبیر کے لفظوں میں جواب ہے)

۷۔ اسی روایت کو درج کرنے کے بعد خود حضرت امام مالک نے دو اثر بیس رکعات کے متعلق نقل کر کے اس روایت کی حقیقت بتا دی ہے کہ پہلی روایت پر انہیں اعتماد نہیں ہے۔

۸۔ اس روایت کو امام شافعی نے بھی نقل کیا، لیکن آٹھ کے بجائے بیس تراویح کو اپنا مذہب بنایا۔ ملاحظہ ہو! ترمذی ۹۹/۱، میزان الکبریٰ ۱۲۳/۱ وغیرہ

وھابیوں کے دھوکے: نمبر وار وھابیوں کے دھوکوں کے جوابات ملاحظہ ہوں!

۱۔ "یہ حدیث بہت سی کتابوں میں موجود ہے"

اگر اس قانون سے حدیث صحیح ہو جاتی ہے تو بیس رکعات کی روایات اس سے کہیں زیادہ کتب میں موجود ہیں، پھر ان پر چیں بجبیں کیوں ہیں؟، اور نورانیت اور اولیت مصطفیٰ کی روایات بھی بہت سی کتب میں ہیں، ان سے انکار کیوں؟

۲۔ "اس کے تمام راوی زبردست قسم کے ثقہ ہیں"

راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا اضطراب اور شاذ ہونا ختم نہیں ہوتا اسی طرح کسی

marfat.com

ثقہ راوی کا وہم بھی دور نہیں ہوتا ابراہیم سیالکوٹی نے کہا ہے "وہم بعض وقت بڑے لوگوں کو بھی لگ جاتا ہے" (اخبار الحدیث ۳۰ نومبر ۱۹۲۳)

۳۔ "اس سند کے کسی راوی پر کوئی جرح نہیں ہے"

سند کی صحت متن کی صحت کو لازم نہیں ہے۔ زبیر نے خود لکھا ہے: حدیث اگر صحیح بھی ہوتی تو منسوخ ہے (نور العینین ۱۲۷) لہٰذا یہ اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو مضطرب اور بُرا زدھم ہے۔

۴۔ "شاہ ولی اللہ الدھلوی نے اہل حدیث سے نقل کیا ہے کہ مؤطا کی تمام احادیث صحیح ہیں" (حجۃ اللہ البالغہ ۲/۱۳۴ اردو)

اگر وہابی اسے مانتے ہیں تو پھر بیس رکعت والی دونوں روایتیں بھی اسی مؤطا میں ہیں، لہٰذا انہیں بھی مانیں: اور ایک روایت گیارہ رکعت والی پر بیس رکعت کی دو روایتوں کو ترجیح ہونی چاہیے۔ جبکہ ہم ثابت بھی کر چکے ہیں کہ گیارہ رکعت کی روایت میں وہم ہے۔

۵۔ "جناب طحاوی حنفی نے "فھذا یدل" کہہ کہ یہ اثر بطور حجت پیش کیا ہے (معانی الآثار ۱۹۳) امام طحاوی کی تقلید وھابیوں نے کب سے شروع کر لی ہے؟ کیا وہابی امام طحاوی کی ہر مستدل روایت کو مانتے ہیں؟

۶۔ "ضیاء المقدسی نے المختارہ میں یہ اثر لا کر اسکا صحیح ہونا ثابت کر دیا ہے"

اسکا جواب مبشر ربانی نے لکھا ہے کہ "اتنے کج فہم اور عقل سے بیدل ہیں کہ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ کسی عالم کا کسی روایت کو اپنی کتاب میں درج کرنا اس کی صحت کی دلیل نہیں ہوتا" (مقالات ربانیہ ۱۴۴)

۷۔ امام ترمذی نے اس جیسی اس سند کے بارے میں کہا، حسن صحیح (ح 926)

marfat.com

اسے تو نہیں کہا نا!...... اس جیسی سند کی روایت اگر متناً بھی صحیح ہو تو پھر کیا اعتراض ہے؟
اور وہابیوں کو امام ترمذی کا حسن صحیح کہنا کب قبول ہے، کتنی ہی ایسی روایات ہیں جنہیں ترمذی نے یہی ڈگری دی مگر وہابیوں نے قبول نہیں کیا ترک رفع یدین کی حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح نہیں کہا؟...... جس پر داؤدیہ پارٹی نے لکھا ہے:
''رہی امام ترمذی کی تحسین تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ تحسین کرنے میں متساہل واقعہ ہوئے ہیں (دین الباطل ۱/ ۳۷۷)

۸۔ ''اس روایت کو متقدین میں سے کسی ایک محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا''
اس جملے سے اتنا تو مان لیا کہ متاخرین نے ضعیف کہا ہے، جبکہ ابن عبدالبر نے اسے امام مالک کا وہم قرار دیا ہے اور اگر متقدین کی جرح منقول نہیں تو کیا ہوا! خود زبیر نے لکھا ہے: عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں (نور العینین ص ۵۴، ۷۱ وغیرہ)

۹۔ ''علامہ باجی علیہ الرحمہ نے اس اثر کو تسلیم کیا ہے''
لیکن انہوں نے یہ بھی تو فرمایا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد میں تیئس رکعات (۲۰ تراویح اور تین وتر) کا حکم فرمایا تھا ...... (حاشیہ مؤطا ۹۸)
اب کیا وجہ ہے کہ وہابی، علامہ باجی علیہ الرحمۃ کی اس وضاحت کو تسلیم نہ کر کے ''میٹھا ہپ اور کڑوا تھو'' کے مصداق کیوں بنتے ہیں۔

۱۰۔ ''علامہ نیموی نے کہا ہے واسنادہ صحیح (آثار السنن ۲۵۰) (ملخصاً)
انہوں نے سند کو صحیح کہا ہے نہ کہ حدیث کو، کیوں کہ سند کی صحت سے متن کی صحت لازم نہیں اور علامہ نیموی نے اس روایت کے جو عقد جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ وہابی ان کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے علامہ قسطلانی، امام بیہقی، امام سیوطی اور علامہ شعرانی علیھم الرحمۃ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ (اگر اسے صحیح مان لیں تو دوسری روایات

marfat.com

کے پیش نظر اسکا جواب یہ ہے کہ) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس پر فیصلہ وعمل ہوا وہ بیس رکعت تراویح ہے (ملخصاً از آثار السنن ص ۲۵۰)

لہذا وہابی متعصبین کا اس روایت کو مضطرب اور شاذ نہ ماننا باطل اور بے بنیاد ہے

نوٹ: یہ زبیر علی زئی کے دس دھوکوں اور فریب کاریوں کا جواب ہے ملاحظہ ہو! (تعاقب ۷۹)

داؤدیہ پارٹی کو کھلا چیلنج:

اپنے اکابر کی روش اپناتے ہوئے مذکورہ پارٹی نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ: امام مالک کے دو ثقہ متابع موجود ہیں ...... (دین الباطل ۱/۵۲۵)......

یہ سراسر غلط او دھوکہ وفریب ہے، ...... یہی فریب اور جھوٹ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ۲/۷۴ میں اور ابراہیم سیالکوٹی نے انارۃ المصابیح میں بولا ...... اور حضرت فقیہ اعظم علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی سیالکوٹی علیہ الرحمہ نے اسکا محاسبہ کیا جسکے جواب میں وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور آج تک کوئی جواب نہ دے سکے ملاحظہ ہو! (دلائل المسائل)

ایسے ہی اگر مذکورہ پارٹی میں جرأت اور غیرت ہے تو وہ ان دو متابع کی دونوں روایات پیش کرے جسمیں امر عمر، کے الفاظ موجود ہوں ورنہ یہ مکاری بند کرے۔

داؤدیہ پارٹی کی حدیث دانی: داؤد ارشد اینڈ پارٹی نے لکھا ہے:

محمد بن یوسف سے اکیس رکعت روایت کرنے والے داؤد بن قیس ہیں

(دین الباطل ۱/۵۲۵)

حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ محمد بن یوسف سے صرف داؤد بن قیس کی ہی

marfat.com

روایت نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی روایت کرنے والے موجود ہیں ملاحظہ ہو!

o امام عینی علیہ الرحمۃ نے بھی نقل کیا ہے:

روی عبدالرزاق فی المصنف عن داؤد بن قیس وغیرہ عن محمد بن یوسف (عمدۃ القاری ۵/۳۵۷)

امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں داؤد بن قیس اور دوسرے راویوں سے محمد بن یوسف کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

o امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

روی غیر مالك فی هذا الحدیث احدیٰ وعشرون وهو الصحیح ولا اعلم احداً قال فیه احدیٰ عشرة الامالکا ...... (زرقانی شرح موطا، حاشیۂ موطا امام مالک ۹۸)

اس حدیث کو امام مالک کے علاوہ راویوں نے اکیس رکعات کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور یہ ہی صحیح ہے، اور میں نہیں جانتا کہ امام مالک کے علاوہ دوسرے راویوں میں کسی ایک نے بھی گیارہ رکعات ذکر کی ہوں۔

داؤدیہ پارٹی کی شاطرانہ چال:

داؤدیہ پارٹی نے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ پر یہ اتہام بازی کی ہے کہ ان کی کوئی روایت معتبر نہیں، غلط محض ہے ...... جرح جو کہ بلا دلیل ہے ...... (دین الباطل ۱/۵۲۴، ۵۲۵)

یہ مذکورہ پارٹی کی شاطرانہ چال ہے، کیونکہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے محمد بن یوسف کو مطلق نا قابلِ حجت قرار نہیں دیا، بلکہ مسئلہ تراویح کے متعلق ان کے اضطراب کو

marfat.com

مدلل بیان فرما کر لکھا ہے...... جسکا مقصد یہ ہے کہ دریں مسئلہ ان کی روایات چونکہ مضطرب ہیں، للہذا حجت نہیں...... لیکن وھابیوں کے پاس عقل سلیم ہو تو کچھ غور کریں۔

۱۱۔ ''یہ فاروقی حکم بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے! جبکہ مرفوع احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں'' یہ بھی سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے...... کیونکہ فاروقی حکم ثابت نہیں اور کوئی مرفوع روایت، اس کی تائید نہیں کرتی...... کمامر تفصیلا۔

عبدالغفور اثری کی بے لگامی

وہابیوں کے منہ روز اور منہ پھٹ عبدالغفور اثری نے لکھا ہے بعض بدعت پسند مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ابی بن کعب اور تمیم داری دونوں کو مل کر گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا تھا تو دونوں قاریوں نے نماز تراویح کی رکعات آپس میں تقسیم کر لی تھیں۔ سو یہ بات بالکل غلط اور قلت مطالعہ پر مبنی ہے (تحفہ رمضان ۷۲)

اس وھابی کی ''بدعت پسند'' کے جملے سے اگر یہ مراد ہے کہ بیس تراویح کا موقف رکھنے والے، بدعت پسند ہیں تو یہ سراسر بکواس، نرادشنام اور امت مسلمہ کو بدعت پسند ثابت کرنے کا ناپاک منصوبہ ہے، ایسی قبیح حرکت کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ اور اگر ان کی مراد اہلسنت کے موجودہ افراد ہیں، جنہیں وہ بریلوی، کہہ کر پکارتے ہیں۔ تو بھی قلت تدبر، عقل کی کمی اور فہم کی نارسائی کا نتیجہ ہے، کیونکہ یہ بات آج نہیں کہی گئی بلکہ حاشیہ موطا امام مالک ۹۸ اور آثار السنن پر بھی موجود ہے......

پانچویں دلیل: سعید بن منصور از عبدالعزیز بن محمد از محمد بن یوسف جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہکے زمانہ

marfat.com

میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے (سنن سعید بن منصور)

جوابات: امام بیہقی نے سنن کبری ج ۱ص ۴۹۶ پر اور معرفۃ السنن پر حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت نقل کی ہیں اور اس روایت کی سند کو علامہ سبکی اور ملا علی قاری نے صحیح کہا (آثار السنن ۲۵۵)

۲۔ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے...... **و فی سنن البیھقی وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید الصحابی قال کانوایقومون علی عھد عمر بن الخطاب فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ فانہٗ اولی با لاسناد و اقوی فی الاحتجاج** (الحاوی للفتاویٰ جلد ۱ص ۳۴۸)

سنن کبری بیہقی اور دیگر کتب حدیث میں صحیح سندوں کیساتھ تو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ (صحابی رسول ﷺ) سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا وہ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے یہ روایت بہت ہی بہتر اور دلیل بنانے میں بہت زیادہ قوی ہے۔

۵ اور جب وھابیوں کی پیش کردہ روایت کی سند پر کلام ہے تو صحیح کیسے رہی مثلاً عبدالعزیز بن محمد کوسئی الحفظ، قوی نہیں، غلطی کرتا ہے، کثیر الوہم ہے، کچھ بھی نہیں، قابل احتجاج نہیں کہہ کر شدید جرح کی گئی ہے ملاحظہ ہو! تہذیب التھذیب ۳۱۶/۶، میزان الاعتدال ۳۳۳/۲

۳۔ امام عینی علیہ الرحمۃ نے بھی ابن ابی زباب کی سند سے حضرت سائب بن یزید سے بیس رکعت کی روایت نقل کی ہے۔

۴۔ مزید لکھا ہے کہ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں داؤد بن قیس اور دوسرے راویوں سے محمد بن یوسف سے حضرت سائب کی اکیس رکعت کی روایت نقل کی ہے۔

۵۔ امام ابن عبدالبر نے بیس رکعت کی روایت کو صحیح اور دوسری کو وہم والی قرار دیا

marfat.com

ہے۔(حاشیہ موطا امام مالک ۹۸ زرقانی شرح موطا، الحاوی للفتاوی ص ۳۵۰ جلد ۱)
۶۔ جمہور بیس رکعات کے قائل ہیں۔ انہوں نے اس روایت کو قبول نہیں کیا۔
سطور ذیل میں وھابیوں کے دھوکے اور ان کا رد پیش خدمت ہے:۔

وہابیوں کے دھوکے:

۱۔ ''اس روایت کے تمام روا ۃجمھور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں'' ......
وہابیوں کے نزدیک جمہور کی کوئی حیثیت نہیں (کمامر) اور اگر جمہور کا زیادہ ہی خیال ہے تو وہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں (رسالہ تراویح از غلام رسول قلعوی، فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۶۶۴)

اور طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دیتے ہیں (نووی بر مسلم)
لہذا یہاں بھی وھابیوں کو جمہور کی حمایت کرنی چاہیے۔

۲۔ ''جناب سیوطی نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے یہ مصنف سعید بن منصور میں بہت صحیح سند کے ساتھ ہے'' کتاب کا اصل نام مصنف سعید بن منصور ہے؟ یا سنن سعید بن منصور دوسرے: یہ جملہ امام سیوطی کا ہر گز نہیں ہے یہ زبیر علی زئی اور مبشر ربانی کا امام سیوطی پر جھوٹ ہے اس کے برعکس حضرت سیوطی علیہ الرحمہ نے بیس رکعات والی روایت کو ''با سناد صحیح ھذا اولیٰ اور اقویٰ'' کہہ کر تین بار سخت توثیق وتائید کی ہے۔ لیکن اگر امام سیوطی نے کہا بھی ہوتو کیا وہابی انکے مقلد ہیں کہ جو وہ کہیں وہ مان لیں گے۔

ضروری نوٹ:

مبشر ربانی نے جوش میں آکر ہوش کھودیئے اور مقولہ مذکورہ میں ''بسند'' کا جملہ نگل لیا ہے ملاحظہ ہو! (مقالات ربانیہ ۱۳۴)
اور زبیر علی زئی نے امام سیوطی کی کتاب الحاوی للفتاوی کا نام الحاوی فی

marfat.com

الفتاوی لکھا ہے (ھدیۃ المسلمین ص ۷۳) یہ ہیں وھابیوں کے اصل محقق جن پر انھیں بڑا ناز ہے۔

o یہ بھی گزر چکا ہے کہ سند کی صحت سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔

۳۔ "ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات قیام رمضان (تراویح) پر صحابہ اکرام کا اجماع ہے" گیارہ رکعات پر اجماع ثابت نہیں ہوا بلکہ بیس تراویح پر اجماع ثابت ہو چکا ہے۔

o امام سیوطی نے بسند صحیح صحابہ و تابعین سے اسی کو ذکر کیا (الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۸، ۳۵۰)

o ماثبت بالسنہ پر شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دھلوی نے نقل کیا..... o۔امام قسطلانی نے (شرح بخاری ۳/۴۲۷ بدایۃ المجتھد ۱۷۹)

امام بیہقی نے سنن کبری اور شاہ عبدالعزیز نے فتاوی عزیزی ۴۵۳، مترجم علامہ زبیدی نے اتحاف السادۃ المتقین ۳/۴۲۲) امام عینی نے عمدۃ القاری ۳/۵۹۸ امام شعرانی نے کشف الغمہ ۱/۱۴۷ اور الاذکار للنووی ۸۳ ترمذی ۱/۹۹ فتح الباری ۳/۴۲۷ المغنی ۱/۸۰۳ میزان الکبری ۱/۱۲۳ اسی طرح تبیین الحقائق ۱/۱۷۸ حجۃ اللہ البالغہ ۲/۱۸، المجموعہ شرح مھذب ۴/۳۲ مرقاۃ ۳/۱۹۴، اور رحمۃ لامہ ص ۲۳ پر موجود ہے ایسے ہی وھابیوں نے فتاوی اہلحدیث پر جمہور کا عمل،

رسالہ تراویح از غلام رسول قلعوی نے تمام اہل اسلام کا عمل (اجماع) اور نواب صدیق حسن نے عون الباری ۴/۳۰۷ پر)

ابن تیمیہ نے فتاوی ۱/۱۸۶ قدیم جلد ۲۳ ۹۱۲ جدید پر رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ وھابیوں کا گیارہ پر اجماع واتفاق کا دعوی جھوٹا ہے۔

marfat.com

٥ آٹھ یا گیارہ پر اجماع کا دعویٰ مسلمہ اکابرین، میں سے کسی نے نہیں کیا۔

چھٹی دلیل:۔ ابن ابی شیبہ از ابو عبداللہ یونس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۲)

زبیر علیزئی نے لکھا ہے: اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے اور اس کے سارے راوی صحیح بخاری و صحیح مسلم کے ہیں اور بالاجماع ثقہ ہیں۔ (عاقب ۸۱)

جوابات:

۱۔ سند صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔

۲۔ جمھور اہل اسلام نے از ابتداء تا ایں دم بیس رکعت کو ترجیح دی ہے۔

زبیر علیزئی کی عادت ثانیہ بن گئی ہے کہ "جمھور یہ کہتے ہیں" "جمھور کا یہ موقف ہے، لہٰذا وہ جمھور کی طرف کیوں نہیں آتا۔

۳۔ یہ گیارہ رکعات رمضان میں پڑھی جاتیں یا دیگر مہینوں میں اسکی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

۴۔ اس روایت پر وھابیوں کا بھی عمل نہیں وہ ایک ہی قاری کے پیچھے گیارہ رکعات پڑھتے ہیں، جبکہ یہاں دو قاریوں کا تذکرہ ہے۔

۵۔ اس روایت میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے محمد بن یوسف رحمۃ کا گیارہ رکعت ذکر کرنا تفرد اور وہم ہے...... حضرت سائب کے دوسرے شاگرد یہ روایت نہیں کرتے۔ تفصیل گذر چکی ہے۔

marfat.com

۶۔ ان آخری تینوں دلیلوں میں وھم اور تفرد کا یہ وصف مشترک ہے۔

۷۔ اسکے راوی ابو عبداللہ یونس کا ترجمہ پیش کریں، تو آپ کو بتائیں کہ اسکی حالت کیا ہے۔

۸۔ ابن تیمیہ نے اکثر علماء کی رائے یہی نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھانے پر جمع کیا تھا اور لکھا ہے کہ کوئی منکر بھی اسکا انکار نہیں کرتا (فتاویٰ ۱/۱۸۶) اب وھابی بتائیں کہ وہ کیا ہیں؟

اعمال واقوال صحابہ وھابیوں کے نزدیک حجت نہیں:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے متعلق ان آخری تینوں دلائل کو وھابی حضرات پیش کر کے انہیں صحیح ثابت کرنے میں بڑا زور صرف کرتے ہیں جبکہ انہیں اتنا شعور نہیں کہ ان کے مذہب میں صحابہ کرام کا حکم ہو، قول یا فعل ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں، اگر چہ وہ صحیح سند کیساتھ ہی مروی کیوں نہ ہو ملاحظہ ہو! (دلیل الطالب ۶۱۷، بدور الاھلہ ۱۳۹، الروضہ الندیہ ۱/۲۵۴، ۱/۷۷، ۲/۳۹ التاج المکلل ص ۲۹۶، از نواب صدیق، عرف الجادی ۶۱، ۶۴، ۳۸، ۸۰، ۱۰۱، فتاویٰ ستاریہ ۲/۲۲ (کراچی) فتاویٰ نزیریہ ۱/۳۴۰، تحفۃ الاحوذی ۲/۴۴، مسئلہ رفع یدین ۱۴، عبدالمنان نورپوری)

وھابیوں کے نزدیک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام:

وھابیوں کے ہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجت نہیں کیونکہ

۱۔ انہوں نے کئی موٹے موٹے مسائل میں غلطی کی ہے (طریق محمدی ۵۵، ۵۴)

۲۔ وھابیوں نے لکھا ہے، ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں

marfat.com

پڑھا، (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۲۵۲) لہٰذا جب ان کا حضرت عمر فاروق سے کوئی تعلق نہیں تو وہ ان کا عمل پیش کر کے اپنے "محمدی" نہ ہونے پر مہر تصدیق کیوں لگاتے ہیں۔

۳۔ وھابیوں کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناکام تجربے کیئے ہیں، (تین طلاقیں ۱۸۰ از خواجہ قاسم)

۴۔ ثناء اللہ امرتسری نے حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں مانا۔ (ثنائیہ ۲/۲۲۳)

۵۔ وحید الزماں حیدر آبادی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو حدیث کے خلاف بتلایا ہے اور لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کا کچھ خیال نہ رکھو (تیسیر الباری ۵/۱۹۵)

۶۔ ان کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہوتا ہے (آپریشن ۱۴۱، بشیر احمد حسیم رحیم یارخاں)

۷۔ ناصر الدین البانی اور صادق خلیل کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے صراحتاً صحیح حدیث کے خلاف ہے (نماز تراویح ۲۷ مترجم)

بتایئے!...... وھابی کس منہ سے عمل فاروقی کو پیش کرتے ہیں جو ان کے اپنے نزدیک بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

وھابیوں کے دلائل غیر معتبر کتب سے ہیں:

وھابیوں کی یہ پیش کی گئیں تین دلیلیں بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ اور طبرانی وغیرہ کے حوالے سے ہیں ملاحظہ ہو! دین الخالص جلد ا صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، مقالات ربانیہ ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۴، تعاقب از زبیر علیزئی ۷۹، ۸۱ وغیرہ

اور خواجہ قاسم نے لکھا ہے: مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتب بیہقی، طحاوی، طبرانی وغیرہ ان میں صحیح، حسن، ضعیف، معروف، غریب، شاذ، منکر، خطا، صواب،

marfat.com

ثابت اور مقلوب سب کچھ شامل ہے ان غیر معتبر کتابوں سے جو آثار واقوال نقل کیئے گئے ہیں میں نے عموماً انہیں نظر انداز کر دیا ہے (حدیث اور غیر اہلحدیث ۱۸)

لہٰذا وھابیوں کے یہ پیش کردہ دلائل نظر انداز، کر دیئے جائیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک کتابیں غیر معتبر ہیں۔

زبیر اور مبشر کی عجب خوش فہمی

ان دونوں نے لکھا ہے: ابو بکر ابن عربی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا...... صحیح بات یہی ہے کہ ۱۱ رکعات پڑھی جائیں جو کہ نبی ﷺ کی نماز اور قیام ہے اس کے علاوہ جو اعداد ہیں ان کی کوئی اصل نہیں، (عارضۃ الاحوذی ۴/۱۹) ......(عاقب ۸۳، مقالات ۱۳۵)

یہ مبشر ربانی اور زبیر علیزئی کی بے محل خوش فہمی ہے جو کہ درحقیقت غلط فہمی ہے، کیونکہ ابن عربی علیہ الرحمۃ کی بات بے دلیل ہے۔ لہٰذا اس پر بغلیں بجانے سے کیا حاصل ہوگا...... بلکہ غلام رسول قلعوی غیر مقلد کے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ:

حضرات صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اربعہ اور مسلمانوں کی کثیر جماعت کا عمل جو دور فاروقی سے لے کر آج تک مشرق و مغرب میں جاری و ساری ہے اور وہ (وتر سمیت) تیئیس رکعت ہے۔ بخلاف ان غالی وھابیوں کے کہ یہ اسے بدعت اور خلاف سنت کہتے ہیں جبکہ ان کے پاس اپنے عمل پر کوئی صحیح، صریح مرفوع روایت نہیں ہے۔

کیا خوب جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

وما علینا الا البلاغ

marfat.com

ماہِ رمضان الوداع

عشرت گودھروی

الوداع، الوداع، الوداع ہے
ماہ رمضان بس الوداع ہے

دن تیرے آنے سے معتبر تھے
نور میں ڈوبے شام و سحر تھے
تیرے جانے سے دل رو رہا ہے
ماہ رمضان بس الوداع ہے

سحری، افطاری، قرأت، تراویح
اور اذان و نماز و تسبیح
یہ ساماں نوری تجھے سے ملا ہے
ماہ رمضان بس الوداع ہے

ہم کو بے کل تو پائے گا تب تک
گر رہے زندہ اگلے برس تک
پھر ملیں گے جو حکمِ خدا ہے
ماہ رمضان بس الوداع ہے

چل دیا ہے جو تو رب کی جانب
اہل ایماں کے پرنم ہیں قالب
قلب ِ عشرت بھی غم سے بھرا ہے
ماہ رمضان بس الوداع ہے

marfat.com

فہم دین (مکمل ۳ حصے)

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

محاسن اخلاق

میرے لیے اللہ کافی ہے

حق چار یار

ہاں ہم سنی ہیں

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

فکر آخرت

ایک نو مسلم کے سوالات کے جوابات

شان رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق

توحید و شرک

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام

سرکار غوث اعظم اور آپ کا آستانہ

ختم نبوت

ہم اہلسنت و جماعت ہیں

ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت

فہرست کتب

بانی ادارہ صراط مستقیم

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

غائبانہ جنازہ جائز نہیں

اوقات نماز سحر و افطار کا مستقل نقشہ

فحش گانوں کا عذاب

چٹاگانگ میں چند روز مع مختصر تذکرہ حضرت شیر بنگال رحمۃ اللہ علیہ

صلوٰۃ و سلام پر اعتراض آخر کیوں

جانات عید میلاد النبی ﷺ

محبت ولی کی شرعی حیثیت

تحفظ حدود اللہ ترمیمی بل غلطیاں اور دھوکے

رابطہ ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں

فقہ حنفی پر اعتراضات اور انکے جوابات

خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام

رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر مع معجزہ شق صدر

نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا انکار کیوں

رسول اللہ ﷺ کی نماز

اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور انکا حل

ترکِ تقلید کی تباہ کاریاں

ظہور امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی

مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے

حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ کرام

قرآنی آیات کے حیرت انگیز اثرات

صراط مستقیم کی روشنی

شان ولائت

منصب نبوت اور عقیدہ مومن

نماز تراویح بیس رکعت سنت ہے

اصلاح اور اس کا اجر

محبت الٰہی اور اس کی چاشنی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز،
6 مرکز الادریس، دربار مارکیٹ لاہور
042-7115771-0333-8173630

marfat.com

محققانہ فیصلہ

تحقیقی محاسبہ

آؤ میلاد منائیں

کیا جشن میلاد النبی ﷺ غلو فی الدین ہے؟

وہابیوں کا مروجہ جنازہ ثابت نہیں

خطبات رمضان

اہل جنت اہل سنت

دعا بعد نماز جنازہ

مختصر اسلامی نصاب

قربانی

صحابہ کرام اور مسلک اہلسنت

طلاق ثلاثہ کی
مخالفت کرنے والوں [illegible]

روئیداد مناظرہ گرجاکھ

اسلام اور ولایت

شرک کیا ہے؟

یہ مسائل ثابت ہیں

روئیداد مناظرہ توسل

مسئلہ رفع یدین

صراط مستقیم پبلیکیشنز

ملنے کا پتہ

6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042-7115771-0333-8173630